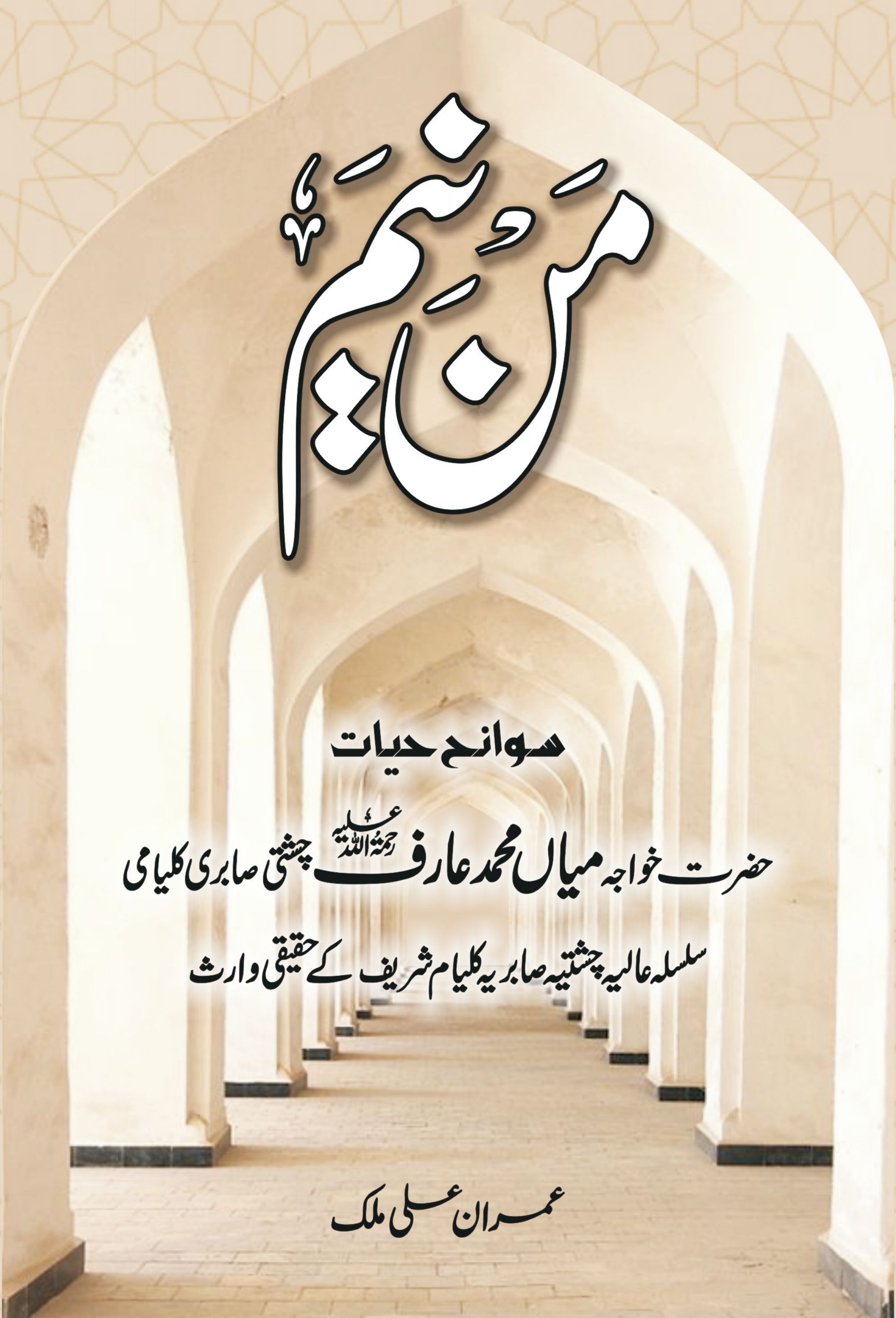


من نیم

سوانح حیات

حضرت خواجہ میاں محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری کلیامی

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف کے حقیقی وارث

عمران علی ملک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

صَلَّى اللهُ عَلَى حَبِيبِهِ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَآلِهِ وَسَلَّمَ

اللہ محمد چار یار

حاجی خواجہ قطب فرید

تسمیۃ الکتاب

من نیم

(میں نہیں ہوں)

بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے مشہور زمانہ کلام سے انتخاب

سوانح حیات

حضرت خواجہ میاں محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری کلیامی

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کلیام کے حقیقی وارث

مصنف

عمران علی ملک

نام کتاب	:	من نیم
مصنف	:	عمران علی ملک
پرنٹنگ	:	الصابریہ، راولپنڈی
سال اشاعت	:	فروری ۲۰۲۴
تعداد	:	۵۰۰
قیمت	:	۷۵۰ روپے

پتہ

صابری آستانہ، مورت

نزد نیو اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ، تحصیل فتح جنگ، ضلع اٹک

+92 333 5131584

kaliamisarkar@hotmail.cok

www.faizanekalyam.org

www.facebook.com/faizanekalyam

تھا لبِ عارف پہ جاری دم بدم
من نیم واللہ یارا من نیم

انتساب

اُن عظیم ہستیوں کے نام
کہ جن کی نگاہِ ناز نے مجھے راہِ ولایت میں
نسبتِ عارف سے مشرف کیا
جن کی تربیت نے میرے خیال کو رفعت عطا کی
اور
جن کا عطا کردہ لقمہءِ حلال میرے وجود کو
سراپا افتخار رکھتا ہے

حضرت خواجہ میاں ولایت حسین کلیامیؒ اور
مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ
والدہ محترمہ رفعت سلطانہ اور والد محترم افتخار علی کے نام

تعارفی خاکہ

نام	:	محمد عارف (چشتی صابری کلیامیؒ)
ولدیت	:	ولایت حسین (چشتی صابری کلیامیؒ)
تاریخ پیدائش	:	2 فروری 1934ء (کلیام اعوان-گوجرخان)
تعلیم	:	میٹرک (اسلامیہ ہائی سکول سرکلر روڈ راولپنڈی)
آبائی سکونت	:	کلیام شریف، تحصیل گوجرخان، ضلع راولپنڈی
مستقل سکونت	:	صابری آستانہ، مورت، تحصیل فتح جنگ، ضلع اٹک
ریٹائرمنٹ	:	1985ء
وصال باکمال	:	14 فروری 2021ء بروز اتوار یکم رجب المرجب ۱۴۴۲ھ

فہرست

باب اول

خاندانی پس منظر

باب ثانی

دانائے راز

باب ثالث

خلافت اور خدمت خلق

باب رابع
سیر فی الارض

باب خامس
تعلیمات

باب سادس

خراج عقیدت

باب سابع

آپ کی ڈائری

باب ثامن

تصاویر

آزمائش

کے بغیر درجات کی بلندی اور
نجات اُخروی کا گمان خام خیالی ہے

أَحَسِبَ ٱلنَّاسُ أَن يُتْرَكُوٓا۟ أَن
يَقُولُوٓا۟ ءَامَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ﴿٢﴾

کیا لوگ یہ گمان رکھتے ہیں کہ انہیں صرف ایمان کا دعویٰ کرنے پر چھوڑ دیا جائیگا
اور عملی آزمائش نہ کیجائیگی ۔ یعنی وہ آزمائے نہ جائیں گے

پ ۔ ۲۰ ع ۔ 13 آیت ۔ ۲
سورت عنکبوت ۔

(عکس تحریر: حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ)

(عربی خطاطی: https://freeislamiccalligraphy.com-Qur'an, HM King Hussein's Mushaf)



حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ
اپنا ایک خواب بیان کرتے ہیں:

”مسجد نبوی شریف میں داخلے کے دروازے پر جو دو حضرات تشریف فرما ہوتے ہیں وہ مجھے اندر جانے سے روک دیتے ہیں اور میں باب السلام کے سامنے جو صفیں بچھی ہوتی ہیں وہاں بیٹھ جاتا ہوں اسی دوران باب السلام سے حضور پُر نور، راحتِ انس و جاں، رحمتِ دو جہاں، آقائے نامدار، احمدِ مختار، مدنی تاجدار، شفیع المذنبین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ صحابہ کرام کے جھرمٹ میں تشریف لائے۔ آپ کے گرد یکدم ایک ہجوم جمع ہو جاتا ہے۔ میں کھڑا ہو جاتا ہوں کریم آقا ﷺ کے حضور صلوٰۃ و سلام پیش کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ آقا کریم ﷺ دیکھ کر مسکراتے ہیں اور فرماتے ہیں

مرحباً بکم یا اُمتی

”اے میرے اُمتی خوش آمدید“

☆

''من نیم''

سن 2000ء میں جب راولپنڈی میں ڈیزائننگ اور پرنٹنگ کے کام کا باقاعدہ آغاز کیا تو جناب سید اکمل شاہ ترمذی اور صاجزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کی وساطت سے بہت سے پروفیسر صاحبان سے ملاقات رہنے لگی۔آپ بذاتِ خود بھی شعبہ تدریس سے وابستہ تھے لہذا آپ کے پاس کالج کے پروفیسر صاحبان کا آنا جانا رہتا تھا۔ویسے تو صرف ان ملاقاتوں کا احوال ہی قلمبند کیا جائے تو از خود ایک ضخیم نسخہ وجود میں آسکتا ہے۔انہی عظیم اساتذہ ءکرام کی صحبت کا اثر ہے کہ مجھ جیسے اَن پڑھ شخص نے بھی چند الفاظ سیکھ لئے۔اُردو زبان سے دلچسپی تو تھی ہی اور کسی قدر مطالعہ کا شوق بھی تھا پھر جناب صاجزادہ صاحب کی رفاقت نے بھی اس میں مزید نکھار پیدا کیا۔ حقیقتاً یہ قبلہ صاجزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کی تربیت اور حوصلہ افزائی ہے کہ جنہوں نے مجھے حوصلہ دیا،شوق دیا اور راستہ دیا جس پر قدم قدم چل کر میں اپنے الفاظ نظرِ قرطاس کرنے کے قابل ہوا۔میں خود کو انتہائی خوش نصیب گمان کرتا ہوں جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ اُردو ادب کی عظیم ترین ہستیاں میرے حلقہء احباب میں ہیں جن میں جناب پروفیسر ڈاکٹر اطہر قسیم صدیقی صاحب اور جناب پروفیسر شکیل احمد انجم صاحب سرفہرست ہیں۔

بارگاہ رب العزت میں شکرانا ادا کرتا ہوں کہ اُس پاک رب نے مجھے ایسے عظیم

خانوادے سے وابستہ فرمایا ہے کہ

جن کی اولین ترجیح اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول کریم ﷺ ہے۔
جن کے شب و روز عشق محبوب رب العالمین ﷺ میں کٹتے ہیں۔
اور جن کا مقصد حیات عیال اللہ کی حاجت روائی اور خدمتِ خلق خدا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ O (التوبه: ۱۱۲)

(یہ مومنین جنہوں نے اللہ سے اُخروی سودا کرلیا ہے) توبہ کرنے والے، عبادت گذار، (اللہ کی) حمد و ثنا کرنے والے، دنیوی لذتوں سے کنارہ کش روزہ دار، (خشوع و خضوع سے) رکوع کرنے والے، (قربِ الٰہی کی خاطر) سجود کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی (مقرر کردہ) حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور ان اہلِ ایمان کو خوشخبری سنا دیجئے

امام ابو حامد محمد الغزالیؒ فرماتے ہیں

سب انسان مردہ ہیں	......	زندہ وہ ہیں جو علم والے ہیں
سب علم والے سوئے ہوئے ہیں	......	بیدار وہ ہیں جو عمل والے ہیں
تمام عمل والے گھاٹے میں ہیں	......	فائدے میں صرف اخلاص والے ہیں
سب اخلاص والے خطرے میں ہیں	......	کامیاب وہ ہیں جو تکبر سے پاک ہیں

اس قول کو پڑھنے سے ہمیں دائمی کامیابی کا ایک راز سمجھ آتا ہے، امام غزالیؒ نے علم کو

زندگی، عمل کو بیداری، اخلاص کو فائدہ اور یہ سب اوصاف ہونے کے بعد عاجزی کو کامیابی قرار دیا ہے ۔یعنی اگر کوئی شخص عالم باعمل ہے اور اخلاص سے بھی مالا مال ہے لیکن جب تک عاجزی جیسی صفت سے مزین نہیں ہے، علم وعمل کا زعم پایا جاتا ہے، شخصیت میں تکبر کی جھلک دکھائی دیتی ہے ۔بقول امام غزالیؒ اُس کو کامیاب انسانوں میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدھا و شیر نر مارا تو کیا مارا

بقول ابراہیم ذوق مردانگی کسی بڑے اژدھا کو مارنا یا کسی وحشی درندے یا شیر کو مارنا نہیں بلکہ اصل مردانگی تو نفس امارہ کو مارنے میں ہے ۔اور اس کی طاقت فقط ''رجال اللہ'' کے پاس ہی ہوتی ہے ۔خدا شاہد ہے کہ مجھے ایسے ہی ایک مرد خدا کی نسبت و زیارت کا شرف حاصل ہے جن کی ساری زندگی ایسے ہی اوصاف سے عبارت ہے ۔

زیر نظر کتاب کے عنوان ''من نیم'' سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب ایسے ہی ایک کامیاب انسان کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے جس کی زندگی تکبر سے یکسر پاک تھی ۔ایک ایسا انسان جس کے منہ سے نکلے الفاظ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قبولیت کی سند پاتے ہیں ۔جس کو اللہ کریم نے حسب ونسب، مال و دولت، عزت و وقار، مسند و دستار، علم وعمل، تقویٰ وطہارت اور بے پایاں صفات عطا کی ہوں ۔جب وہ کھڑا ہو تو لوگ اُس کی تعظیم میں کھڑے ہو جائیں، جب وہ چلے تو لوگ اُس سے آگے نہ چلیں، جب تک وہ نہ کہے کوئی اُس کے سامنے بیٹھے نہیں، اُس کے خدمت گار اُس کی جنبش ابرو پر عمل کرنے کو ایستادہ کھڑے ہوں اِن سب امتیازات کے باوجود وہ عاجزی کی ایسی مثال کہ اپنے مریدین سے اپنے لئے دعا کا کہے ۔اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرنے کو ترجیح دے ۔اپنی ہستی کو کسی صورت دوسروں سے نمایاں کرنے کیلئے کوئی ظاہری بناؤ سنگھار یا جبہ و دستار کا لبادہ نہ اوڑھے ۔اپنی تمام عمر حقیقی سادگی کے ساتھ گزارے ۔رہن سہن، لباس وخوراک ہر شے

میں سادگی ہی جس کا مطلوب ہو۔

ان تمام صفاتِ جمیلہ کی حامل شخصیت ہمارے شیخ و مرشد، رہبر کامل، سراپا عجز و انکسار، پیکرِ فقر وغنا، داعی عشق و وفا، مظہر زہد و ورع، شہنشاہ ولایت، زینت اصفیاء، رونق بزم صلحا وصوفیاء، خوش گفتار، مشفق ومہرباں، خواجہ خواجگاں، حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی ہے۔

آپ نے اپنی تمام زندگی اگر خرچ کیا تو اُس کا مقصد مخلوقِ خدا کی بھلائی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اگر کچھ طلب فرمایا تو فقط بندگانِ خدا کی بہتری اور سہولت کے لئے۔ اگر کچھ پسند فرمایا تو مطمع نظر صرف اور صرف عیال اللہ کا فائدہ تھا۔ اچھے سے اچھا کھانا آپ کے حضور پیش کیا جاتا آپ قبول فرماتے اور اسے مہمانوں کی تواضع کے لئے رکھ دیتے۔ اعلیٰ وعمدہ لباس پیش کیا جاتا، انواع و اقسام کے تحائف پیش کیے جاتے لیکن آپ تمام تر اشیاء تقسیم فرما دیتے۔ سادہ طرز زندگی ہی آپ کا امتیازی وصف تھا۔ لباس کا معاملہ ہو یا خوراک کا رہن سہن ہو یا طرز گفتگو ہر شے میں سادگی ہی سادگی دکھائی دیتی ہے۔ تصنع اور بناوٹ سے پاک ایک شفاف طرز زندگی۔

آپ کیلئے آرام دہ اور پُرسکون رہائش تیار کی جاسکتی تھی لیکن آپ نے ایک ایسے کمرہ میں رہنے کو ترجیح دی جس کا دروازہ ہر وقت سائلین کے لئے کھلا رہے اور لوگ بلا جھجھک اس میں آجا سکیں۔ موسمی اثرات کی سختی کے باوجود آپ نے کبھی اُس دروازہ کو بند نہ کیا۔ آپ کے پاس آنے والے کبھی مایوس نہ لوٹے۔

بقول حضرت واصف علی واصفؒ! ''درویش وہ ہے جسے اللہ کریم اگر تمام کائنات کا اختیار عطا فرما دیں اور وہ اس کائنات میں بال برابر بھی تبدیلی کیے بغیر اُسے اپنے رب کو لوٹا دے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہر چیز کو ایسے ہی تسلیم کرے جیسا کہ اُسے رب نے تخلیق کیا ہے اور اپنے رب کے مقابل اپنی خواہش کو اپنے رب کی مرضی کے تابع کرلے تو وہ درویش ہے۔ حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ نے اس بات کو عملاً کر کے دکھایا ہے۔ خود کو

رضائے الٰہی کا ایسا تابع کر لینا کہ ذات کا نام ونشاں مٹا دیا جائے۔منصب و مقام، پسند و ناپسند، لذات وخواہشات گویا کہ ہر وہ چیز جو آپ کو منفرد کرے آپ نے اُس سے کنارہ کشی اختیار کی۔ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بے رغبتی کا عملی مظاہرہ کر کے دکھایا۔اور بقول حضرت سلطان باھُوؒ آپ نے دنیا کو عملی طور پر ''سہ طلاق'' کا حقدار ٹھہرایا:

حُب دنیا دی رب تھیں موڑے
ویلے فکر کچیوے ھُو
سہ طلاق دنیا نوں باھُو
جے کر سچ پچھیوے ھُو

مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی مبارک ہستی کے بارے میں مجھ جیسے ناقص العقل انسان کا لب کشائی کرنا یقیناً گستاخی کے زمرہ میں آتا ہے۔میں اپنی کم مائیگی وکم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے اقرار کرتا ہوں کہ اس کتاب میں تحریر کردہ کلمات کسی صورت بھی شیخ گرامی مرتبت کے عظیم مقام و مرتبہ کے حقیقی عکاس نہیں ہو سکتے۔تاہم اس کتاب کی وساطت سے آپ کی ظاہری حیات مبارکہ کا مختصر تعارف، آپؒ کا طرز حیات اور آپ کی تعلیمات قارئین کے استفادہ کے لئے قلم بند کی جا رہی ہیں۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

زیر نظر کتاب میرے نام منسوب ضرور ہے مگر اس کی تیاری میں ان تمام افراد کا برابر حصہ ہے جو کسی بھی سطح پر میرے معاون رہے۔کتاب کے لئے جناب صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب اور جناب سید شیراز ظفر صاحب نے حکم فرمایا اور مجھے یہ ذمہ داری تفویض کی اور قبلہ مرشد گرامیؒ کے متعلق یادداشتوں کو جمع کرنے میں میری بھرپور رہنمائی فرمائی۔آپ کے ساتھ ساتھ بالخصوص جناب صاحبزادہ محمود سلطان صاحب، جناب صاحبزادہ شمس العارفین مرزا صاحب، جناب صاحبزادہ

طارق مسعود صاحب (آپ سے خصوصی نشست ہوئی)۔ جناب ملک نعمان صاحب، جناب روحیل صادق صاحب، جناب چوہدری محمود صاحب، جناب محمد دلنواز صابری صاحب کہ جن کے تعاون سے میں قبلہ باباجیؒ کے شب و روز کو قلمبند کر سکا۔

میں اس موقع پر انکل ہمایوں پرویز صاحب مرحوم کو بھی فراموش نہیں کر سکتا جنہوں نے مجھے پروفیسر صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب سے ملاوایا۔ میں جناب ضیاء القمر صاحب کا بھی شکرگزار ہوں جن کے کمپیوٹر کالج سے میں نے کمپیوٹر کے کی بورڈ کو چلانے کا ڈھنگ سیکھا اور انہی ایام میں مجھے وہ قیمتی لمحات میسر آئے کہ جن کی بدولت آج میں جناب کلیامی صاحب کے ساتھ اپنی رفاقت کے 25 سال مکمل کر چکا ہوں۔

صاحبزادہ سعد محمد کلیامی، صاحبزادہ حمزہ مسعود کلیامی اور صاحبزادہ طلحہ مسعود کلیامی کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے بہت سی قیمتی یادداشتیں فراہم کی جن کی بدولت میں اپنی تحریر کو تاریخی حوالوں سے مستند کر پایا۔

راولپنڈی کے معروف نعت گو شاعر اور انتہائی مخلص دوست جناب جنید نسیم سیٹھی صاحب نے قبلہ باباجیؒ کے لئے خصوصی اشعار تحریر فرمائے جو اس سوانح کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کا باعث بنے اور بالخصوص بھائی جنید نے زیرِ نظر کتاب کے عنوان سے بھی ایک خوبصورت شعر تخلیق کیا

تھا لبِ عارف پہ جاری دم بدم
من نیم واللہ یارا من نیم

میں آپ کے تعاون کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے کتاب کا عنوان خوبصورت انداز میں جناب فرحان ابراہیم صاحب سے کتابت کروا کر بھیجا جس کیلئے میں جناب فرحان ابراہیم صاحب کا بھی تہہ دل سے مشکور رہوں۔

آخر میں مرشد کریم حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کے حضور عرض گزار ہوں کہ میری اس عاجزانہ کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ میں اس تحریر کے تقاضوں سے قطعاً انصاف کر سکنے کا دعویدار نہیں ہوں۔ لیکن اس میں موجود یادداشتوں کو میں نے بصد خلوص صداقت کے ساتھ رقم کرنے کی حتی المقدور سعی کی ہے۔ میں نے اس کتاب میں مصدقہ روایات نقل کی ہیں اور مبالغہ آرائی سے قطعی طور پر اجتناب کیا ہے۔ اس کتاب کی تمام تر خوبصورتی میرے کریم مرشد کا ذکر ہے۔ اگر اس کتاب میں کوئی کمی کوتاہی ہے تو وہ فقط میری کم علمی ہے۔ جس کے لئے میں قارئین سے معافی کا خواستگار ہوں اپنے اصلاح کے لئے رہنمائی کا طلبگار بھی۔

اللہ کریم آپ سب کا حامی و ناصر ہو - آمین

عمران علی ملک

☆

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْر

(البقرہ: ۲۵۷)

اللہ رب العالمین کے لطف و کرم کی کوئی حد نہیں کوئی اُسکی رحمت کا شمار نہیں کر سکتا اور کسی کے بس میں نہیں کہ اُسکے فضل کو گن سکے۔

اُس کی رحمانی تجلیات کا ظہور اُسکے محبوبِ مکرم ﷺ کے طفیل اُس کی پاکباز ہستیوں کے ذریعے ہوتا رہتا ہے۔ اِن ذواتِ قدسی صفات کے کمالات درحقیقت آئینہ کمالاتِ رسالت مآب علیہ الصلاۃ والسلام ہی ہوتے ہیں۔

اِن کے اخلاق تَخَلَّقُوْ بِاَخْلَاقِ اللہ کے نور سے مزین ہوتے ہیں۔ان کے صبح و شام اپنے مالک کی بارگاہ میں عجز و نیاز اور خوف و خشیت سے مملو ہوتے ہیں۔ان کی زندگی عام لوگوں سے اس قدر مختلف ہوتی ہے کہ لوگ جس چیز سے راحت اور سکون حاصل کرتے ہیں وہ سب چیزیں اِن کے لئے بے سکونی اور بے اطمینانی کا باعث ہوتی ہیں۔لوگ جن چیزوں سے دور

اور کنارہ کش ہوتے ہیں وہ اِن کی زندگی میں بھرپور انداز میں موجود ہوتی ہیں۔ وہ عارضی لذات کو خدا کی رضا کیلئے ترک کر کے لذت حقیقی سے آشنا ہوتے ہیں۔

وہ شہوت سے دور ہو کر لطف و کیف پاتے ہیں، اُن کی زندگی دنیا کے عام لوگوں سے اسطرح مختلف ہوتی ہے کہ وہ دنیا میں رہ کر دنیا کو چھوڑ دیتے ہیں۔

وہ بظاہر محفل و مجلس میں موجود نظر آتے ہیں مگر اُن کا دِل صرف خدا کے جلوؤں کے قرب کو محسوس کرتا ہے۔

وہ زہد و وریٰ کے کیف میں اس قدر مست الست ہوتے ہیں کہ پھر اُن کے دل کی آنکھیں صرف اُسی مالک کی رضا اور خوشنودی کی متلاشی اور اُس کی نظر رحمت کی طلبگار رہتی ہیں اور پھر اُن کا حال یہ ہوتا ہے۔

بقول واصف علی واصفؒ

کیا پوچھتے ہو اُسکے جلوؤں کی فراوانی
اتنا نظر آتا ہے کہ دیکھا نہیں جاتا

ایسے عاشقانِ خدا کی صفات کا اظہار ایک مرتبہ حضور سید العالمین علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات مبارک نے بڑے انوکھے انداز میں کیا۔

اپنے ان غلامانِ بے مثال کی محبت میں اُنکی ملاقات کیلئے روئے۔

آپ علیہ افضل الصلاۃ والسلام نے حضرت ابو ہریرہؓ کو ایک مرتبہ وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

اے ابو ہریرہ تم پر اُس قوم (ان لوگوں) کا راستہ اختیار کرنا لازم ہے۔ کہ جب لوگ خوف زدہ ہوتے ہیں تو وہ بے خوف ہوتے ہیں۔ اور جب لوگ (قیامت کے دن) آگ سے امان کے طلبگار ہونگے تو اس عالم میں بھی وہ بے خوف ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ عرض کرنے لگے

مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ؟

یارسول اللہ ﷺ وہ عظیم لوگ کون ہیں؟

مجھے اُن کے اوصاف اور نشانیاں بتائیے تاکہ میں اُن کو پہچان سکوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا

وہ میری اُمت کے آخری زمانے کے کچھ لوگ ہوں گے جن کا حشر قیامت کے دن انبیاء کے ساتھ ہوگا۔

جب لوگ انہیں دیکھیں گے تو انہیں اُن کے حال کے سبب نبی سمجھیں گے لیکن میں اُن کو بہت اچھی طرح سے پہچانتا ہوں۔ میں بتاؤں گا کہ یہ میرا فلاں اُمتی ہے یہ میرا فلاں اُمتی ہے۔

پھر لوگوں کو پتہ چلے گا کہ وہ انبیاء نہیں ہیں۔

وہ بجلی کی تیزی کے ساتھ (پُل صراط) سے گزر جائیں گے۔

اُن کے انوار کے باعث اہل محشر کی آنکھیں چندیا جائیں گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں میں نے عرض کی حضور ﷺ مجھے اُن جیسے عمل کرنے کا حکم دیجیے تاکہ میں بھی اُن سے مل جاؤں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو ہریرہ!

اس قوم کے اُن لوگوں نے بہت مشکل راستہ اختیار کیا حتیٰ کہ

وہ نبیوں کے ساتھ درجہ میں مل گئے۔

انہوں نے کشادگی کے باوجود بھوک کو (رضائے خداوندی کے لئے) ترجیح دی۔

انہوں نے ننگ کو باجود وسائل پوشاک کے اختیار کیا۔

انہوں نے پیاس کو سیرابی کی استطاعت ہونے کے باوجود چُنا

انہوں نے اس بھوک، پیاس اور ننگ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر جزا اور اجر کے بدلے اختیار کیا

انہوں نے اللہ کے سامنے حساب کے خوف سے حلال چیزوں کو بھی ترک کر دیا

اُن کے جسم اس دنیا میں موجود رہے لیکن اُن کے دل دنیا سے بالکل جُدا رہے

فرشتے اور انبیاء بھی اُن کی اطاعت گزاری پر اظہار خوشی و تعجب کرتے ہیں۔

طُوبٰی لَھُمْ طُوبٰی لَھُمْ

اُن کے لئے خوشخبری ہے اُن کے لئے خوشخبری ہے

وُدِدْتُ اَنَّ اللّٰہَ یَجْمَعُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَھُمْ

میری چاہت ہے کہ اللہ مجھے اور انہیں جمع (اکٹھا) کر دے

پھر حضور ﷺ اُن کی محبت میں رو پڑے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ اہل ارض کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اُن کی طرف دیکھتا ہے اور عذاب کو ٹال دیتا ہے۔ اے ابو ہریرہ! تو ان کے راستے کو اختیار کر لے۔ جو ان کے راستے کی مخالفت کرتا ہے وہ حساب و کتاب میں پھنس جاتا ہے۔

اس معیار فقر و درویشی پر ہم جب باباجی میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی شخصیت کو پرکھتے ہیں تو ایک ایک نشانی اور ایک ایک صفت من و عن آپکی زندگی کے اندر بھرپور طور پر چمکتی نظر آتی ہے۔

آپ سے ملنے والے قریبی احباب اس بات سے بخوبی آشنا ہیں کہ وہ خدا کے خوف و خشیت سے مزین اور دنیا کے ہر طرح کے ڈر سے بے بہرہ صابری آستانہ کے کھلے صحن میں جہاں

نہ چار دیواری اور نہ دروازہ تھا، حیاتِ مستعار کی گھڑیاں گزار کر مالک حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ ملکی حالات کے پیشِ نظر جب انہیں مشورہ دیا گیا کہ آپکی حفاظت ضروری ہے۔ اس طرح کھلے عام آپکی جان کو خطرہ ہوسکتا ہے۔ تو آپکا جواب حضور ﷺ کے اس فرمان کا ترجمان تھا کہ جب لوگ ڈر رہے ہوتے ہیں تو یہ اہل اللہ بے خوف ہوتے ہیں۔

یونہی اولیاء کاملین کی طرح آپ نے اپنے نفس کو شہوات و لذات سے دور رکھتے ہوئے بھوک اور پیاس کو اختیار کیا۔

عاجزی، مسکینی، سادگی، بے نامی، قناعت، صبر و استقامت کا ایک جبل بے مثال بن کر دنیا سے بے غرض رہے۔

وہ صوفیاء حقیقی کی طرح

دنیا کی جلوت میں بھی رہتے ہوئے دنیا سے بے گانہ رہے۔

انہوں نے مومنین کاملین کی طرح

خوف خدا اور یوم قیامت کے حساب پیش نظر حلال چیزوں کو بھی ترک کر دیا۔

عزیزی عمران علی ملک وہ خوش نصیب نوجوان ہے جو آپ سے نہ صرف روحانی فرزند ہونے کی نسبت سے مشرف ہے بلکہ شعوری طور پر اپنے شیخ و مرشد سے اکتسابِ فیض کی ایک جیتی جاگتی مثال ہے۔

عزیزم نے آپ کی نورانی صحبتوں سے باقاعدہ فیض حاصل کیا اور آپکی زندگی کے شب و روز کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ باقاعدہ طے شدہ ملاقاتیں اس مقصد کے لئے کیں کہ جس سے آپکی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو دیکھ سکے۔

آپکے ساتھ بعد از نماز فجر جبکہ دیگر افراد موجود نہ ہوں ملاقاتیں کرتے رہے۔ آپ سے اس راہ تصوف اور فقر کے اسرار و رموز دریافت کیے، درویشی کے راستے کے تقاضے سمجھے اور اب

ہم سب کے لئے آپکی زندگی کی یادوں اورآپکی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کوخوبصورت انداز میں جمع کر کے ایک عملی صوفی کی زندگی کو آنے والی نسلوں کے لئے ''من نیم'' کتاب کی شکل میں پیش کردیا۔

گر قبول اُفتد زہے عزوشرف

اللہ! عزیزم کو دنیاوآخرت کی تمام سعادتوں سے ہمکنار فرمائے۔آمین

صاحبزادہ پروفیسر راشد مسعود کلیامی

صابری آستانہ،مورت وکلیام شریف

☆

خوشبو دار حجرے کا مکین

سنگلاخ پہاڑوں کے بیچوں بیچ ایک دشوار گزار راستے سے ہوتے ہوئے کھیری مورت کی درگاہ پر پہنچے۔ یہ کم و بیش 20 برس پرانا منظر ہے چشتیہ سلسلے کے ایک ولی کامل یہاں آسودہ خاک ہیں۔ یہ جناب صاحب زادہ پروفیسر راشد مسعود کلیامی مدظلہ العالی کے جدامجد کا آستانہ ہے۔ درگاہ سے ملحقہ مسجد کے چھوٹے سے دروازے کے سامنے ایک حجرہ نما بیٹھک ہے۔اس حجرے میں مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ایک بزرگ تشریف فرما ہیں۔ حجرے میں ایک خوشبو کا احساس ہے جو مشام جاں کو معطر کیے جا رہی ہے۔ یہ خوشبو صرف اللہ والوں کی باتوں اور پرسکون جگہوں پر ہی محسوس کی جا سکتی ہے۔

درگاہوں پہ حاضری اور بزرگوں سے ملنے کے اداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جونہی حجرے میں داخل ہوئے تو اس خوشبو دار شخصیت نے پرتپاک مصافحہ کیا۔کندھے پہ دستِ شفقت رکھا۔ مسکراتے ہوئے دھیمے لہجے میں حال احوال پوچھا اور دعا کی۔ یہ قبلہ محمد عارف چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات تھی۔

قدیم بزرگانِ دین جیسا سادہ لباس، پروقار وضع قطع، امرت لہجہ، سراپا محبت، ایک خوشبو دار حجرے کے مکین۔ پھر اس کے بعد جب بھی کبھی ان کی زیارت ہوئی محسوس ہوا کہ وہ

خوشبودار حجرے کے مکین نہیں ہیں بلکہ خود ایک خوشبودار حجرہ ہیں جس کی مہک عقیدت مندوں اور مریدوں کو ابدی کیف عطا کرتی ہے۔ کتنے دل ہیں جو اس حجرے کے سایہ عاطفت میں آکر غم دوراں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

اس آستانے پر مہمان نوازی کی اعلی روایات کا رواج ہے۔ عاجزی و انکساری ہے، صوفیانہ طرز زندگی ہے، صرف اور صرف خدمت اور محبت کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ زندگی کی کشاکش سے پریشان انسان اس وادی محبت میں قدم رکھتے ہی ایسے سرشار ہو جاتے ہیں کہ دل سے اس خاندان کے بزرگوں کے لیے دعا نکلتی ہے۔

پروفیسر راشد مسعود صاحب کے ساتھ میرا تعلق ربع صدی پر محیط ہے۔ ان کے ہم دم دیرینہ عقیدت منداور ہمارے دوست جناب عمران علی ملک بہت ہی نفیس شخصیت کے حامل ہیں۔ ان کی شخصیت کی نفاست رب کریم کی عطااور بزرگوں کی نگاہ خاص کا ثمر ہے۔ علم دوستی ان کی خاص پہچان ہے۔

حضرت پیر محمد عارف چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور حیات ِمطہرہ کے بارے میں ان کی تصنیف کردہ یہ جامع کتاب ان کے عمیق مشاہدہ کی غماز ہے۔ لفظوں کا چناؤ عقیدت کی چاشنی لیے ہوئے ہے۔ جملوں کی بنت کہنہ مشق انشاء پردازوں کو مات دے رہی ہے اور کتاب کی ابواب بندی جناب عمران علی کے سکہ بند محقق ہونے کی دلیل بن رہی ہے۔

رب نطق و لب جناب عمران علی ملک کی اس بے مثال کاوش کو سند قبولیت عطا کرے۔ یقیناً ان کی یہ تصنیف اس آستانے سے وابستہ تمام عقیدت مندوں کیلیے راحت قلب و نظر رہے گی اور آنے والی نسلوں کو اس خوشبودار حجرے کی بے مثال مہک سے مسحور کرتی رہے گی۔

پروفیسر ڈاکٹر اطہر قسیم صدیقی

پرنسپل گورنمنٹ گریجویٹ کالج، سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

باب اول

خاندانی پس منظر

نہ کوئی جمیا تے نہ کوئی جمسی جی، دنیا والڑے ایس بازار بھائی
خاندان اصیل، اولاد صابر، مولا شادر کھے لیل و نہار بھائی

☆

ذکر آباؤ اجداد

خطہء پوٹھوہار کی عظیم درگاہ کلیام شریف کے بانی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے دو صاجزادے تھے۔حضرت خواجہ غلام مصطفیؒ اور حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضیٰؒ چشتی صابری۔حضرت خواجہ غلام مصطفی صاحبؒ کے چار فرزند میاں الف دین، میاں امام الدین، میاں کرم بخش اور میاں محمد ہیں۔

حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضیٰ چشتی صابریؒ کے فرزندِ ارجمند میاں نور حسین، میاں کریم الدین اور فتح دین ہیں۔حضرت خواجہ فتح دین چشتی صابری آپؒ کے دادا محترم تھے جن کا وصال 28 جنوری 1913ء کو ہوا۔آپؒ کے والد محترم حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابریؒ ہیں۔

شجرہ نسب: محمد عارف بن ولایت حسین بن فتح دین بن غلام مرتضیٰ بن محمد شریف بن روح اللہ بن رحیم بیگ بن قطب الدین محمد بہادر شاہ بن محیی الدین محمد اورنگزیب بن شہاب الدین محمد شاہجہاں بن نورالدین محمد جہانگیر بن جلال الدین محمد اکبر بن نصیر الدین محمد ہمایوں بن ظہیر الدین محمد بابر

والد محترم (حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ)

حضور نبی کریم ﷺ نے اہل اللہ کی نشانی یہ بتائی کہ ”انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے“ تاریخ گواہ ہے کہ جتنے بھی انفاس قدسیہ اس منصب پر فائض ہوئے ہیں ہر ایک نے اپنی ذات کی

نفی کر کے مخلوق کو خالق کائنات کے حضور پیش کرنے کی حتی المقدور کوشش کی۔ غافل انسانوں کو اپنے رب کی یاد دلاتے ہوئے انہیں پروردگار کے حضور لا کھڑا کیا۔گناہگاروں اور سرکشوں کے دل موم کر کے انہیں مخلوقِ خدا کے لئے ذریعہ فیض رساں بنایا۔بھولے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ حق دکھا کر اُن کی پیشانیوں کو لذت سجود سے آشنا کیا۔انتقام وانتشار کی آگ سے نکال کر لوگوں کو پیار اور محبت کے پیامبر بنایا۔اپنے پاس آنے والوں کو بلاتفریق و امتیاز ''عیال اللہ'' جانتے ہوئے ان کی تعظیم کی اور حضور نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ کی پیروی کرتے ہوئے ہر کسی کی حاجت روائی فرمائی۔آپ ہمیشہ ہر ایک کو صبر کی تلقین فرماتے اور زمانہ شاہد ہے کہ جب بھی آپ کسی کو صبر کی تلقین کرتے وہ اس بات پر آپ کا شکر گزار ٹھہرتا کہ آپ کی تلقین پر عمل کرنے کے ثمرات ہمیشہ بے مثال ہوتے تھے۔

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کے والد گرامی حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ بھی انھی برگزیدہ و چنیدہ انفاس میں سے ہیں۔آپؒ خطہء پوٹھوہار کی عظیم خانقاہ کے بانی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے پڑپوتے اور شہباز لامکاں حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کے خلیفہ خاص حضرت خواجہ مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامیؒ کے خلیفہ ہیں۔

حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کی ولادت 1909 میں کلیام شریف میں ہوئی۔آپ کی عمر مبارک 4 سال تھی کہ آپ کے والد گرامی کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔انتہائی کم عمری سے ہی پدرانہ شفقت سے محروم ہوئے لیکن بچپن ہی سے زہد و عبادت آپ کے قلب و روح کی تسکین کا سامان رہی ہے۔تہجد گزاری اور تلاوت قرآن صغرسنی سے ہی آپ کا معمول تھی۔مجاہدات کا عالم یہ تھا کہ شغل شمسی (سورج کے سامنے پتھر کی سلوں پر لیٹ کر ذکر الٰہی کرنے) جیسا مشکل ترین چلہ عمر عزیز کیلئے تقریباً 47 برس تک جاری رکھا۔حُسن اخلاق ایسا کہ آپ سے ملنے والا شخص

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔کوئی بھی مہمان بنا کچھ کھائے آپ کے پاس سے واپس نہیں لوٹ سکتا تھا۔آنے والوں کی ایسی عزت افزائی فرماتے کہ وہ خود کو دنیا کا خوش نصیب ترین شخص محسوس کرتا اور دل ہی دل میں یہ گمان بھی کرتا کہ شائد میں ہی وہ واحد شخص ہوں جس سے حضرت اس قدر محبت کرتے ہیں۔

ظاہری گزر بسر کیلئے آپ حکمت کیا کرتے تھے اور چند مخصوص دواؤں کیلئے مریضوں کے حسب استطاعت ان سے فیس لیتے تھے۔زیادہ تر مریضوں کو دوائی فی سبیل اللہ دیتے تھے۔ مریضوں کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہ تھا جب کسی کو حاجت ہوتی بلا تامل آپ کے پاس حاضر ہو جاتا اور آپ بخوشی اُس کی حاجت روائی فرماتے۔حتیٰ کہ رات کے کسی بھی پہر اگر کوئی مریض لایا جاتا تو اُس کا علاج بھی کرتے اور اس کے ساتھ آنے والے مہمانوں کی خدمت بھی۔

آپؒ کے ایک خاص مرید بابا منصف (مرحوم) آف پیلو بیان کرتے ہیں کہ حضور میاں ولایت صاحبؒ کا میرے والد بابا نتھو کے ساتھ انتہائی گہرا تعلق اور دوستانہ تھا۔میاں صاحبؒ جب بھی پیلو جاتے میرے والد صاحب اُن کا استقبال کرتے اور میاں صاحب وہاں قیام کے دوران زیادہ وقت اُن کے ساتھ گزارتے تھے۔

ایک ذاتی تنازع میں میرے والد گرامی بابا نتھو کا قتل ہو گیا اور جن لوگوں نے قتل کیا وہ اس علاقے کی ایک اور درگاہ کے مرید تھے ہم جرگہ لے کر اُن کے پیر صاحب کے پاس پہنچے اور درخواست کی کہ آپ کے مریدوں نے ہمارے والد کو قتل کر دیا ہے ہماری دادرسی فرمائیں تو انہوں نے بجائے ہماری حمایت کرنے کے اپنے مریدوں کے حق میں یہ کہہ دیا کہ میں نے اُنہیں بری کروا دیا ہے۔بابا منصف خان کہتے ہیں کہ میں اس بات سے پریشان ہو گیا اور واپس لوٹ آیا۔گھر آ کر والدہ کو سارا ماجرا بتایا تو انہوں نے فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں آپ اپنے مرشد میاں صاحبؒ کے پاس جائیں اور تمام صورت حال سے آگاہ کریں۔

بابا منصف نے والدہ کے حکم کے عین مطابق حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے پاس حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا اور حضور میاں صاحبؒ سے دادرسی کی التجا اور دعاء کی گزارش کی۔ تمام واقعہ سننے کے بعد حضور میاں صاحبؒ جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے کہ آپ ابھی واپس جائیں اور اُن پیر صاحب کو بتائیں کہ

''اگر آپ نے مجرم چھڑوائے ہیں تو میں نے اُن کو سزا دلوادی ہے۔''

بابا منصف یہ بات سُن کے گھر واپس آ گئے اپنی والدہ کو بتایا اور مشورہ کیا کہ میاں صاحب نے یوں فرمایا ہے کہ اُن پیر صاحب کو جا کر بتاؤ۔ تو والدہ کے مشورہ سے ہم نے دوبارہ اُن پیر صاحب کی طرف نہ جانے کا فیصلہ کیا اور حکمتاً خاموشی اختیار کر لی۔

اس واقعہ کے چند دن بعد میاں صاحبؒ نے بابا منصف کو اپنے خادم خاص مستری عبدالعزیز (جنہوں نے بعد ازاں میاں صاحبؒ کا روضہ تعمیر کیا) کے ہمراہ کلیام شریف باباجی کلیامیؒ کے بھانجے جو ایک صاحب دل درویش اور ولیء کامل تھے اُن کے پاس بھیجا۔ جب مستری عبدالعزیز نے سارا واقعہ اُن بزرگوں کے سامنے بیان کیا تو جواباً وہ ارشاد فرمانے لگے کہ

''میاں ولایت صاحبؒ کو جا کر بتائیں کہ مریدوں کا امتحان نہیں لیا کرتے
آپ کی یہ بات اُسی وقت منظور کی جا چکی تھی جب آپ کے منہ سے نکلی تھی۔''

اللہ اپنے مخلص اور محبوب بندوں کی التجا کو ہمیشہ ہی پزیرائی عطا فرماتا ہے اور اُن کے منہ سے نکلنے والی بات کو قبول فرماتا ہے۔ بعد میں زمانے نے دیکھا کہ بالکل آپؒ کے فرمان کے عین مطابق مقتولین کو انصاف ملا اور قاتلوں کو سزا ملی۔

حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ مخلوقِ خدا کی خدمت گزاری کے ساتھ ساتھ یاد خدا سے کبھی غافل نہ ہوئے۔ خشیت الٰہی کی کیفیت یہ تھی کہ بارگاہ الٰہی میں استغفار کی کثرت رہتی ہمہ وقت گریہ سے چہرے پر دونوں جانب آنسوؤں کی وجہ سے لکیریں بن چکی تھیں۔

دنیاوی زندگی کو اس حد تک عارضی جانا کہ عمر مبارک تقریباً 100 سال تک پائی لیکن ہمیشہ یہ نصیحت فرمائی کہ ''زندگی ایک خواب ہے''۔ حُبِ سرکار دو عالم ﷺ سے سرشار دل، پُرنم آنکھیں اور منتظر سماعتیں ہمیشہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تذکرے سننے کو بیتاب و بیقرار رہتی تھیں۔ زبان ہر پل ذکر پروردگار سے تر رہنے کی ایسی عادی ہو چکی تھی کہ حیات مبارکہ کے آخری ایام میں آپ کومہ (سُکر) کی حالت میں تھے لیکن اس ظاہری بیہوشی میں بھی ذکر خداوندی کے لئے دل ہوش میں تھا۔ بستر مرگ پر کومہ کی حالت میں بھی ذکر چلتا رہا اور آپ تسبیح کے دانے اپنے ہاتھ سے چلاتے رہے۔

ستمبر 1998ء میں آپ کے لئے وصال حق کا پیغام آپہنچا مریدین ومحبین کو اشکبار کرتے ہوئے آپ نے وصال حق کے لئے کوچ فرمایا ہزاروں کی تعداد میں مریدین اور محبین و متوسلین نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کا مزار پُر انوار صابری آستانہ کھیری مورت تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے حالاتِ زندگی، کرامات اور ارشادات آپؒ کی سوانح ''صحبت صالح'' میں تفصیلاً درج ہیں۔

والدہ محترمہ

آپ کی والدہ محترمہ کا نام اللہ رکھی تھا جو حوالدار سیدا خان کی صاحبزادی تھیں۔ حوالدار سیدا خان اعوان نے حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کی شرافت سے متاثر ہو کر اپنی صاحبزادی آپ کے عقد میں دینے کی خواہش کا اظہار کیا تو میاں صاحب نے قبول فرمایا۔ آپ کی والدہ محترمہ ایک پاکباز خاتون تھیں محدود وسائل کے باوجود آپ نے کبھی لنگر میں کمی نہ آنے دی اور کسی مہمان کو کبھی خالی رخصت نہ ہونے دیا۔

برادران وہمشیرگان:

کُل 5 بھائی بہنوں میں آپ سب سے بڑے تھے۔آپ سے چھوٹی ایک ہمشیرہ،اُن کے بعدایک بھائی صاجزادہ بشارت حسین کلیامی،پھرایک ہمشیرہ (ثاقب شبیر صاحب کی والدہ محترمہ)اور پھر صاجزادہ محمود سلطان صاحب سب سے چھوٹے بھائی ہیں۔

صاجزادہ بشارت حسین کلیامیؒ

صاجزادہ بشارت حسین کلیامیؒ کی ولادت 10اپریل 1943ء کوکلیام شریف،تحصیل گوجرخان میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم کلیام شریف میں ہی حاصل کی میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول کلیام اعوان سے کرنے کے بعد آپ نے پرائیویٹ طور پر اپنی تعلیم جاری رکھی۔گریجوایشن کرنے کے بعد آپ نے کراچی یونیورسٹی سے ایم اے کیا اور پھر سکالرشپ حاصل کر کے ایم ایسی سی لائبریری سائنس کے لئے امریکہ چلے گئے اور وہاں سے ایم ایس سی لائبری سائنس کی ڈگری حاصل کی۔

آپ نہایت ہی پُر جوش اور ہمہ وقت خدمت خلق کے لئے کوشاں رہنے والی شخصیت کے مالک تھے۔آپ کے برادر اصغر صاجزادہ بشارت صاحب ہمیشہ سے درد دل رکھنے والے انسان تھے۔ان کا دل و دماغ ہروقت کسی نہ کسی مقصد کی منصوبہ بندی میں مشغول ہوتا تھا۔

ابتداعاً آپ نے اپنی تعلیم کے دوران ہی جی ٹی ایس بس سروس میں بطور کلرک ملازمت اختیار کرلی اور ساتھ ہی سکالرشپ کی درخواست بھی دے دی جب آپ کا امریکہ کے لئے سکالرشپ منظور ہوگیا تو آپ تعلیم کے لئے امریکہ چلے گئے۔امریکہ سے واپسی پر آپ نے سعودی عرب جانے کا ارادہ کیا اور کچھ عرصہ وہاں گزارنے کے بعد واپس پاکستان آئے اور پاکستان آ کر آپ نے اسلامی یونیورسٹی میں بطور لائبریرین ملازمت اختیار کرلی۔

اسلامی یونیورسٹی میں کچھ عرصہ ملازت کی اور استعفیٰ دے کر مستقل طور پر سعودی عرب

روانہ ہو گئے۔تاہم آپ نے اپنے فلاحی منصوبہ کار ذہن کو کبھی فارغ نہ رہنے دیا۔

آستانہ شریف پر قائم مدرسہ میں بچوں کی رہائش کے لئے تعمیر کی گئی عمارت اور صابری آستانہ کی جامع مسجد کے ساتھ تعمیر کردہ ایجوکیشنل کمپلیکس کی بلڈنگ بھی قوم کے ان معماروں کے ساتھ آپ کی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔مدرس کی تنخواہ کا معاملہ ہو یا طلباء کے لئے سہولیات کی فراہمی ہمیشہ آپ کو ایک قدم آگے ہی دیکھا گیا ہے۔علم دوست سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ آپ نے کبھی بھی مفاد عامہ کو نظر انداز نہیں کیا اور ہر طرح کے فلاحی کاموں میں اپنا حصہ شامل کرتے رہے۔

مورت کے اطراف میں ایک بڑا برساتی نالہ جس کو مقامی لوگ ''سیل'' کے نام سے جانتے ہیں۔مورت کی مقامی آبادی اس سیل کو پار کر کے ہی آس پاس کے علاقوں میں آتے جاتے تھے۔اکثر اوقات بارش کے باعث اس میں طغیانی آتی اور لوگوں کی آمدورفت مفلوج ہو جاتی تھی۔ 1979ء میں آپ نے اس نالہ پر پُل تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اور اس نیک مقصد کے لئے نہ صرف اپنی ذاتی آمدنی میں سے بڑی رقم اس کارِخیر کے لئے عطیہ کی بلکہ ذاتی دلچسپی سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔آپ کی پیروی کرتے ہوئے اہل علاقہ نے بھی اس کام میں حسب استطاعت اپنا حصہ شامل کیا اور یوں اہلیان مورت کا دیرینہ مسئلہ حل ہوا اور لوگ بلا تردد اپنے سفر کرنے لگے۔

صاجزادہ بشارت حسین کلیامیؒ ہر طرح کے فلاحی کاموں میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ نے ہمیشہ ہی مفاد عامہ کے کاموں پر دل کھول کر رقم خرچ کی کسی کا ذاتی معاملہ ہو یا اجتماعی آپ تعاون میں کبھی پس و پیش نہ کرتے تھے۔اہلیانِ مورت کے لئے کفن کی فراہمی،غریب بچیوں کو سلائی مشینوں کے ذریعے خود کفیل بنانا،غریب و نادار خاندانوں کو بچیوں کے جہیز کے لئے معاونت کرنا آپ کی انسان دوستی کی چند مثالیں ہیں۔اپنے جد اعلیٰ خواجہ حافظ صاحب کے

خانوادہ کی بہتری کے لئے جو بھی اقدام کرنا ہوتا آپ سب سے آگے ہوتے تھے۔

ایک طویل مدت تک سعودی عرب میں قیام کرنے کے بعد آپ نے 2008ء میں پاکستان واپس آنے کا فیصلہ کیا۔ پاکستان آنے کے بہت تھوڑے عرصہ کے بعد ہی آپ عارضہ قلب میں مبتلاء ہوئے اور طویل عرصہ بیماری کی حالت میں گزارنے کے بعد 15 جون 2021ء بروز منگل اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ کریم اُن کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین) آپ کو آپ کے والد حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے مزار مبارک کے بائیں جانب سپُردِ خاک کیا گیا۔

صاجزادہ محمود سلطان کلیامی

صاجزادہ محمود سلطان صاحب تمام بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے ہیں۔ 10 اکتوبر 1945ء کلیام شریف میں پیدا ہوئے۔ تیسری جماعت تک آپ نے مورت میں تعلیم حاصل کی بعد ازاں کلیام شریف چلے گئے اور چونکہ آپ کے چچا محترم بابو یوسفؒ معلم تھے لہذا آپ آٹھویں جماعت تک اُن کے پاس زیرِ تعلیم رہے۔ قرآن پاک کی تعلیم بھی آپ نے اُن سے ہی حاصل کی۔ نویں جماعت کے لئے پہلے آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول DAV کالج روڈ راولپنڈی میں داخلہ لیا لیکن بعد ازاں کچھ دوستوں کے کہنے پر ڈھلہ (اڈیالہ روڈ) ہائی سکول میں داخلہ لے لیا۔ کیوں کہ ڈھلہ سکول کے ہیڈ ماسٹر ایک محنتی استاد تھے اور وہ اپنی کلاس کو تمام مضامین خود پڑھاتے تھے۔

آپ نہایت ہی نفیس شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ نے بھی اپنے آباؤ اجداد اور برادران کے طریق پر چلتے ہوئے نذر نیاز پر گزر اوقات کرنے کی بجائے خود رزق حلال کمانے کو ترجیح دی اور اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے ملازمت کا ارادہ کیا۔ 1965ء میں پاکستان بھارت کے درمیان جنگ شروع تھی اور فوج میں بھرتی بھی جاری تھیں۔ آپ بھی بطور کلرک

بھرتی ہونے کے لئے دفتر پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے جسمانی صحت کو جانچنے کے لئے کچھ بنیادی ٹیسٹ لیئے آپ اُس وقت ایک صحت مند نوجوان تھے لہذا وہ سب ٹیسٹ پاس کیے اور آپ کو فوج میں بھرتی کرلیا گیا۔ ابتدائی 3 ماہ کی ضروری ٹریننگ کے بعد آپ مری، جہلم، لاہور، اوکاڑہ، کراچی اور راولپنڈی میں اپنے فرائض کو ادا کرتے رہے اور ترقی حاصل کرتے رہے۔ 1987 میں 22 سال ملازمت کرنے کے بعد آپ نے ریٹائرمنٹ لے لی اسوقت آپ نائب صوبیدار کے عہدے تک ترقی پا چکے تھے۔

فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے CSD ہیڈ آفس میں بطور سپرنٹنڈنٹ ملازمت اختیار کرلی۔ جو آپ نے 18 سال تک جاری رکھی اور پھر ریٹائرمنٹ لے لی۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ آپ نے آستانہ شریف کے معاملات میں بھی پہلے اپنے والد محترم اور پھر اپنے بڑے بھائی کے ساتھ معاونت جاری رکھی۔ حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ اکثر معاملات میں آپ سے مشاورت کرتے تھے اور آپ کی رائے کا احترام کرتے تھے۔

آپ آستانہ شریف کی تمام تر ضروریات کا خیال رکھنا اور وہاں ادویات، خوراک اور مدرسہ کی ضروریات کیلئے ضروری اشیاء کی فراہمی کا فریضہ نہایت عمدگی کے ساتھ نبھا رہے ہیں۔

آپ انتہائی حلیم الطبع شخصیت کے مالک ہیں کم گفتار، نرم مزاج، زہد و عبادت کا شوق اور خاندانی وصف خدمت خلق آپ کی شخصیت کے نمایاں پہلو ہیں۔

جناب صاحبزادہ محمود سلطان صاحب فرماتے ہیں کہ:

”برادر اکبر صاحبزادہ محمد عارف صاحبؒ نے ہمیشہ میرا خیال ایسے رکھا جیسے ایک شفیق باپ اپنے بیٹے کا رکھتا ہے۔ میری تعلیم کے حوالے سے بھی آپ نے خصوصی نگرانی کی۔ انگریزی ایک مشکل مضمون سمجھا جاتا تھا لہذا آپؒ خود مجھے انگلش پڑھاتے اور خصوصی طور پر Spellings یاد کرواتے۔ جب

میں ہائی سکول میں داخل ہوا تو میرے انگلش کے Spellings کافی
اچھے تھے اور میری انگلش کی تیاری بھی بہت اچھی تھی ۔ جب کلاس میں
استاد امتحان لیتے تو جب پوری کلاس میں سے کسی کو اُس کا جواب نہ آتا تو پھر
میرے اُستاد مجھے مخاطب کرتے اور کہتے تم بتاؤ ''Spelling
Expert''۔اس کی وجہ صرف اور صرف میرے بڑے بھائیوں محمد
عارف صاحبؒ اور بشارت حسین صاحبؒ کی میرے ساتھ خصوصی شفقت اور
پیار تھا اور اُن کی محنت تھی۔''

ہمشیرگان

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی ایک چھوٹی ہمشیرہ کم عمری میں ہی انتقال فرما گئی تھیں۔

اور ایک ہمشیرہ جو صاحبزادہ بشارت کلیامی صاحب سے چھوٹی اور صاحبزادہ محمود سلطان کلیامی سے بڑی ہیں۔اُن کی شادی آپ کے چچازاد بھائی سے ہوئی۔چونکہ آپ کی والدہ محترمہ انتہائی عمر رسیدہ تھیں اور آستانہ شریف کے معاملات اور دیکھ بھال اُن کے لئے ممکن نہ تھا۔لہذا آپ اپنی والدہ محترمہ کی دیکھ بھال اور دیگر امور کی انجام دہی کیلئے مورت رہنے لگیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت پوشیدہ ہے حکمت خداوندی نے آپ سے جو کام لینا تھا وہ بہت عظیم تھا۔اپنے والد گرامی حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے خدمت خلق کے عظیم مقصد کو بڑھانے کے لئے آپ کو چُن لیا گیا تھا۔آپ نے انتہائی نامساعد حالات میں اپنے والد گرامی کی خدمت کی۔محدود وسائل میں آستانہ شریف پر آنے والے مہمانوں کے لئے لنگر پانی کا انتظام کیا اور گھر گھرستی کے تمام امور کو خوش اسلوبی کے ساتھ سنبھالا ۔

ایک طویل مدت تک آستانہ شریف پر الگ سے کوئی لنگر خانہ تعمیر نہیں ہوا تھا۔اس

تمام عرصہ میں آنے والے مہمانوں کے لئے لنگر کا انتظام آپ خود اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ سہولیات کی عدم دستیابی کے باوجود اگر بیک وقت 100 افراد بھی کھانے کے وقت ہوتے تو بھی آپ نے اُن کے لئے انتظام کیا۔ جب آستانہ شریف پر مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی تو آپ کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہوا مگر آپ نے کبھی ماتھے پر شکن تک نہ آنے دی۔ بعض اوقات تعمیراتی کام کیلئے لگے مستری مزدوروں، مدرسے کے طلباء، اہل خانہ اور مہمانوں تک کے لئے کھانا بنانا پڑا تو بھی آپ نے سب اپنے ہاتھ سے کیا اور خدمت کی اس ذمہ داری کو بطریق احسن ادا کیا۔

گھریلو امور کی بجا آوری میں طاق ہونے کے ساتھ ساتھ آپ نہایت ہی عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ امور خانہ داری کی ساتھ یاد الٰہی سے بھی کبھی غافل نہ ہوئیں۔ آپ کی خدمات کا ثمر اللہ کریم نے آپ کو یہ عطا فرمایا کہ آپ کو اپنے والد گرامی کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ جس وقت تک آستانہ شریف پر مدرسہ کی بنیاد نہیں رکھی گئی تھی اس وقت تک قرب و جوار کے تمام بچوں کو آپ نے قرآن کریم کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ اُس زمانے میں خواتین اور بچوں کو ضروری دینی تعلیمات سے آراستہ کرنا بھی آپ ہی کے نصیب میں تھا۔

آپ نے تمام عمر اپنے والد ماجد کی خدمت کی اور اُن کے وصال کے بعد آپ نے اپنی بھائی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کا ساتھ بھی اُسی لگن اور جاں فشانی سے دیا۔ اپنی تمام ذمہ داریوں کو اپنے لئے فرض جانتے ہوئے کبھی اُن سے روگردانی نہ کی۔ حتیٰ کہ آپ نے اپنے برادر اکبر حضور قبلہ مرشد گرامیؒ کے وصال تک اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔

آپ ایک سلیقہ مند، باکردار، پاکباز، عابدہ و زاہدہ اور حوصلہ مند خاتون تھیں۔ آپ کا وصال 13 دسمبر 2023ء کو تقریباً 80 سال کی عمر میں ہوا۔

ایک بار جب آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے تمام عمر اپنے والد گرامی کے ساتھ گزاری۔ آپ قبلہ میاں صاحبؒ سے منسوب بے شمار کرامات کی شاہدہ ہیں اور اپنے برادر اکبر

حضرت میاں محمد عارف کلیامیؒ کی مبارک حیات بھی آپ کے سامنے ہے تو آپ اس بارے میں کیا فرماتی ہیں۔اس کے جواب میں انہوں نے ایک جملہ ارشاد فرمایا:

"میں نے والد بزگوار کی زندگی بھی دیکھی اور اپنے بڑے بھائی کی بھی لیکن میں سمجھتی ہوں کہ قبلہ والد گرامی جو دعا کرتے تھے وہ قبول ہوتی تھی مگر بعض اوقات حکمتِ خداوندی کے تحت پوری نہیں بھی ہوتی تھی لیکن میں نے یہ کبھی نہیں دیکھا کہ میرے برادر گرامی نے اللہ سے کوئی چیز مانگی ہو اور وہ پوری نہ ہوئی ہو۔"

(یہ بی بی جی کا مشاہدہ ہے اور اپنے بھائی کے ساتھ اُن کی محبت بھی،اس سے کسی کے مقام و مرتبہ کا تقابل کرنا مقصود نہیں ہے۔کیوں کہ قبلہ میاں صاحبؒ نہ صرف قبلہ بابا جی حضورؒ کے والد تھے بلکہ آپ کے شیخ اور مرشد بھی تھے۔)

حضرت خواجہ میاں محمد یوسف کلیامیؒ :

حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے چھوٹے بھائی (قبلہ مرشد گرامی کے چچا) حضرت خواجہ میاں محمد یوسف کلیامیؒ ہیں۔آپ "بابو یوسفؒ" کے نام سے جانے جاتے ہیں۔آپ حضرت خواجہ میاں ولایت حسین کلیامیؒ سے 2 سال چھوٹے تھے۔ آپ کی ولادت 9 اگست 1911ء کو ہوئی۔آپ ایک تعلیم یافتہ نوجوان تھے۔آپ کی تربیت و کفالت آپ کے بھائی حضور قبلہ میاں صاحب نے فرمائی۔آپ کی شادی بھی حوالدار سیدا خان اعوان کی دوسری صاحبزادی سے ہوئی جو اماں جی اللہ رکھی کی ہمشیرہ تھیں۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے فوج میں ملازمت اختیار کی۔فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے شعبہ درس و تدریس کا انتخاب کیا اور اس سلسلہ میں بطور معلم آپ ایک سکول میں اپنے فرائض انجام دینے لگے۔شعبہ تدریس سے وابستہ ہونے کی وجہ سے خاندان کے تمام بچوں

کی تعلیم اور اُن کی نگہداشت وتربیت میں قبلہ بابو جی کی بے انتہاء محنت وکوشش کارفرما ہے۔ چونکہ آپ کو حکمت کی تعلیم وراثت میں ملی تھی اور ایک اچھے حکیم بھی تھے لہذا ساتھ ساتھ آپ حکمت بھی کرتے اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرتے تھے۔

آپ ایک پاکباز اور عبادت گزار شخصیت کے مالک اور شریف النفس انسان تھے۔ شوقِ عبادت کا عالم یہ تھا کہ نوجوانی سے ہی تہجد گزاری کی عادت بن چکی تھی۔ایک بار جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کتنی مدت سے تہجد کی ادائیگی کر رہے ہیں؟ تو فرمانے لگے کہ

میری نمازِ تہجد کی عادت الحمد للہ اتنی پرانی ہے کہ مجھے یاد بھی نہیں لیکن مجھے اس بات کا یقین ہے کہ میں نے جب سے تہجد کی نماز شروع کی پھر قضا نہیں ہوئی۔

کلیام شریف میں حضرت خواجہ مولوی عبدالستار صاحبؒ کے مزار پر مسند نشین مولوی نور محمد صاحبؒ کے وصال کے بعد جب خانقاہ شریف کا کوئی مسند نشیں نہیں رہا تو اہلیان علاقہ نے حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ سے التماس کی کہ آپ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی اولاد بھی ہیں اور حضرت خواجہ مولوی عبدالستار کلیامیؒ کی خلافت بھی آپ کے پاس ہے تو آپ آئیں اور مولوی عبدالستار صاحب کلیامیؒ کی خانقاہ پر مسند نشیں ہوں۔جواب میں حضور میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ میرا مورت سے واپس آنا ممکن نہیں ہے۔لہذا لوگوں نے عرض کی کہ پھر آپ اپنے چھوٹے بھائی حاجی محمد یوسف صاحب کلیامیؒ (بابو یوسف) کو اس منصب پر فائز کریں جس پر آپ نے اُن کے اس مطالبہ کو قبول کیا اور حاجی محمد یوسف صاحب کلیامیؒ (بابو یوسف) کو درگاہِ مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامیؒ کا مسند نشین مقرر کیا گیا۔

آپ کا وصال آپ کے بڑے بھائی کے وصال کے دو ماہ بعد 27 اکتوبر 1998ء کو ہوا آپ کا مزار کلیام شریف میں واقع ہے۔

باب ثانی

دانائے راز

سر آمد روزگار ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ ناید



جگر گوشہ بانیٔ سلسلہ کلیام شریف خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ

خوشبوئے اسلاف، وارثِ ولایتِ کلیام، نائبِ شہبازِ لامکاں

رہبر کامل، سراپا عجز و انکسار، پیکرِ فقر و غنا، داعیٔ عشق و وفا، مظہر زہد و ورع

زینت اصفیاء، رونق بزم صلحا و صوفیاء، خوش گفتار، مشفق و مہرباں

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ

☆

ولادت مبارک

حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کو اللہ کریم نے اولاد جیسی نعمت سے نواز اور 2 فروری 1934ء میں آپؒ کے ہاں نعمت خداوندی کی صورت میں ایک مبارک بچے کی پیدائش ہوئی۔آپؒ نے اپنے لخت جگر کا نام ''محمد عارف'' رکھا۔جنہیں دنیا حضرت خواجہ میاں محمد عارف کے نام سے جانتی ہے۔محمد عارف اسم بامسمیٰ تھے۔کیوں کہ آپ معرفت الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن اور حقیقی ''عارف'' تھے۔کُل 5 بھائی بہنوں میں آپ سب سے بڑے تھے۔آپؒ کی ولادت ضلع راولپنڈی کی تحصیل گوجرخان کے ایک گاؤں کلیام اعوان (کلیام شریف) میں ہوئی۔

حصول علم:

ابتدائی تعلیم کلیام اعوان میں حاصل کی اور میٹرک گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول سرکلر روڈ راولپنڈی سے پاس کیا۔آپ کے علم کا حقیقی ماخذ آپ کا وہ مطالعہ تھا جو آپ نے زمانہ طالب علمی سے شروع کیا اور تا وقتِ وصال جاری رہا۔بچپن سے ہی دینی تعلیم میں آپ کی خصوصی دلچسپی رہی۔قرآن پاک کی تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کا بھی باقاعدہ معمول تھا۔آپ ترجمہ اور تفسیر سے اہم دینی احکام، معاشی اور معاشرتی مسائل الغرض زندگی گزارنے کے تمام بنیادی امور کے متعلق قرآن کریم کی تعلیمات کو اپنی ذاتی ڈائری میں درج کرتے اور پھر اُن مندرجات کی روشنی میں لوگوں کی رہنمائی فرماتے تھے۔

آپ ہمیشہ ایک کتاب خریدتے اوراس کو مکمل طور پر پڑھتے،اُس میں سے اپنے ذاتی نوٹس تیار کرتے اوراُس کے بعد اپنی اُس کتاب کولائبریری کا حصہ بنا لیتے۔

علماء کی مجلس میں بیٹھنا بھی آپ کے علمی ذوق کی بلیدگی کا باعث بنا،اس زمانے میں جب ذرائع آمدورفت بھی ناپید تھے اور معلومات کے پھیلاؤ کا بھی فقدان تھا لیکن آپ کو جہاں بھی کسی اچھے خطیب کے آنے کی اطلاع ملتی آپ وہاں شرکت کرتے اور بیشتر اول صف میں بیٹھ کر اور توجہ کے ساتھ اُس درس سے استفادہ کرتے۔

ریڈیو میں دینی احکام پر مبنی پروگرام باقاعدگی سے سنتے تھے۔راولپنڈی سٹیشن سے نشر ہونے والا پروگرام ’’حی الالفلاح‘‘ آپ کا پسندیدہ پروگرام ہوتا تھا جو آپ باقاعدگی سے سنتے تھے

تخت پڑی کے حضرت قاضی رئیس احمد صاحبؒ سے آپ کی دوستی بھی آپ کے علمی ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔قاضی رئیس صاحب کو حضرت حافظ محمد فیض سلطان (حضرت سلطان باہوؒ) سے خلافت بھی حاصل تھی اور آپ ایک عظیم علمی شخصیت تھے۔آپ کی ذاتی لائبریری خطہء پوٹھوہار کی سب سے بڑی پرائیویٹ لائبریری ہے۔

قاضی رئیس احمد صاحبؒ اور آپؒ کمشنر آفس راولپنڈی میں اکٹھے ملازمت کرتے تھے لہذا روزانہ کا ملنا جلنا تھا جو کہ آپ کی گہری دوستی کا باعث بنا۔کمیشنر آفس کی آپ کے ایک اور ساتھی صوفی برکت صاحب بھی تھے جو کہ آپ کی دیانتداری اور شرافت کے معترف تھے۔

اس کے علاوہ آپ کے قریبی ساتھی مورت کے قاضی غلام حسین صاحب تھے قاضی صاحب کی رہائش موہن پورہ میں تھی ۔وہ آپؒ کے رفیق کی حیثیت سے ہمیشہ آپؒ کے ساتھ رہے۔قاضی صاحب سے بھی آپ کی دوستی علمی ذوق کی وجہ سے تھی۔جب بھی کہیں کسی علمی مجلس کی خبر دونوں میں سے کسی کو بھی ہوتی تو اپنی اپنی سائیکل پکڑتے اور ایک ساتھ پروگرام بنا کر وہاں پہنچ جاتے اور رات گئے جب وہ محفل ختم ہوتی تو واپس لوٹتے تھے۔

لالکڑتی ،راولپنڈی میں ایک بزرگ علامہ شیر محمد رضوی تھے اُن کا مزار بھی اُسی مسجد میں ہے جہاں وہ امامت کرتے تھے ۔اُن کی علمی حوالے سے بہت شہرت تھی ۔دور ونزدیک سے لوگ حصول علم کیلئے اُن کے پاس حاضر ہوتے ۔آپؒ بھی قاضی صاحب کے ساتھ اکثر وہاں جایا کرتے تھے۔

اسی طرح جا تلی سے تعلق رکھنے والے لعل حسین صاحب کے ساتھ بھی آپ کے گہرے روابط تھے ۔وہ آپؒ کی انتہائی قدر کرتے تھے اور آپؒ سے بہت زیادہ قربت رکھتے تھے۔

الکاسب حبیب اللہ:

حصول رزق حلال کے لئے آپ نے حکومت پنجاب کے محکمہ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ (کچہری) میں بحیثیت کیشئر بل کلرک ملازمت اختیار کی اور بعد ازاں اسسٹنٹ اسٹیبلشمنٹ پرموٹ ہوئے ۔اور اسی پوسٹ سے 1985ءسنہ میں ریٹائر ہوئے۔

آپؒ ایک دیانتدار، ایماندار، فرض شناس، پابندیء وقت کا خیال رکھنے والے اور محنتی انسان تھے ۔دوران ملازمت تمام تر دفتری وسائل کو اپنی ذات کے لئے استعمال کرنے کو حرام سمجھا۔آپ کی میز پر ٹیلی فون کی سہولت موجود ہونے کے باوجود جب کبھی ذاتی کوئی کال کرنی ہوتی تو دفتر سے باہر PCO سے جا کر کرتے تھے ۔دفتر کی تمام سٹیشنری انتہائی ذمہ داری کے ساتھ صرف اور صرف دفتری ضروریات کے لئے ہی استعمال کرتے تھے ۔حتیٰ کہ ایک بال پوائنٹ کو بھی کبھی ذاتی لکھائی کے لئے استعمال نہ کیا۔آپؒ کے ساتھ کام کرنے والے ایک شخص نے اپنی ذاتی ضرورت کے لئے ایک پیپر طلب کیا تو آپ نے 25 پیسے جیب سے نکال کر اُس کو دیئے کہ باہر دوکان سے خرید لو لیکن سرکاری پیپر اُس کو ذاتی استعمال کے لئے نہیں دیا۔

آپؒ کے رفقائے کار آپ کو ''صوفی عارف'' صاحب کے نام سے پُکارتے تھے ۔ابتدائی طور پر لوگوں کے لئے یہ سب باتیں حیران کُن تھیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ وہ سب اس بات کو

جان چکے تھے کہ آپؒ کبھی بھی نہ کوئی غلط کام خود کریں گے اور نہ اُن کی مدد کریں گے۔ جناب قاضی رئیس احمد صاحبؒ کے ساتھ آپ کی ملاقات اسی ملازمت کے دوران ہوئی جو بعد ازاں گہرے قلبی تعلق میں بدل گئی۔ آپؒ کے عزیز واقارب یا دوست احباب میں سے جو کوئی بھی آپ سے ملنے آپ کے دفتر جاتا آپ بنا چائے پانی کے واپس نہ آنے دیتے تھے۔

دوران ملازمت آپ کے ایک سینئر افسر نے آپ سے گھر کے کام کے لئے گاڑی بھجوانے کا کہا تو آپ نے اُس کو انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ گاڑی سرکاری کام کے لئے ہے لہذا گھر نہیں بھیجی جا سکتی۔ جس پر وہ ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ یہ میرا حکم ہے۔ جواب میں آپ نے فرمایا۔ آپ کا اختیار ہے آپ سینئر ہیں اپنے اختیار سے آپ بھیج سکتے ہیں لیکن میں اس کام میں آپ کی بات نہیں مانوں گا۔ آپ کی ایمانی جرات دیکھ کر وہ بھی خاموش ہو گیا۔

جب اسلام آباد کو ضلع کا درجہ دیا گیا تو ابتدءاً کچھ عملہ سرکاری امور کی بجا آوری کے لئے راولپنڈی سے آن ڈیپوٹیشن اسلام آباد بھیجا گیا۔ جناب قبلہ مرشد گرامی بھی اُن میں شامل تھے آپ کو اسلام آباد مصالحتی عدالت میں تعینات کیا گیا۔ اس تعیناتی کے دوران آپ کے پاس ایک کیس پیش ہوا جس میں ایک شخص نے اپنی جائیداد اپنی بیوی کے نام کی ہوئی تھی۔ کسی بات پر اُن میں ناچاکی ہو گئی۔ جب کیس آپ کے پاس آیا تو آپ نے دیکھا کہ وہ شخص اپنی بیوی کے ساتھ دھوکہ دہی کرتے ہوئے آپ سے فیصلہ اپنے حق میں لکھوانا چاہتا تھا۔ جب کہ آپ نے کیس کو سُن کر اس کے خلاف فیصلہ دیا اور نوٹ لکھا کہ ”بدقسمتی سے مصالحت نہ ہو سکی“۔

وہ جو شخص فیصلہ اپنے حق میں لینا چاہتا تھا۔ اُس نے اپنے غصے کا اظہار یوں کیا کہ آپؒ کے خلاف FIA میں درخواست دے دی۔ پولیس آپ کے پاس آئی اور آپ کو سپیشل جج کی عدالت میں پیش کرنے لے گئے۔ وہاں آپ کی فوری ضمانت ہو گئی اور تفتیش ہونے پر آپ کی بے گناہی ثابت ہو گئی۔

ایک مجلس میں آپؒ فرمانے لگے:

’’اللہ پاک کی اتنی مہربانی ہے کہ کوئی کتنا ہی بڑے سے بڑا شخص (یعنی امیر کبیر) ہو اس سے کبھی کوئی توقع نہیں رکھی، کہ بڑا سمجھ کر اُس کی خوشامد کی جائے۔ میں نے ملازمت بھی کی ہے۔ 15 سال کیشیئر بل کلرک رہا اپنے افسر کے ساتھ ڈائریکٹ رابطہ ہوتا تھا۔ لیکن اپنا کام ٹھیک کرتا تھا اور کبھی کسی افسر کی خوشامد نہیں کی۔‘‘

آپؒ کے رفقائے کار

حضرت قاضی رئیس احمد صاحبؒ (تخت پڑی)

حاجی چن محبوب صاحب (جنگل، مورت)

افضل مغل صاحب (سپر یٹنڈنٹ DC آفس)

ملک رمضان صاحب (خوشاب)

محمد عارف صاحب (اسلام آباد)

جان صاحب (پیلو)

ملک محمود صاحب (ڈھوک بھمب)

صوفی محمد نور صاحب (خادم دربار مولوی عبدالستار کلیامیؒ)

صوفی مسعود صاحب (موہڑہ بیڑیاں)

حاجی جہانداد صاحب (متولی مسجد کلیام)

صوفی غلام حسین صاحب (مورت)

قدرت حسین صاحب (ساگری) (کمشنر آفس)

عبدالستار صاحب

کلیام شریف میں شب و روز:

کلیام شریف میں اپنی سکونت کے دوران آپ کا بیشتر وقت مسجد میں گزرتا تھا۔ایک سال رمضان شریف میں تراویح کے لئے امام صاحب کا انتظام نہ ہو سکا تو آپؒ نے اپنی ذاتی کوشش سے اپنے حلقہء احباب میں باقاعدہ ایک مہم چلائی اور نماز تراویح پڑھانے کے لئے حافظ صاحب تلاش کیے اور سب اہل محلہ نے نمازِ تراویح باقاعدگی سے ادا کی۔عام دنوں میں اگر مسجد میں امام صاحب موجود نہ ہوتے تو آپؒ کے چچا بابو یوسف صاحبؒ یا حاجی فضل الٰہی صاحب یا آپؒ خود امامت کرواتے تھے۔

اپنے علاقہ کے تمام نوجوانوں پر خصوصی توجہ دیتے تھے اگر مسجد میں حاضری کم ہوتی تو حاجی صاحب سے فرماتے ہمارے جوان سست ہو رہے ہیں۔حاجی صاحب مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے اعلان کرتے اور تمام جوانوں کو مسجد میں آنے کو کہتے۔ایسے آپ اپنے بچوں اور اہلیانِ علاقہ کو دین کی طرف راغب کیے رکھتے اور ہمیشہ اُن کی سرپرستی کرتے ہوئے کبھی بھی غفلت میں نہ پڑنے دیتے تھے۔

میلاد کا جلوس:

نیکی کے کاموں میں آپ ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔آج سے تقریباً 45 سال قبل کلیام شریف میں میلاد صرف گھروں کی حد تک منایا جاتا تھا۔جبکہ باقاعدہ کوئی جلوس نہ ہوتا تھا۔نوجوان طبقہ میلاد شریف کا شوق تو رکھتا تھا۔لہٰذا شمس العارفین مرزا، خالد سعید مرزا، ملک صدیق، ملک نعیم، ملک سلطان اور دیگر ساتھیوں نے قبلہ میاں محمد عارف صاحبؒ سے مشورہ کیا کہ کلیام شریف میں میلاد کے جلوس کا اہتمام کیا جائے۔آپ کا تو پہلے ہی ان کاموں سے قلبی لگاؤ تھا۔لہٰذا آپ نے اور ساتھیوں کے ساتھ مل کر بابو یوسف صاحب اور حاجی فضل الٰہی صاحب کی سرپرستی میں مسجد جمعدار میراں بخش میں نمازیوں کے ساتھ جلوس کے حوالے سے مشاورت کی۔پہلا میلاد

کمیٹی کا دفتر موجودہ صاحبزادہ راشد مسعود صاحب کے گھر کی جگہ بنایا گیا اور وہیں لنگر کا اہتمام بھی کیا گیا۔ یہ سب انتظام قبلہ مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی زیرنگرانی ہوا۔ جو کہ سال بہ سال بڑھتا گیا اور آج کلیام شریف میں ایک فقید المثال جلوس نکالا جاتا ہے اور ربیع الاول کے آغاز سے ہی پورے علاقے کو روشنیوں، جھنڈیوں اور پھول کلیوں سے سجا دیا جاتا ہے۔

زوجہ محترمہ:

حضور نبی کریم ﷺ کی سنت مطاہرہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ بھی رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ آپ کی شادی آپ کے خاندان کی ایک نیک سیرت خاتون، عبدالحکیم المعروف سائیں نذر کلیامیؒ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جن کا سلسلہ نسب خواجہ عبدالحکیمؒ (سائیں نذر) بن خواجہ میاں الف دینؒ بن حضرت خواجہ غلام مصطفی بن حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ ہے۔

آپ نہایت ہی زیرک اور معاملہ فہم خاتون تھیں۔ آپ کے والد گرامی علاقہ کی ایک معتبر شخصیت تھے اور آپ کی والدہ بھی ایک سمجھدار اور وضع دار خاتون تھیں لہذا آپ کو گھر سے ہی ایک ایسا ماحول نصیب ہوا جس نے آپ کی شخصیت سازی میں اہم کردار ادا کیا۔ شعبہ تعلیم سے وابستہ ہوتے ہوئے آپ ایک بہترین معلمہ بھی تھیں اور ایک بے مثال شخصیت بھی۔ کلیام کے کم و بیش تمام افراد کسی نہ کسی درجہ میں آپ کے زیرسایہ تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ ایک عظیم استاد ہونے کی حیثیت سے علاقہ بھر میں آپ کا ایک رعب اور دبدبہ تھا۔ دوران ملازمت کئی ایسے مواقع بھی درپیش آئے جن میں آپ نے اپنی فراست کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس صورت حال سے نمٹا۔

محترمہ ماں جی جہاں اپنی اولاد کے لئے سراپا شفقت تھیں وہیں وہ کسی ناپسندیدہ بات کے لئے ایک اصول پسند سخت مزاج خاتون بھی تھیں۔ آپ نے اخلاقی تربیت پر کبھی بھی سمجھوتہ نہ کیا۔ مادری شفقت کے ساتھ ساتھ رعب داب بھی اُن کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا۔

آپ نے اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کی وجہ سے کبھی اپنی گھریلو ذمہ داریوں سے پہلو تہی نہ کی بلکہ اس کے برعکس آپ نے اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریاں بھی احسن انداز میں چلائیں اور اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو بھی نظرانداز نہ کیا۔ایک ایسا گھرانہ جہاں ہر وقت مہمان داری کا سلسلہ چلتا رہتا۔سال میں کئی ایسی تقاریب ہوں جب ہزاروں افراد کے انتظام وانصرام کرنا مقصود ہوتو ایسے میں ان تمام امور کی دیکھ بھال کوئی معمولی کام نہیں تھا۔لیکن محترمہ ماں جی نے نہ صرف اس سب کی انجام دہی کو بہتر بن انداز میں سنبھالا بلکہ اس کے انتظامی معاملات میں روز بروز بہتری کے لئے انتھک محنت بھی کی۔آپ نے ایک وفا شعار شریکہ حیات بن کر ہر موقع پر اپنے خاوند کا بوجھ بانٹا اور بھرپور ساتھ دیا۔

آپ نے اپنے تلامذہ پر توجہ دی تو اپنی اولاد کو بھی تربیت کا اعلیٰ معیار دیا۔آپ نے مہمان داری ومہمان نوازی بھی عمدہ کی اور اپنی ذاتی زندگی اور خاندانی رکھ رکھاؤ کا بھی خیال رکھا۔ اگر آپ گھر گھرستی اور درس وتدریس میں ماہر تھیں تو کبھی صوم وصلوٰۃ میں بھی کوتاہی نہ ہونے دی۔

خود بھی صوم وصلوۃ کی پابند تھیں اور اولاد کو بھی اس میں کبھی غفلت کرنے کی اجازت نہ دی۔صاجزادہ پروفیسر راشد مسعود کلیامی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی چیز جو انہوں نے حفظ کی وہ درودِ تاج تھا اور وہ انہیں محترمہ ماں جی نے حفظ کروایا تھا اور تب آپ بہت ہی کم عمر تھے۔

اچھی تعلیم کی بدولت اور بحیثیت معلم بھی آپ کو بہت سے اشعار، ضرب المثال اور حکایات نہ صرف یاد تھیں بلکہ یہ تمام اصناف آپ کے کلام میں موتیوں کی طرح پروئی ہوتی تھیں۔ آپ کی اصلاحی گفتگو میں اشعار کا برمحل استعمال آپ کے مخاطب کے دل پر خوشگوار اثر ڈالتا تھا اور سننے والا آپ کی نصیحت کو کبھی فراموش نہ کر پاتا تھا۔

زندگی میں اگر کبھی مشکل حالات کا اُن کے سامنے ذکر کیا جاتا تو آپ یہ شعر پڑھ کر حالات کا شکوہ کرنے والے کو اپنی غلطیوں پر نظر دوڑانے کی تلقین بھی کرتیں اور آئندہ زندگی میں

آگے بڑھنے کے لئے حوصلہ افزائی بھی کرتیں:

نشاطِ عیش میں جو فرضِ ہستی بھول جاتے ہیں
انہیں کچھ درس دینے گردشِ ایام آتے ہیں

جب کوئی اپنے معاملات میں لوگوں کی بے جا مداخلت کی شکایت کرتا یا لوگوں کے حسد اور بغض کا ذکر کرتا تو آپ یہ شعر پڑھ کر ہمت بندھاتیں:

عرفی تو میندیش ز غوغائے رقیباں
آوازِ سگاں کم نہ کنند رزقِ گدارا

اس فانی زندگی میں انسان کے دل میں ہزاروں خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔لیکن کبھی بھی ساری خواہشات پوری نہیں ہوتیں۔اگر کوئی کسی خواہش کے پورا نہ ہونے کا شکوہ کرتا تو آپ فرماتیں:

دفنانا دیکھ بھال کر حسرت زدہ کی لاش
لپٹی ہوئی کفن سے کوئی آرزو نہ ہو

بعض اوقات انسان کی زندگی آزمائشوں اور مشکلات اور جہدِ مسلسل سے عبارت ہوتی ہے ایسے میں حالات کی سختی کو مقدر کا لکھا اس انداز میں سمجھاتی تھیں:

مقدر میں جو سختی تھی وہ مر کر بھی نہیں نکلی
قبر کھودی گئی میری تو پتھریلی زمیں نکلی

آپ ہمیشہ مشکلات سے نمٹنے کے لئے ہمت اور حوصلہ سے کام لینے کی تلقین فرماتیں تھی اس ضمن میں یہ شعر پڑھا کرتیں:

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

اولاد:

اللہ کریم نے آپ کو 3 بیٹوں اور 3 بیٹیوں سے نوازا۔ سب سے بڑے صاحبزادے کا نام طارق مسعود اور منجھلے بیٹے کا نام ساجد مسعود ہے۔ پھر تین دختران اور پھر سب سے چھوٹے بیٹے کا نام راشد مسعود رکھا۔ بیٹوں کے نام کے ساتھ ''مسعود'' نام آپؒ نے بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی نسبت سے رکھا تھا۔

صاحبزادہ طارق مسعود:

اللہ کریم نے آپؒ کو اولاد جیسی عظیم نعمت سے نوازا اور 12 مئی 1962ء میں آپ کے ہاں ایک بیٹے کی ولادت ہوئی۔ آپؒ نے اپنے بیٹے کا نام ''طارق مسعود'' رکھا۔

پانچویں جماعت تک تعلیم کلیام شریف کے پرائمری سکول میں حاصل کی محترمہ ماں جی اسی سکول میں معلمہ کے فرائض سرانجام دے رہیں تھیں۔ کھیری مورت میں ماسٹر اکرم صاحب کی ذاتی دلچسپی اور خواہش پر آپ کو کھیری مورت سکول میں داخل کروا دیا گیا جہاں آپ نے آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔

آٹھویں جماعت پاس کرنے کے بعد میٹرک کے لئے کلیام ہائی سکول میں داخلہ لیا اور یہیں سے میٹرک مکمل کیا۔ میٹرک کے بعد ایف اے گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی سے پاس کیا۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ملک پاکستان کے صف اول کے مزاح نگار اور معروف شاعر جناب انور مسعود صاحب آپ کے استاد تھے۔

تعلیمی سفر مکمل کرنے کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھا اور یکم جولائی 1980ء میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں ملازمت اختیار کی۔ آپ کی سروس کا بیشتر حصہ راولپنڈی میں ہی مختلف سرکلز میں گزرا اور چند ماہ آپ کی تعیناتی اٹک میں بھی رہی۔ 12 مئی 2022ء کو آپ اپنی مدت ملازمت مکمل کر کے ریٹائرمنٹ لے چکے ہیں۔

آپ نہایت نفیس الطبع انسان ہیں۔انتہائی باوقار شخصیت کے مالک ہیں۔وضع قطع، معاشرتی رکھ رکھاؤ اور باہمی میل جول آپ کی خاص صفت ہے۔جب قبلہ مرشدِ گرامی مورت شریف میں مستقل قیام پذیر ہوئے تو انہوں نے آپ کو کلیام شریف کی ذمہ داری سونپی وہاں آنے والے تمام زائرین اور عقیدت مندوں کی ہر طرح کی ضروریات کا خیال رکھنا اور اُن کی خاطر تواضع اور آؤ بھگت کو آپ نے احسن انداز میں نبھایا اور تا حال نبھا رہے ہیں۔مقامی سطح پر ہر خوشی غمی میں آپ ہمیشہ اپنے والد گرامیؒ کی نمائندگی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

صبح بیداری، جواں عمری سے ہی آپ کا معمول ہے۔طلوع آفتاب سے قبل اپنے جد اعلیٰ خواجہ حافظ صاحب کلیامیؒ، باباجی صاحب کلیامیؒ، مولوی عبد الستار صاحب کلیامی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے اجداد کے مزارات پر حاضری دینا آپ کی روزمرہ عادات میں شامل ہے۔درود شریف کی کثرت اور اولیائے کرام کی کرامات اور انکی زندگی کے احوال کا مطالعہ ومشاہدہ آپ کے پسندیدہ مشاغل ہیں۔

ایک بار آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ اور جناب قاضی غلام حسین صاحب (جنہیں آپ تایا غلام حسین کہہ کر مخاطب فرماتے ہیں) کے ہمراہ بابا فرید گنج شکرؒ کے دربار گوہر بار پر حاضر ہوئے۔آپ کی حضور بابا صاحبؒ سے روحانی نسبت تو تھی ہی لیکن اس سفر کے بعد ایک ایسا قلبی تعلق قائم ہوا جو نا قابل بیان ہے۔

> صاحبزادہ طارق صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے 1999ء اپنا گھر مکمل کیا تو پاکپتن شریف سے دیوان عثمان صاحب تشریف لائے آپ نے میرے گھر کا نام "فریدی ہاؤس" تجویز فرمایا اور مجھے ماہانہ ختم شریف کروانے کا بھی کہا۔اس وقت سے ہر قمری ماہ (اسلامی مہینے) کی 5 تاریخ کو عصر سے مغرب کے درمیان ختم شریف کا اہتمام ہوتا ہے۔ہر

خاص و عام کو اس میں دعوت دی جاتی ہے اور حسب استطاعت لنگر شریف
بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔

اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد سے ہی آپ ایک موذی مرض میں مبتلاء ہو گئے تھے۔ گو کہ اپنی بیماری کے ایام انہوں نے انتہائی حوصلہ مندی سے گزارے ایک بار جب آپ مورت تشریف لائے تو آپ سے محبت کرنے والے احباب آپ کو ویل چیئر پر دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے تو آپ نے انتہائی پُرسکون لہجے میں فرمایا" ایسے کیوں اُداس ہوتے ہو یہ تو قدرت کا قانون ہے اور میں بالکل ٹھیک ہوں"۔

احوال اک ملاقات کا:

جب میں مرشد گرامی کی سوانح کے حوالے سے خاص طور پر آپ سے ملنے کلیام شریف حاضر ہوا۔ آپ نے انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔ میری آپ سے یہ ملاقات کافی طویل رہی اور آپ نے بچپن سے لیکر اُس دن تک بہت سی یادداشتیں ذکر کیں۔ اپنے والد گرامی کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات بھی یاد کیے اور آغوشِ مادر کی شفقت بھی۔ آپ نے اپنا تعلیمی سفر بھی یاد کیا اور عملی زندگی کے شب و روز بھی۔ میں نے اس ملاقات میں آپ کی شخصیت میں ایک خاص اطمینان محسوس کیا۔ شاید آپ اپنی اُخروی منازل کو دیکھ رہے تھے۔ مجھے فرمانے لگے:

"میں نے اپنے تمام اختیارات راشد (صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی) کے
سپُرد کر دیے ہیں اور اپنے ہر فیصلے کا اختیار اپنے بھائی کو دے چُکا ہوں"

21 نومبر 2023ء کو آپ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے رخصت ہوئے۔ وقت وصال آپ اپنے بھائی صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی کی رہائش گاہ راولپنڈی میں تھے۔ آپ کو اپنے مرشد گرامی اور دادا حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے مزار کے احاطے میں سپُردِ خاک کیا گیا۔

صاحبزادہ ساجد مسعود:

آپؒ کے دوسرے بیٹے کی ولادت 10 مئی 1964ء میں ہوئی۔ آپؒ نے اپنے بیٹے کا نام "ساجد مسعود" رکھا۔ صاحبزادہ ساجد صاحب نے اپنی ابتدائی تعلیم کلیام میں حاصل کی اور گورنمنٹ ہائی سکول کلیام اعوان سے میٹرک کیا۔ آپ والدین کے انتہائی فرمانبردار بیٹے تھے۔ اپنے لڑکپن سے ہی آپ نے والدین کے ساتھ ہاتھ بٹانا اور اُن کی ذمہ داریوں کا بوجھ بانٹنا شروع کر دیا تھا۔ ایک قوی الجثہ اور طاقتور انسان ہونے کی وجہ سے آپ نے بہت چھوٹی عمر سے ہی انتھک محنت اور لگن کے ساتھ کام کرتے اور دی گئی کسی ذمہ داری سے پیچھے نہ ہٹتے تھے۔

آپ ایک سیدھے سادے مسلمان تھے۔ لیکن حُب سرکارِ دوعالم ﷺ آپ کے قلب و روح میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ کلیام شریف میں مرکزی میلاد کے جلوس کی مکمل تیاری آپ کی نگرانی میں ہوتی تھی اور آپ اس کے لئے بھرپور جدوجہد کرتے تھے۔ میلاد شریف کے دن قریب آتے ہی آپ سرگرم عمل ہو جاتے۔ کمیٹیوں کی تشکیل ہو یا قرب و جوار کے علاقوں میں دعوتی مہم۔ گلیوں اور بازاروں کو سجانا ہو یا لنگر اور نیاز کا اہتمام گویا آپ تمام انتظامات کو مکمل حکمت عملی کے ساتھ چلاتے اور آمد سرکار ﷺ کے اس جشن کو ہر سال پہلے سے بہتر کرنے کے لئے کوشاں ہوتے۔

کلیام شریف میں عرس کی تقریبات کے موقع پر آنے والے اونٹوں کے قافلوں کی دیکھ بھال مکمل آپ کے ذمہ ہوتی تھی۔ اُن کا قافلوں کے استقبال، اُن کی رہائش، اُن کے لنگر اور قیام کے تمام معاملات کے بعد اُن کو رخصت کرنے تک آپ دن رات مصروف رہتے تھے۔ ایک ہمدرد، انسان دوست، خوش مزاج اور کھلے دل کے مالک ہونے کی وجہ سے جو آپ سے ملتا تھا وہ مستقل طور پر آپ کے حلقہ احباب میں شامل ہو جاتا تھا۔

حصولِ رزقِ حلال کیلئے آپ نے CSD میں ملازمت اختیار کی۔ ایک نیک دل اور

ہمدرد انسان ہونے کی حیثیت سے آپ وہاں بھی لوگوں کے کام آنے کو باعث سعادت سمجھتے تھے کسی کو چھٹی کی ضرورت ہو یا کسی کے تبادلے کا معاملہ۔ آپ ہر ایک کی مدد کرتے تھے۔

حکمتِ خداوندی اور امرالٰہی کے تحت آپ کے دماغ میں رسولی پیدا ہوئی۔ جس سے آپ کی طبیعت روز بروز بگڑتی گئی ہر طرح کا علاج معالجہ، دعا و دوا حتیٰ کہ آپریشن تک کی بھی نوبت آئی لیکن آپ کے لئے مقررہ وقت کو بڑھا نہ سکی۔ بہتر سے بہتر علاج کے اسباب کیے گئے۔ اعلیٰ ترین ہسپتالوں میں زیر علاج رہے لیکن امرالٰہی یہی تھا کہ آپ اپنے چاہنے والوں کو روتا ہوا چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کے پاس واپس چلے جائیں۔ 10 اکتوبر 2011ء کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کو مورت شریف میں اپنے آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

صاحبزادہ راشد مسعود:

آپؒ کے سب سے چھوٹے بیٹے کی پیدائش 12 جنوری 1974ء میں ہوئی۔ آپؒ نے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کا نام "راشد مسعود" رکھا۔ صاجزادہ راشد مسعود نے ابتدائی تعلیم کلیام شریف میں حاصل کی اور بعد ازاں آپ کو گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول گوجرخان میں داخل کروایا گیا۔

صاجزادہ راشد مسعود کلیامی فرماتے ہیں کہ قبلہ والد صاحب مجھے چھوٹی عمر میں ہی دینی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ میں داخل کروانا چاہتے تھے۔ لیکن والدہ محترمہ اور دیگر اہل خانہ کے اس اصرار پر کہ ابھی اس کی عمر بہت کم ہے یہ فیصلہ موخر ہو گیا۔ لیکن شرط یہ رکھی گئی کہ جب میٹرک پاس ہو گا تو دینی تعلیم کے لئے کسی مستند دینی درسگاہ میں ضرور داخل کروایا جائے گا۔ لہٰذا میٹرک پاس کرنے کے بعد منہاج القرآن انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور اور اسی طرز کے ایک اور نامور ادارے کا انتخاب کیا گیا جس میں سے میرا داخلہ منہاج القرآن انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور میں کروایا گیا۔

صاجزادہ صاحب نے 1995ء میں ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کی ڈگری

حاصل کی اور منہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو کر واپس اپنے گاؤں کلیام تشریف لے آئے۔ آپ کی واپسی کے چند دن کے بعد ہی پبلک سروس کمیشن کی طرف سے پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں لیکچرار کی بھرتی کے درخواستیں طلب کی گئیں جس میں آپ نے بھی درخواست دی اور آپ گورنمنٹ کالج مری میں شعبہ عربی کے لیکچرار تعینات ہو گئے۔

اپنی ملازمت کے دوران آپ نے گورنمنٹ کالج مری، گورنمنٹ سرور شہید نشان حیدر کالج گوجر خان اور گورنمنٹ حشمت علی کالج میں بطور معلم اپنی خدمات سرانجام دیں۔ آج کل آپ گورنمنٹ حشمت علی اسلامیہ ڈگری کالج میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

قوم کے معماروں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے لئے بھی طلب علم کے دروازے کبھی بند نہ کیے۔ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویج (NUML) سے ایم فل عربی لٹریچر میں کرنے بعد آپ پی ایچ ڈی بھی اسی یونیورسٹی سے کر رہے ہیں۔ آپ کی ڈاکٹریٹ کی ڈگری تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ اکثر اپنی مجلس میں اپنے پوتے کا ذکر بھی اس فخر سے فرماتے تھے کہ میرا بیٹا بھی دین سیکھ رہا ہے۔ ایسے ہی آپ کے والد گرامیؒ کی بھی ہمیشہ یہی کوشش ہوا کرتی تھی کہ جب بھی آستانہ شریف پر کوئی تقریب ہو تو ان کا اصرار ہوتا تھا کہ صاحبزادہ صاحب حاضرین کی تربیت کے لئے اصلاحی و تربیتی بیان ضرور کریں۔

اپنے اجداد کی خواہشات کے احترام نے آپ کی شخصیت میں بھی ایک لگن پیدا کر دی اور اصلاح اُمت کے لئے اپنی خدمات پیش کرنا آپ کا نصب العین بن چکا ہے۔ خطبہء جمعہ میں روایتی جوش و خروش اور سُر اور لے سے مزین تقاریر کی بجائے آپ نے درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا جو تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ ابتداءً تیسواں (۳۰) پارہ مکمل ترجمہ اور تفسیر سے بیان کرنے

کے بعد سورۃ فاتحہ سے ترتیب وار یہ سلسلہ جاری ہے۔ جس کو سننے کے لئے لوگ قرب و جوار سے باقاعدگی سے حاضر ہوتے ہیں اور رب کریم کے کلام مجید اپنے قلب و روح کو منور کرتے ہیں۔

اولاد کی تعلیم و تربیت:

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی زوجہ محترمہ گورنمنٹ سکول میں ٹیچر تھیں۔ لہٰذا بچوں کی تعلیم و تربیت کی مکمل ذمہ داری اُن کے سپرد تھی لیکن اُس کے باوجود آپؒ نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اپنے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیمی سہولیات کا اہتمام کیا۔ اچھے تعلیمی اداروں کے انتخاب کے ساتھ ساتھ بچوں کی تعلیمی کارکردگی کی نگرانی اور سرپرستی ہمیشہ خود کی۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ہمیشہ دینی تعلیم کا بھی اہتمام رکھا۔ نماز روزہ کی پابندی اور قرآن پاک کی تعلیم اپنی نگرانی میں کروائی۔

بندۂ اخلاص و مردِ بے ریا
عارف چشتی ز اہلِ اصفیا

جنید نسیم سیٹھی

☆

انتخابِ جانشین

یوں تو والدین کے لئے اپنی اولاد میں درجہ بندی کرنا ایک مشکل کام ہے ۔اپنی تمام اولاد کو والدین ہمیشہ ایک جیسا ہی سمجھتے ہیں ۔لیکن پھر بھی دنیاداری میں یہ بات دیکھی گئی ہے کہ جب کسی خاص ذمہ داری کے لئے انتخاب کرنا ہو یا کوئی اہم فریضہ سپرد کرنا ہو تو والدین ہمیشہ اپنے بڑے بیٹے کو ہی اس ذمہ داری کا اہل سمجھتے ہیں ۔لیکن بات دنیاداری کی ہے اور نہ ہی وراثت کی، نہ ہی کوئی دنیوی عہدہ ومنصب ہے اور نہ ہی کوئی ذاتی مسند وتخت ۔بلکہ یہ توکُل ولیوں کے سلطان مولائے کائنات کی وراثتِ ولایت ہے اس میں نہ تو ذاتی خواہش شامل ہے اور نہ ہی اپنی مرضی اور پسند۔ یہ نصیب اور انتخاب کی بات ہے۔

اس ضمن میں حضور خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی مثال ہمارے سامنے ہے انہوں نے اپنے لئے بنوائی گئی کھیر کا پیالہ اپنے خاص خدمت گار اور باباجی کلیامیؒ کے بڑے بھائی غلام رسول صاحبؒ کو دینا چاہا لیکن بوجوہ انہوں نے انکار فرمایا، خواجہ صاحب کے دوبارہ کہنے پر بھی جب انہوں نے پس وپیش کیا تو خواجہ صاحب نے وہ پیالہ باباجی کلیامیؒ کو عطا کیا اور یہ جملہ ارشاد فرمایا (حوالہ گلزارِ فضل ص: ۱۶ کوچ کردن حافظ صاحب بسوئے بقا)

"کہ جس کا نصیب تھا اُس تک پہنچ گیا"

••

حکمِ خداوندی ہو......

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سُنت پر عمل ہو......

مولائے کائنات کی عطاء کردہ امانت کی سپُردگی ہو......

سلسلہ چشتیاء کے کُل اولیاء کی توجہات ہوں......

بارگاہ خواجہ ہندالولیؒ ہو......

اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے والا وہ ہو جس کو اللہ رب العزت کی خاص توفیق سے دنیا و لایت میں ایسا مقام بخشا گیا ہو کہ دور دور تک کوئی اُس کی ہمسری کرنے والا نہ ہو تو ایسے میں انتخاب بھی بے مثال ہی ہوگا۔

جولائی 2008ء میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجریؒ کے عرس مبارک کے موقع پر حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ نے خواجہ غریب نوازؒ کے مزار مبارک میں اپنے وفد میں موجود تمام ساتھیوں اور مریدین کی موجودگی میں اپنی خلافت کی دستار حضرت صاجبزادہ پروفیسر راشد مسعود کلیامی دامت برکاتہم کے سر پر رکھی اور اپنا نائب مقرر فرمایا۔

بعد ازاں 14 اپریل 2017ء بروز جمعۃ المبارک آپ نے اس بات کا اعلان ایک مختصر تقریب میں اپنے برادر اصغر صاجبزادہ محمود سلطان صاحب اور کچھ دیگر اہم شخصیات کی موجودگی میں بھی کیا۔ اس تقریب میں دوبارہ دستار بندی کی گئی اور تحریری طور پر بھی مسندِ خلافت اپنے بیٹے صاجبزادہ راشد مسعود کلیامی مدظلہ العالی کے سپُرد کی۔

اللہ کریم صاجبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کو اپنے آباؤ اجداد کے اس فیضان کو جاری رکھنے اور اس کی عزت و حرمت کو قائم رکھنے میں کامیاب فرمائے۔ آمین

☆

گوہرِ نایاب

صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی : جامع منہاج لاہور سے ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کی ڈگری حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ درس نظامی اور دورۂ حدیث وتفسیر مکمل کیا، نمل یونیورسٹی سے عربی لٹریچر میں ایم فل کیا اور نمل سے ہی پی ایچ ڈی کر رہے ہیں جو کہ تکمیل کے مراحل میں ہے۔ تعلیم دین میں خاص رغبت رکھتے ہیں۔ دین متین کی خدمت آپ کا مقصد اولین ہے۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ روحانی سلسلہ میں کسی ڈگری یا کسی دنیاوی سند کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ نہ ہی یہ منصب کسی حسب ونسب کا متقاضی ہے۔ لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر خاندان عزت و وقار والا ہو، دینی اور دنیاوی علوم کی حامل شخصیت ہو اور نگاہِ مرشد کا فیضان بھی ہو تو۔ انتخاب اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔

جناب صاحبزادہ صاحب پر آپ کے دادا حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کی خصوصی نگاہ عنایت اور توجہات ہیں اور اُن کی سرپرستی ہمیشہ آپ کے شامل حال رہی ہے۔ آپ کے دادا محترم کے پاس جب کوئی عالم ملنے آتا تو آپؒ جذبۂ خدمتِ دین سے سرشار بڑے تفاخر سے اظہار کرتے کہ میرا بیٹا بھی دین سیکھ رہا ہے۔

روحانی خانوادے سے تعلق ہونے کی وجہ سے دورانِ تعلیم بھی تصوف آپ کی خصوصی دلچسپی کا موضوع رہا۔ جامع منہاج لاہور میں دورانِ تعلیم اور حضور داتا صاحب ؒ سے قلبی لگاؤ کی وجہ سے زمانہ طالب علمی میں بھی آپ کا فارغ وقت داتا صاحب کے حضور گزرتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ کشف المحجوب میں نے داتا صاحب ؒ کے مزار شریف بیٹھ کر پڑھی ہے۔

انہی دنوں میں جنوبی پنجاب اور سندھ کی بیشتر زیارت پر حاضری ہوئی اور اہل اللہ سے اکتسابِ فیض کیا۔

جامع میں بڑے بڑے جید علماء کرام اور مشائخ کا آنا رہتا تھا لہٰذا بہت سے روحانی اور علمی شخصیات سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جن میں سرفہرست آپ کے استاذی المکرم شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی اُن کے مرشد گرامی حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی ؒ، حضور پیر محمد کرم شاہ الازہری ؒ، پیر قمر الدین سیالوی ؒ اور سرزمین عرب کے نامور علماء و مشائخ جن میں سرفہرست جناب الشیخ علوی مالکی صاحب ؒ ہیں اُن سے بھی ملاقتیں ہوئیں۔ جناب الشیخ علوی مالکی ؒ آپ کے کانووکیشن میں تشریف لائے تھے اور آپ نے اپنی سند بھی اُنہی کے دست مبارک سے حاصل کی تھی۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے علاوہ آپ کو دیگر سلاسل طریقت سے بھی اجازات حاصل ہیں جن میں سلسلہ قادریہ سے جناب پیر سید افسر شاہ گیلانی ؒ، تلہ گنگ کے ایک بزرگ جناب سید محبوب ربانی ہمدانی ؒ سے فیض حاصل کیا اور خلق خدا کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

اللہ کریم نے آپ کو حرمین شریفین کی متعدد حاضریاں عطا فرمائی ہیں وہاں مسجد نبوی شریف میں قربِ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود شیوخ سے بھی آپ نے اکتسابِ فیض کیا۔ جن میں الشیخ عبدالشکور سیف الدین الافغانی (آپ نے 50 سال مسجد نبوی شریف میں گزارے)، السید محی الدین حفیظ اللہ ؒ (آپ بھی کم و بیش 50 سال مسجد نبوی شریف میں رہے)، بابا اللہ یار جو

ساہیوال پاکستان سے تعلق رکھتے تھے۔مدینہ شریف ہجرت کی اور تاوصال وہیں قیام فرمایا۔تیونس سے تعلق رکھنے والے ایک شیخ سے خصوصی ملاقات ہوئی اور انہوں نے بھی آپ کو ایک خاص وظیفہ عطا فرمایا۔ترکی سے مدینہ طیبہ میں مستقل طور پر تشریف لائے ایک بزرگ جناب السید جمال مدظلہ العالی سے اکتساب فیض کیا اور خصوصی اجازات حاصل کیں۔انہوں نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ کی خلافت عطا فرمائی اور پاکستان میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔

مزار شریف افغانستان سے خصوصی طور پر پاکستان تشریف لائے خواجہ گُل پذیر بابا دامت برکاتہم جناب ارشد خان صاحب کی وساطت سے صابری آستانہ مورت تشریف لائے تو کلیامی صاحب کو اپنے پاس مردان آنے کی دعوت دی ۔صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کے مردان حاضر ہونے پر آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خلافت عطا کی پاکستان میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور تمام اجازات سے نوازا۔آپ کی اسقدر نوازشات دیکھ کر وہاں موجود ہر شخص حیران تھا اور برس ہا برس سے وابسطہ افراد بھی یہ کہہ رہے تھے کہ آپ نے ایک ہی ملاقات میں کبھی کسی کو اتنا نہیں نوازا جتنا صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کو عطا کر دیا ہے۔

دلائل الخیرات شریف کے حوالے سے تین شیوخ سے خصوصی اجازات بھی عطا ہوئیں۔

آپ نے راولپنڈی میں ایک خصوصی حلقہ دلائل الخیرات کی بنیاد بھی رکھی۔

اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ بھی خدمت خلق کی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔درس وتدریس کے علاوہ، دورونزدیک کی خوشی غمی پر پہنچنا، آستانہ شریف کی ذمہ داریوں کو نبھانا اور روحانی وجسمانی بیماریوں میں مبتلاء مریضوں کا علاج اور پھر اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت پر نگرانی یہ تمام کارہائے مشکل آپ کے دن بھر کا معمول ہیں۔مصروفیات کی اس بھاگ دوڑ میں آپ ادائیگیٔ فرائض اور ذکر الٰہی سے بھی روگردانی نہیں کرتے۔

اپنے والد گرامی کی مبارک حیات کے دوران ہی آپ نے جمعۃ المبارک کے خطبہ

میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا تھا جس میں باقاعدہ ترتیب کے ساتھ قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کو بیان کیا جاتا ہے وہ بھی باقاعدگی سے جاری ہے۔

صبح نماز فجر کے لئے بیدار ہونے سے لے کر مصروفیات کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے تو پھر اس کا اختتام رات کے کس پہر ہو گا کوئی نہیں جانتا۔ بیک وقت مہمان داری، مریدین سے ملاقاتیں، مریضوں پر توجہ اور بذریعہ فون دم ڈلوانے والوں کو نمٹانا آپ کا ہی خاصہ ہے۔

اللہ کریم آپ کو اس خدمت کے لئے ہمت اور طاقت دے اور آپ کو اپنے آباؤ اجداد کا سلسلہ خیر آگے بڑھانے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یہ بزمِ بتاں ہے نظاروں کی دنیا
اداؤں کی بستی اشاروں کی دنیا
ہمیں ہے فقیری میں شاہی میسّر
کہاں ہم، کہاں تاجداروں کی دُنیا

پیر سید نصیر الدین نصیرؔ

☆

ایامِ علالت اور وصال با کمال

وقت وصال آپ کی عمر مبارک 87 سال تھی۔وصال مبارک کے 1 ماہ قبل تک آپ بنا کسی مستقل عارضہ کے صحت مند تھے۔ بالحاظ عمر جو ضعف اور کمزوری تھی آپؒ نے اُس کو بھی کبھی جذبہ خدمت خلق پر حاوی ہونے کا موقع نہ دیا۔

جو مخلوق خدا کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے وہ قائم رہتا ہے

یوں ہی آپ کی ذاتِ فیض رساں فرمان سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مجسم شکل بن کا خدمت خلق کی ذمہ داری ادا کرتی رہی۔

وصال مبارک سے 2 ماہ قبل آپ کو بائیں جانب ٹانگ میں شدید قسم کا درد اُٹھا جس نے آپ کو سخت کرب میں مبتلا کر دیا۔لیکن آپ اُس شدید ترین تکلیف میں بھی برداشت اور صبر کا پیکر بنے رہے۔آپ نے تمام عمر کبھی بھی ڈاکٹر کے پاس جانے کو پسند نہیں کیا اور دوا کی بجائے توکل، خود سپردگی اور رضائے الٰہی پر ہی قائم رہے۔اس بار بھی بے حد اصرار کے باوجود آپ نے ڈاکٹر کے پاس جانے سے انکار ہی کیا۔لہذا آپ کیلئے گھر پر ہی بہترین ادویات کا انتظام کیا گیا۔ایک ڈاکٹر آپ کے معائنہ کے لئے آتا اور حسب ضرورت ادویات، انجیکشن اور ڈرِپ وغیرہ لگاتا۔آپ کو آرام پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی۔اسی تکلیف کے دوران آپ نے کھانا پینا بالکل

ہی محدود کر دیا اور پھر رفتہ رفتہ صرف دودھ اور جوس ہی آپ کی خوارک رہ گئی۔

آپؒ کے ایامِ علالت میں جو چند ہی دن کے تھے۔تمام اہل علاقہ اور دور ونزدیک کے عام لوگوں کے دلوں میں ایک خاص قسم کی محبت اور نسبت محسوس ہو رہی تھی۔یوں لگتا تھا جیسے اللہ رب العزت کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں یہ القاء کر دیا گیا ہو کہ اے اہل دنیا میرا یہ دوست اب اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ کی طرف جانے لگا ہے۔

مخلوق خدا آپؒ کی زیارت اور ملاقات کے لئے کھنچی چلی آرہی تھی۔گھر والوں اور خدمتگاروں کو لوگوں کی ملاقات کو ایک ترتیب دینا پڑی اس طرح آنے والے زائرین نے آپ سے آخری ملاقات کی کئی خوشبخت اس بات کو بھانپ گئے تھے کہ:

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید
نسیمے از حجاز آید کہ ناید
سر آمد روز گار ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ ناید

خدا جانے یہ زمانہ دوبارہ واپس آئے گا یا نہیں، حجاز کی طرف سے پھر ٹھنڈی ہوا آئے گی یا نہیں، اب اس فقیر کا وقت رخصت آن پہنچا، کیا معلوم کوئی دوسرا دانائے راز آئے گا یا نہیں۔

وصالِ باکمال:

روز بروز بگڑتی طبیعت کے بنیاد پر آپ کی پسند کے خلاف آپ کو راولپنڈی میں ہارٹس انٹرنیشنل ہسپتال لایا گیا لیکن ڈاکٹرز نے وہی ادویات جاری رکھنے کا کہہ کے واپس بھیج دیا۔تقدیر کا لکھا آشکار ہونے لگا۔12 فروری بروز جمعۃ المبارک آپ کے سانس میں مشکل کے باعث آپ کو مصنوعی آکسیجن لگا دی گئی۔جو کہ کچھ دیر استعمال کرنے سے آپ کا سانس بحال ہو گیا تو آکسیجن اُتار

دی گئی۔ 13 فروری 2021ء بروز ہفتہ صبح 10:30 بجے اس وعدے کا وقت آ گیا اور آپ وصالِ حق کی سعادت افروز گھڑیوں میں اپنے اہلِ خانہ، اپنے محبین و متوسلین اور مریدین کو اشکبار چھوڑ گئے

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

آپ کے وصال با کمال کی خبر علاقہ بھر میں تیزی سے پھیل گئی۔ دورونزدیک سے عشاق کے قافلے اُمڈ پڑے۔ لوگوں کی کثیر تعداد میں شرکت اور انتظامات کے پیشِ نظر آپ کی نماز جنازہ 14 فروری 2021ء بروز اتوار دن 11 بجے صابری آستانہ کھیری مورت میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں معروف سیاسی و سماجی شخصیات، پیران عظام، علماء کرام، مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی مقتدر شخصیات کے علاوہ کثیر تعداد میں مریدین، محبین اور متوسلین نے بھرپور شرکت کی۔

آپ کی نماز جنازہ آپؒ کے جانشین صاحبزادہ پروفیسر راشد مسعود کلیامی دامت برکاتہم نے پڑھائی۔ آپؒ کو آپ کے والد گرامی کے پہلو میں دائیں جانب سپرد خاک کیا گیا۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى

(زمین کی) اسی (مٹی) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے

اور اسی سے ہم تمہیں دوسری مرتبہ (پھر) نکالیں گے۔ (سورۃ طٰہٰ:۵۵)

دورِ حاضر میں عاجزی کی ایسی کوئی اور مثال نہ ہوگی کہ آپ اپنی آخری آرام گاہ کے متعلق فرمایا تھا کہ مجھے عام قبرستان میں دفن کیا جائے۔

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اُڑا دے

تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

ایسے ہی جنازہ کیلئے اتوار کا دن بھی محض اتفاق نہیں ہوسکتا۔ باباجی حضورؒ کی ہمیشہ سے

یہی کوشش ہوا کرتی تھی کہ اپنی ذات کیلئے کسی کو بھی تکلیف نہ دی جائے لہذا آپ کا جنازہ بھی اتوار کے روز ہوا کہ کسی کو آپ کے جنازہ میں شرکت کرنے کیلئے کام سے چھٹی نہ کرنی پڑے۔

بابا جی حضورؒ کے آخری ایام میں آپؒ کے چھوٹے صاحبزادے پروفیسر راشد مسعود کلیامی اپنی تمام تر مصروفیات معطل کر کے مستقل طور پر آپ کی خدمت کے لئے موجود رہے۔ آپ کے بھائی صاحبزادہ محمود سلطان صاحب آپ کے بڑے صاحبزادے طارق مسعود کلیامی، آپؒ کی صاحبزادیاں، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اور دیگر عزیز واقارب بھی آپ کی خدمت میں تواتر سے حاضر ہوتے رہے۔

مجھ ناچیز پر یہ میرے مرشد کریم کی نگاہ ہے کہ میں اُن کی مبارک زندگی کے آخری ایام میں اُن کی خدمت میں حاضر رہا۔ جس کا انہوں نے یوں اظہار بھی فرمایا تھا، ایک دن میں نے کسی کام سے جانے کیلئے رخصت چاہی اور عرض کی کہ میرے لئے دعا فرمائیں تو آپؒ نے فرمایا ''یہ دعا ہی ہے ناں جو تم یہاں میری خدمت کر رہے ہو''۔ یقیناً یہ مجھ گنہگار پر اُن کی خاص نگاہِ عنایت ہی تھی۔

نیز سید شیراز ظفر، ملک نعمان نصرت، سعد محمد (نواسہ)، ملک محمد نذیر، محمد دلنواز صابری، احتشام خان، محمد عمیر، شبیر احمد، محمد بابر، عبدالمجید، سعید احمد، محمد اسماعیل اور راقم الحروف نے بھی ان سعادت افروز لمحات میں آپ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت کے لئے چند پھول جمع کیے۔

آپ کے دیرینہ خدمت گار شکیل احمد، محمود خان، چوہدری محمود، راجہ امیر خان، بابر، پرویز، قیوم، طاہر، راجہ آصف، ٹھیکیدار بشارت، ظہیر، ریاض، چوہدری بنارس گویا آپ سے محبت رکھنے والے ہر شخص نے حتی المقدور اپنے تعلق کو نبھاتے ہوئے آپکی خدمت کا شرف حاصل کیا۔

اللہ کریم سب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس بے لوث محبت کا صلہ دنیا و آخرت میں عطا کرے۔

باب ثالث

خلافت اور خدمتِ خلق

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کارِ کشا و کار ساز

☆

خرقہء خلافت

تلاشِ مرشد:

حلقہء مریدین میں گفتگو کے دوران جب آپؒ سے بیعت کی بابت دریافت کیا گیا تو فرمانے لگے ۔نوعمری میں انتخابِ شیخ کے حوالے سے کچھ مضطرب تھا۔انہی ایام میں ایک بزرگ جوکہ نقشبندی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے ان سے اس بارے میں رہنمائی چاہی تو انہوں نے استخارہ کرنے کا کہا جو اس سے قبل بھی میں بارہا کر چکا تھا۔اُن کی ہدایت پر دوبارہ بھی کیا۔جب بھی میں استخارہ کرتا تھا مجھے ایک ہی منظر دکھائی دیتا تھا کہ ایک صف بنائی جارہی ہے اور میں اس صف میں سب سے پہلے نمبر پر کھڑا ہوں۔

آپؒ کے پوتے صاجزادہ حمزہ مسعود کلیامی نے آپ کے وصال کے موقع پر آپ کے اس خواب کی تعبیر کو اپنے ایک خواب کی صورت میں یوں بیان کیا۔

حمزہ مسود بتاتے ہیں کہ:

”میں اپنے دادا محترم حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کے وصال پر شدید رنج وغم کی کیفیت میں تھا اور سوچتا رہا کہ باباجی اس وقت کس حال میں ہوں گے ۔ممکنہ ضبط کے باوجود اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔آپؒ کی تدفین کے بعد جب اُس رات میں سویا تو کیا دیکھتا ہوں

کہ ملک نعمان نصرت صاحب کا بیٹا محمد جامی صابری آستانہ کی جامع مسجد میں بھاگ رہا ہے اور مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ مسجد کے ہال میں جماعت ہو رہی ہے کیوں کے شیشوں سے ایسا دکھائی دے رہا ہے کہ لوگ صف بنا کر کھڑے ہیں ۔ جامی بیٹا مسجد میں درمیان والے دروازے سے اندر داخل ہوتا ہے اور جیسے ہی میں اُس کو آواز دیتا ہوا مسجد کے اندر داخل ہوتا ہوں تو ایک عجب پُر کیف ماحول دکھائی دیتا ہے ۔ صف میں تمام بزرگ افراد نیم دائرہ کی شکل میں کھڑے ہیں وہ تمام سروں پر سفید دستاریں اور خوبصورت سفید لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں ۔ پورے ہال میں ایسی سفید روشنی ہے کہ جو دنیاوی طور کسی طرح سے ممکن نہ ہے ۔ دائیں جانب سامنے میرے دادا محترم حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کھڑے اور وہ بائیں جانب ممبر شریف کی طرف دیکھ رہے اور اپنے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر مجھے خاموش ہونے کا کہہ رہے ہیں ۔ ممبر شریف سے انتہائی نورانی شعائیں نمودار ہو رہی ہیں اور مسجد میں کھڑے تمام بزرگ بلند آواز سے درود شریف پڑھ رہے ہیں ۔

صاجزادہ حمزہ مسعود کے اس خواب سے بھی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کے اپنے خواب کی تعبیر سمجھ آجاتی ہے کہ آپ کو اللہ رب العالمین نے اولیاء کی صف میں ایک نمایاں مقام عطا فرمایا تھا۔ بظاہر آپ کی زندگی انتہائی سادگی اور عاجزی کے ساتھ گزری لیکن عنداللہ آپ کو مقربین میں بھی ایک خاص رتبہ حاصل تھا۔

چشتی صابری خلافت:

حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ نے اپنی خلافت کی دستار کے لئے

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کاانتخاب کیا۔ایک نجی گفتگو میں آپ نے اس بات کی تفصیل بتاتے ہوئے فرمایا کہ قبلہ بابو جی سرکارؒ سے بیعت سے 20 سال قبل آپؒ کے والد گرامی حضور میاں صاحبؒ نے آپ کی دستار بندی کلیام شریف میں ایک عرس کے موقع پر کردی تھی اور آپ کو اپنا نائب اور اپنا خلیفہ نامزد کیا۔ بعدازاں مورت شریف میں بھی آپ کی باقاعدہ دستار بندی کی گئی اور دنیا نے دیکھا کہ حضور میاں صاحبؒ کا انتخاب ایسا بے مثال ثابت ہوا کہ جس کا تذکرہ صدیوں تک رہے گا۔ بلاشبہ آپؒ ایک عظیم المرتبت ولیِ کامل اور عالی نسب والد کے منکسر المزاج خلیفہ اور فرمانبردار فرزند ثابت ہوئے۔

اپنے والد گرامیؒ کی حیات مبارکہ کے دوران آپؒ نے کبھی بھی اُن کی جگہ نہ لی، اکثر جب محترم بڑے میاں صاحبؒ کسی مرید کو دوا یا دم کے لئے آپ کے پاس بھیجتے تو آپ پاسِ ادب میں اُسے واپس اُن کی طرف بھیج دیتے تھے۔اپنے والد محترم کی موجودگی میں آپ کبھی دم نہ کرتے اور دوا نہ دیتے تھے۔جب تک کہ والد گرامی کا اصرار نہ ہوتا۔

آپؒ نے اپنے والد گرامی کے سلسلہء خدمت خلق اور اشاعتِ دین کو جس خوبی سے چلائے رکھا بلاشبہ وہ صرف آپ کا ہی خاصہ ہے۔

چشتی نظامی فیض:

حضور قبلہ حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ فرمایا کرتے تھے۔حضرت پیر سید غلام محی الدین المعروف بابو جی سرکارؒ شدید بیمار تھے اور آپؒ ہسپتال میں داخل تھے۔ جون 1974ء میں اُن کے وصال سے چند دن قبل جب میں اُن سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو اُن کے خادم نے بتایا کہ کسی شخص کو اُن سے ملنے کی اجازت نہیں ہے۔باباجی حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اصرار کیا اور خادم سے کہا کہ آپ جا کر بابو جی سرکارؒ کو بتائیں کے کلیام شریف سے ایک نوجوان آپ سے ملاقات کے لئے آیا ہے۔خادم کے بتانے پر آپؒ نے ملاقات کا شرف بخشا تو

میں نے اُن سے بیعت کی درخواست کی جس پر کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا اور بہت دیر تک تھامے رکھا۔میں دل ہی دل میں شرمندہ بھی تھا کہ میں نے آپ کو بیماری کی عالم میں زحمت میں مبتلا کیا لیکن قبلہ بابو جی سرکارؒ نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے بیعت فرمایا۔بیعت کے بعد بابو جی سرکارؒ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور بہت دیر تک میرے لئے دعا فرماتے رہے(قبلہ باباجی حضورؒ فرماتے ہے کہ عام طور پر بابو جی سرکار سے کوئی دعاء کے لئے کہتا تو آپؒ بس ایک پھونک مارا کرتے تھے)۔ میں حضرت بابو جی سرکارؒ کا آخری مرید تھا اس کے بعد آپ نے کسی کو بیعت نہیں کیا۔

آپؒ سے خلافت حاصل ہونے کے اگلے روز میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ قبلہ بابو جی سرکارؒ اپنے بستر سے اُٹھتے ہیں اور کسی نا معلوم منزل کی طرف چلنا شروع کر دیتے ہیں۔بیدار ہونے پر اطلاع آتی ہے کہ قبلہ بابو جی سرکارؒ وصال فرما گئے۔

اپنی نسبت کا تذکرہ کرتے ہوئے محترم قبلہ باباجی حضورؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس بیعت سے کئی سال قبل قبلہ والد گرامی حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ مجھے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی خلافت عطا فرما چکے تھے۔

قبلہ باباجی حضورؒ نے تمام عمر اپنی نسبت کی تعظیم کو قائم رکھا۔یہی وجہ ہے کہ جب فروری 2009ء میں بابو جی سرکارؒ کے پوتے حضرت پیر سید نصیر الدین نصیرؒ کا وصال ہوا تو باباجی نے اپنے ضعف کی پروا کیے بغیر، انتہائی رش کے باوجود اُن کے جنازہ میں شرکت کا ارادہ کیا اور آپ نے اُن کی نماز جنازہ ادا کی۔

☆

فیضانِ کلیام کے حقیقی وارث

عارف ؒ کا ہاتھ میرا ہی ہاتھ ہے:

سید شیراز ظفر صاحب فرماتے ہیں 2004ء میں ایک دوست کی وساطت سے حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کی ذات گرامی کی بابت سُنا تو دل میں حاضری کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اُسی رات باباجی کلیامیؒ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپؒ نے کلیام شریف حاضر ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔ میں نے صبح ہوتے ہی اُس دوست کو فون کیا اور کلیام جانے کا کہا۔ چند ہی دنوں میں آپؒ کی کرم نوازیاں اس قدر بڑھ گئیں کہ ہمہ وقت دل آپ کی چوکھٹ کی حاضری کے لئے بے قرار رہنے لگا۔ ہر جمعرات باباجی کلیامیؒ کے دربار گوہر بار پر حاضری کا معمول بن گیا۔ آپ کی شفقت و محبت کا عالم یہ تھا کہ اکثر خواب میں آپؒ کی زیارت ہوا کرتی تھی۔ ابتدائی ایام میں خود کو باباجی کلیامیؒ کا مرید ہی کہا کرتا تھا۔ لیکن جیسے جیسے خیال میں پختگی آئی تو یہ احساس بھی پیدا ہوتا گیا کہ نسبت کیلئے ظاہری طور پر کسی مرد خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دینا بھی ضروری ہے۔

2010 میں حضور باباجی کلیامیؒ کے مزار مبارک پر حاضری دی اور گزارش پیش کی کہ مجھے کسی ایسی شخصیت کی طرف رہنمائی فرمائیں جس سے نسبت آپ ہی سے نسبت ہو شمار ہو۔ ایک رات یہ خواب دیکھتا ہوں کہ مجھے ایک بزرگ پیغام سُناتے ہیں کہ باباجی کلیامیؒ کا حکم ہے کہ آپ

مورت جائیں اور بیعت اختیار کریں۔

حکمتِ خداوندی کے تحت میں صبح بیدار ہوتا ہوں اور وہ خواب یاد کرتا ہوں لیکن جگہ یاد نہیں کر پاتا۔ میں نے اپنے اس خواب کا ذکر جناب صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں تو پریشانی کی کوئی بات نہیں آپ مسنون استخارہ کریں ان شاء اللہ رہنمائی ہو جائے گی۔

شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے 7 روز استخارہ کیا اور ہر دن قبلہ مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی طرف ہی رہنمائی ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز تو کرم کی ایسی انتہاء ہوئی کے قبلہ مرشد گرامی باباجی کلیامیؒ کے مزار مبارک کے سامنے جلوہ افروز ہیں اور جب مجھے آتا دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں

''آؤ شاہ جی! میں تُساں ماریوں ہی بیٹھا ساں''

آئیں شاہ صاحب میں آپ کے لئے ہی بیٹھا تھا۔ بس اس خواب کہ بعد مجھے اطمینان ہو گیا کہ یقیناً آپ ہی کلیام کے اُس حقیقی فیضان کے وارث ہیں جس کی مجھے تلاش تھی۔ انہی ایام میں ایک رات امام العشاق حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کی زیارت ہوئی میں آپؒ کے مزار مبارک میں قدمین کی جانب ہوں اور آپ مجھے کچھ عطاء کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

''عارف کا ہاتھ میرا ہی ہاتھ ہے''

یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد میرے قلب کو اطمینان کی ایسی کیفیت نصیب ہوئی اور میرا اس بات پر یقین ایمان کی حد تک پہنچ گیا کہ بلاشبہ دورِ حاضر میں آپ ہی وہ شخصیت ہیں جو امام العشاق حضور باباجی کلیامیؒ کے حقیقی وارث ہیں۔ یوں 14 جنوری 2011ء کو مرشد کریم کی ارادت اختیار کی۔

سید شیراز ظفر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے باباجی کلیامیؒ کے بارے میں سُن رکھا تھا کہ کوئی شخص مدینہ شریف گیا تو وہاں باباجی کلیامیؒ سے اُس کی ملاقات ہوئی۔میں بھی اکثر یہ دعا کیا کرتا تھا کہ جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرم فرمائی ہو اور مدینہ شریف حاضری عطاء ہو تو باباجی کلیامیؒ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بارگاہ اقدس میں پیش کریں۔

2011ء میں جب پہلی بار عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی تو بفضلہ تعالیٰ مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کے ہمراہ جانا نصیب ہوا۔مدینہ شریف میں پہلی حاضری کے لئے جب باب السلام سے داخل ہونے لگے تو قبلہ مرشد گرامی نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔مجھے اچانک اپنی مانگی ہوئی دعائیں یاد آنے لگیں اور اپنی آنکھوں سے اُن کی قبولیت کا بھی مشاہدہ کر رہا تھا۔ساتھ ہی میرے دل و دماغ پر باباجی کلیامیؒ کا وہ فرمان بھی ثبت ہو چکا تھا۔

''عارف کا ہاتھ میرا ہی ہاتھ ہے''

نائب شہباز لامکاںؒ:

ملک نعمان نصرت صاحب نے اپنے بیعت ہونے کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ لڑکپن سے ہی کلیام شریف حاضری کا معمول بن چکا تھا۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا شہباز لامکانی حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ سے محبت بڑھنے لگی آپؒ سے عقیدتمندی پُختہ تر ہوتی چلی گئی۔جب کبھی بھی کوئی نسبت کی بات کرتا تو ہم خود کو باباجی کلیامیؒ کا مرید بتانا ہی فخر محسوس کرتے۔رفتہ رفتہ شعور میں پختگی آنے لگی تو احساس ہوا کہ کسی شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا لازم ہے۔اس ضمن میں استخارہ بھی کیا اور دعائیں بھی۔

جب بھی باباجی کلیامیؒ کے پاس حاضری ہوتی تو یہی معاملہ پیش کرتا کہ کسی ایسے مردِ خدا کی جانب رہنمائی فرمائیے

"جس کا ہاتھ آپ ہی کا ہاتھ ہو"

اللہ کریم نے کرم فرمایا اور پھر میری ملاقات حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ سے ہوئی۔ پہلی ملاقات کلیام میں ہوئی میں جن دوستوں کے ساتھ تھا انہوں نے باباجیؒ کو اپنا تعارف کروایا تو مقامی افراد کا نام لے کر ذکر کیا کہ میں فلاں کا عزیز ہوں۔ میں چونکہ راولپنڈی سے تھا تو میں دل میں سوچ رہا تھا کہ میں کیا تعارف کرواؤں گا میرا تو کوئی جاننے والا نہیں یہاں پر۔لیکن بکمالِ شفقت باباجی نے اتنے پیار سے میری طرف مسکرا کر دیکھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ آپ فرما رہے ہوں کہ ہم جو ہیں تمہارے، فکر مند نہ ہو۔

شروع میں کسی محفل کسی عرس کے موقع پر اور پھر اکثر و بیشتر ملاقاتیں رہنے لگیں۔کئی بار استخارہ بھی کیا آپ کی طرف ہی رہنمائی ہوئی۔ایک بار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک روضہ شریف کے اندر ہوں اور مزار شریف کے پاس بیٹھ کر میں نے اپنا ہاتھ ایک شیخ کے ہاتھ میں دیا ہے۔وہ ایک ٹیلہ نما جگہ ہے جہاں مزار ہے اور اس کے دروازے سے باہر تھوڑا فاصلے پر درخت اور جھاڑیاں اور کیکر وغیرہ دکھائی دے رہے ہیں۔

ایک روز باباجی سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو جمعہ کا دن تھا جمعہ کی نماز سے قبل میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آج ہی بیعت ہونا ہے۔میں نے گھر فون کیا والدین سے اجازت طلب کی اور جناب صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کو آگاہ کیا کہ میں باباجی کا بیعت ہونا چاہتا ہوں۔نماز جمعہ کے بعد صاحبزادہ صاحب نے باباجی حضورؒ سے گزارش کی کہ نعمان بھائی بیعت ہونا چاہتے ہیں تو باباجیؒ مسکرائے اور آپ وہیں مسجد میں بیٹھنے لگے تو بیٹھتے بیٹھتے آپ نے ارادہ تبدیل کیا اور فرمایا کہ دربار چل کر بیعت کرتے ہیں۔صاحبزادہ صاحب نے فرمایا یہاں کر لیں لیکن قبلہ مرشد گرامی فرمانے لگے کہ دربار چل کر کرتے ہیں۔

وہاں مزار شریف پر بیٹھ کر جب آپ نے مجھے بیعت کیا اور میں بیعت ہو کر باہر آیا تو

دروازے میں مجھے وہ سارا منظر یاد آ گیا جو خواب میں دیکھا تھا۔ وہی اونچی جگہ مزار اور سامنے درخت اور سبزہ۔

اپنے بیعت ہونے کے کافی عرصہ بعد جب ہم عمرہ شریف پر گئے تو حرم شریف میں بیٹھے ہوئے میں نے باباجی سے عرض کی کہ میں باباجی کلیامیؒ سے عرض کیا کرتا تھا کہ مجھے کسی ایسے شخص کی طرف رہنمائی فرمائیں کہ جو آپ کا ہی نائب ہو۔ باباجی میری بات سُن کر خاموش ہو گئے اور کافی دیر خاموش رہے میں اپنے سوال پر شرمندہ ہوا اور خاموش ہو گیا۔ کافی دیر گزر جانے کے بعد قبلہ مرشد گرامی گویا ہوئے۔

''فرمانے لگے حقیقی فیض کسی ایک کے پاس ہی ہوتا ہے۔ جو خواجہ حافظ صاحبؒ نے باباجی کلیامیؒ کو دیا اور باباجی کلیامیؒ کے اور بھی خلیفہ تھے لیکن آپؒ نے وہ مولوی عبدالستار صاحب کو دیا۔ مولوی عبدالستار صاحب کلیامیؒ نے وہ خواجہ میاں ولایت حسین کلیامیؒ کو دیا اور انہوں نے۔۔۔۔اتنی بات فرما کر آپ خاموش ہو گئے اور اپنے دل کی طرف اشارہ فرمایا۔ (یعنی بوجہ عاجزی و انکساری آپ اپنا نام نہیں لینا چاہتے تھے) اور پھر فرمانے لگے کہ میں نے وہ راشد (صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی) کو دیا ہے۔''

(2 مارچ 2016)

عکسِ جمالِ عبدالستار کلیامیؒ:

ملک عزیز ساکن کلیام بیان کرتے ہیں۔طویل عمر خواجگانِ کلیام کے در پر حاضری ہوتی رہی۔کلیام شریف میں منعقد ہونے والے تمام عرسوں پر بھی حاضری ہوتی۔دل میں اولیاء اللہ کی عقیدت تو موجود تھی لیکن باقاعدہ کسی کی بیعت اختیار نہیں کی تھی۔

جس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کلیام میں مجھے کسی بھی شخصیت نے متاثر نہ کیا۔بیشتر درگاہوں کے سجادہ نشینان حضرات کی قربت کے باعث بہت سے اندرونی حالات سے واقفیت ہو چکی تھی۔ہر طرف لالچ اور نفسانی خواہشات کی پیروی دکھائی دیتی ہے۔اولیاء اللہ کے حقیقی فیضان کا دور دور تک نشاں نہیں ملتا۔جو ورثہ بانیٔ سلسلہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان کلیامیؒ نے باباجی کلیامی کے لئے چھوڑا تھا۔اور جس سلسلہ کو حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ نے عروج عطا کیا اور اپنی روحانی میراث کا مالک حضرت خواجہ مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامیؒ کو بنایا تھا وہ اب کلیام کے کسی نام نہاد پیر کے پاس نہیں ہے۔

عمر گزرتی جارہی ہے، 2018ء میں دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کسی ولیٔ کامل کی نسبت اختیار کی جائے۔حضرت خواجہ مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامیؒ سے میرا گہرا قلبی لگاؤ تھا اور حسب توفیق آستانہ شریف کی خدمت بھی پیش کرتا رہتا ہوں۔میرا معمول تھا کہ میں ہر جمعہ کو باقاعدگی سے آپ کے دربار پر حاضری دیتا تھا۔لہذا میں آپ کے دربار اقدس میں حاضر ہوا اور بیعت ہونے کے حوالے سے رہنمائی کی درخواست پیش کی۔

میں روزانہ رات 10 بجے تک خبریں سنتا ہوں اور اُس کے بعد معمول کے اذکار کرنے کے بعد سوجاتا ہوں۔مولوی عبدالستار صاحبؒ کو درخواست کیے ابھی چند دن ہی گزرے ہوں گے کہ ایک دن خواب میں حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کی زیارت ہوئی۔جناب میاں صاحبؒ فرمارہے ہیں کہ

''میاں عارف صاحب کے پاس جاؤ اور بیعت ہو جاؤ''

میں نے صبح بیدار ہوتے ہی بیٹے سے کہا کہ پیغام آچکا ہے اور ہم نے مورت شریف حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کے پاس جانا ہے اور شرف بیعت حاصل کرنا ہے۔

اس خواب نے مجھے اطمینان قلب نصیب کیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ باباجی کلیامیؒ کا جو فیض مولوی عبدالستار صاحبؒ کو عطاء ہوا تھا وہ مولوی صاحبؒ نے حضرت خواجہ میاں ولایت حسین کلیامیؒ کو دیا اور پھر میاں صاحبؒ نے میاں محمد عارف صاحبؒ کو اس کا وارث بنایا۔

فیضیابِ کلیر و کلیام و چشت
ارضِ مورت از تو مانند بہشت

جنید نسیم سیٹھی

☆

خدمت خلق

مورت شریف میں قیام کے معمولات:

مرشد گرامی حضرت قبلہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ نے اپنی ملازمت کے دوران ہی مورت میں باقاعدگی سے آنا شروع کر دیا تھا۔محافل وتقاریب کے علاوہ آپ ہر ہفتے باقاعدگی سے مورت شریف تشریف لے جاتے۔جمعرات شام کو دفتر سے چھٹی کرتے اور مورت روانہ ہو جاتے تھے جمعہ کا دن وہاں گزارتے اور ہفتہ صبح اپنے دفتر پہنچ جاتے ۔(ان دنوں سرکاری طور پر چھٹی جمعہ کے دن ہوتی تھی)۔

جمعرات کی شام آپ کی والدہ محترمہ آپ کے انتظار میں ایک اونچی جگہ بیٹھ جاتیں اور جب تک آپ آتے دکھائی نہ دیتے وہ واپس گھر کے اندر تشریف نہ لے جاتیں۔مورت جانے آنے کے لئے آپ نے اپنی ذاتی سائیکل رکھی ہوتی تھی۔

مورت جاتے ہوئے ضروریات زندگی اور بالخصوص ادویات راولپنڈی سے لے کر جاتے تھے۔آپؒ نے ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد مستقل طور پر مورت شریف میں سکونت اختیار کر لی تھی۔اپنے والد گرامیؒ کے زیرِ سایہ آپ نے حکمت کی تربیت حاصل کی جو کہ سینہ بہ سینہ

آپ کے خاندان میں چلی آ رہی ہے اور یہ سلسلہ فیض رساں آج تک جاری ہے۔

ہمہ وقت حاضر خدمت:

باؤلے جانور کے کاٹنے، یا کسی زہریلی چیز کے ڈسنے کا شافی علاج آپؒ کے خاندان میں نسل در نسل منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ جو باباجی کلیامی حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کا خصوصی فیضان ہے۔ مورت شریف اور اُس کے ارد گرد پہاڑی علاقہ ہونے اور زیادہ تر لوگوں کا زمینداری سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ سانپ یا بچھو کے ڈسنے کا شکار ہوتے رہتے ہیں کسی بھی ایسی صورتِ حال سے دو چار ہونے کے بعد لوگوں کی واحد امید اللہ رب العزت کے بعد آپ کا آستانہ ہی ہوتی ہے۔ دور و نزدیک سے لوگ جلد از جلد آپ کے پاس حاضر ہونے کو ہی ترجیح دیتے ہیں اور اُن کا یقین کبھی اُنہیں مایوس نہیں ہونے دیتا۔

مرشد کریم حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ نے اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا اور کبھی اپنے اس فرضِ خدمت میں کوتاہی نہ ہونے دی۔ آپ کے پیشِ نظر ہر وقت مخلوقِ خدا کی پریشانی ہوا کرتی تھی۔ اسی بنا پر آپ جہاں بھی ہوتے آپ کی اولین کوشش اپنے آستانہ شریف پر واپس آنا ہوتی تھی۔ مورت شریف میں پبلک ٹرانسپورٹ کے مخصوص اوقات ہوتے تھے۔ راولپنڈی یا فتح جنگ سے آنے والی گاڑیوں کے اوقات مقرر تھے۔ آستانہ شریف سے باہر کہیں جانے کے حوالے آپ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ ایسا وقت نہ ہو جب مورت میں کسی گاڑی نے آنا ہو کیونکہ اکثر متوسط طبقہ کے لوگ پبلک ٹرانسپورٹ کے ذریعے آتے تھے۔ اسلئے آپؒ اپنی مصروفیات کو ان اوقات کے علاوہ ترتیب دیتے تھے۔ تا کہ آنے والے کسی شخص کو نہ مایوسی ہو اور نہ ہی اُس کو انتظار کی زحمت اُٹھانی پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ یقین اور ایمان کے ساتھ آپ تک پہنچنے کی کوشش کرتے اور شفایاب ہو کر لوٹتے تھے۔

دم کی غرض سے آنے والوں کیلئے کوئی مخصوص وقت نہ تھا۔ چاہے دن ہو یا رات جس کو

جب حاجت ہوتی وہ آپ کے پاس بلا روک ٹوک آسکتا تھا۔قربان جائیں آپ کے حُسن اخلاق پر کہ کبھی بھی ماتھے پر شکن تو کیا دل میں بھی یہ خیال پیدا نہ ہونے دیا کہ لوگ وقت بے وقت آجاتے ہیں۔بلکہ اُن کی آؤ بھگت ویسے ہی کرتے جیسے کہ معمول کے اوقات میں ہوتی تھی۔

حکمت فی سبیل اللہ:

آپؒ نے طب کی تعلیم باقاعدہ کسی مدرسہ سے تو حاصل نہ کی تھی لیکن آپ کی تربیت آپ کے والد محترم حضرت خواجہ میاں ولایت حسین کلیامیؒ نے خود فرمائی تھی جن کو اللہ کریم نے یہ اعجاز عطا کر رکھا تھا کہ اگر وہ کسی کو خاک بھی دیتے تو وہ بھی اُس کے لئے شفاء بخش ہو جاتی تھی۔اُن کی مبارک حیات کا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے کہ جب مورت میں ایک وبا پھوٹ پڑی تو آپ نے صرف چونا دوا کے طور پر دینا شروع کر دیا اور وہ بھی لوگوں کے لئے شفاء کا موجب ہو گیا۔

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کو بھی اللہ کریم نے آپ کے اجداد کے اس خاص فیضان کا وارث بنایا اور آپؒ کے ہاتھ میں شفاء رکھ دی۔اب جو کوئی بھی آپ کے پاس علاج کی غرض سے آتا وہ خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔اللہ کریم نے آپ کے ہاتھوں سے بہت سے لا علاج مریضوں کو شفاء عطا فرمائی تھی۔آپ کے چند اکسیر نسخوں میں معدہ، جگر، بواسیر، کھانسی، پٹھوں کا درد، یرقان قابل ذکر ہیں۔

جو کوئی بھی آپ سے دوا لے کر جاتا وہ آئندہ تمام عمر آپ کے حُسن اخلاق کا اسیر ہو جاتا۔ آپ کے ہاں صرف ایک شربت کی بوتل کی مناسب سی قیمت مقرر ہے (جو کہ اُس کے خرچ اور اس پر کی گئی محنت کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے)۔علاوہ ازیں کسی قسم کی دوا کے لئے نہ تو کوئی فیس ہے اور نہ ہی دوا کی قیمت۔جو کوئی خوشی سے دے تو بھی آپ اُس کو منع ضرور فرماتے تھے۔ آنے والے کسی مریض کو بنا کچھ کھائے پیئے جانا سخت منع تھا۔چائے، شربت، فروٹ یا اگر کھانے کا وقت ہے تو مریض اور اس کے ساتھ آئے تمام افراد کے لئے کھانے کا اہتمام لازم ہوتا تھا۔

فروغِ تعلیم وتربیت:

مخلوقِ خدا کے لئے لنگر کا وسیع اہتمام ہمیشہ ہی آپ کی اولین کوشش رہی ہے۔لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنے مریدین اور اہل علاقہ کی روحانی غذا کا اہتمام بھی فرماتے تھے۔آستانہ شریف پر منعقد ہونے والی تمام تقریبات میں قرأت ونعت اور سماع کی محافل کے ساتھ آپ کا خصوصی حکم ہوتا تھا کہ خطاب کے لئے کسی اچھے عالم کو مدعو کیا جائے۔تاکہ محافل میں شریک افراد اللہ رب العزت اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق ومحبت کے ساتھ ساتھ دین حق کی اعلیٰ اقدار سے بھی روشناس ہوسکیں اور اسلام کی تعلیم بھی حاصل کریں اور اسے اپنی زندگیوں میں نافذ کر کے ایک سچے مسلمان اور عاشق رسولؐ ہونے کا عملی نمونہ پیش کریں۔

صاجزادہ راشد مسعود کلیامی دامت برکاتہم کا منہاج القرآن انٹرنیشنل یونیورسٹی میں داخلہ کروانا بھی آپ کی علم دوستی کی طرف بخوبی اشارہ کرتا ہے۔بلاشبہ یہ آپ کے فروغِ تعلیم کے عظیم مشن کا آغاز تھا۔قبلہ صاجزادہ صاحب کے فارغ التحصیل ہونے کے بعد سے آپؒ نے درس و تدریس کی ذمہ داری اُن کو سونپی جس کو صاجزادہ پروفیسر راشد مسعود کلیامی صاحب بخوبی نبھا رہے ہیں۔

مدرسہ صابریہ ستاریہ تحفیظ القرآن:

علاقہ کے بچوں کے لئے ناظرہ اور حفظ قرآن کا سلسلہ تو حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے وقت سے ہی موجود تھا۔1998ء میں جب آستانہ شریف پر مدرسہ صابریہ ستاریہ تحفیظ القرآن کی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی تو مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ نے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جس نے آگے چل کر خادم قرآن ہونے کا خوب حق ادا کیا۔آنے والے وقت نے یہ ثابت بھی کیا کہ شیخ محترم کی گوہر شناس نگاہوں نے ایک ایسے گوہر نایاب کو تلاش کیا جس کا نام قاری عبدالوحید قادری ہے۔قاری صاحب نے بھی اپنی شبانہ روز محنت

اور مستقل مزاجی سے اس بات کو ثابت کیا کہ محترم باباجی حضورؒ کا انتخاب بالکل درست تھا۔آج قاری صاحب مدرسہ صابریہ ستاریہ تحفیظ القرآن میں صدر مدرس کی حیثیت سے خدمت دین اور خدمت قرآن کے عالی منصب پر فائض ہیں اور ان سے قرآن کا نور حاصل کر کے اس نور کو دنیا میں پھیلانے والوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔قاری عبدالوحید صاحب حضرت باباجی سے ملاقات کا احوال کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

''1994ء میں چک فتو میں ایک جنازہ کے دوران میری ملاقات حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ سے ہوئی اس جنازہ میں وہ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔آپؒ نے نماز جنازہ کی امامت کروائی اور مجھے حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز جنازہ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔اس مختصر سی ملاقات کے دوران ہی بڑے میاں صاحب نے مجھ پر خصوصی نگاہ فرمائی اور مجھے اپنی جانب مائل کر لیا۔علاقہ کی عظیم روحانی شخصیت ہونے کی وجہ سے اکثر کسی خوشی غمی میں آپؒ کی شرکت بھی ہوتی تو اس طرح ان سے اکثر ملاقات رہنے لگی۔جب 1998ء میں مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی تو مجھے اس میں بطور استاد ڈیوٹی کیلئے حکم فرمایا۔ان دنوں میں اپنے گاؤں کی مسجد میں امامت اور وہاں کے بچوں کے لیے تدریس کی ذمہ داری ادا کر رہا تھا۔ لہذا میں نے معذرت کر لی۔سن 2000ء میں میں تلہ گنگ چلا گیا اور وہاں ایک مدرسہ میں تدریس و امامت کے فرائض سرانجام دینے لگا۔ میری اس ڈیوٹی کے دوران ہی میاں صاحبؒ نے ثاقب شبیر مرزا

صاحب اور راجہ رشید صاحب کے ذریعے مجھے پیغام بھیجا اور مجھے اپنے مدرسہ میں بطور مدرس فرائض سرانجام دینے کا حکم فرمایا۔ اس بار میں انکار نہ کرسکا اور آپؒ کے حکم پر مدرسہ صابریہ ستاریہ تحفیظ القرآن میں تدریس کی ذمہ داریاں ادا کرنے کیلئے حاضر ہوگیا۔ اس زمانے میں مدرسہ میں تقریباً 6 طالب علم موجود تھے۔ میرے یہاں آنے اور کلاس کے باقاعدہ آغاز کے بعد بچوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا۔ تعداد میں اضافہ کے پیشِ نظر 2004ء میں مدرسہ میں بچوں کے لئے مستقل رہائش کیلئے انتظام کرلیا گیا۔

نورالہدیٰ کالج آف شریعہ:

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی دیرینہ خواہش تھی کہ اہل علاقہ اور سلسلہ سے وابستہ افراد کے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک ایسے ادارے کی بنیاد رکھی جائے جس میں تعلیم حاصل کرنے والے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی حاصل کریں آپؒ نے بارہا اس بات کا اظہار فرمایا کہ میں چاہتا ہوں قرآن پاک کو حفظ کرنے والے اُس کے معنی و مطالب سے بھی روشناس ہوں اور اللہ کریم کے اس آفاقی پیغام کو اپنی عملی زندگیوں میں نافذ کریں اور معاشرے میں ایک باوقار شہری کی حیثیت سے اپنا مقام حاصل کریں۔

آپ کی اس خواہش کی تکمیل 2021ء میں ہوئی جب آستانہ شریف پر ایک عظیم علمی درسگاہ ''نورالہدیٰ کالج آف شریعہ'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس عظیم درسگاہ کا الحاق نظام المدارس سے ہوا۔ ان شاء اللہ اس درسگاہ سے فارغ التحصیل طلباء معاشرے کے ایک فعال فرد کی حیثیت سے خدمت دین کو اولین ترجیح بناتے ہوئے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنی خدمات سرانجام دیں گے اور اپنے ادارے کا نام پورے عالم میں روشن کریں گے۔

یہاں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔تعلیم کے اعلیٰ معیار کو یقینی بنانے کے لئے ادارہ میں انتہائی قابل اساتذہ کرام اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کی ذاتی دلچسپی کی بدولت مختلف یونیورسٹیز کے پروفیسر صاحبان، کالج لیکچرار حضرات اور معروف تعلیمی اداروں کے اساتذہ کرام بھی اعزازی لیکچرز کے ذریعہ بچوں کی علمی بالیدگی میں اپنا کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔اساتذہ کی انتھک محنت اور بچوں کا علمی ذوق اس ادارہ کے قیام کے مقصد کی تکمیل کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

یاوری کردی بہ ہر آوازِ خلق
تا دم آخر بود دم سازِ خلق

جنید نسیم سیٹھی

☆

معمولات میں باقاعدگی

پابندیءوقت اور مستقل مزاجی:

معاملہ دینی ہو یا دنیاوی ہر کامیاب انسان کے اندر ایک قدر مشترک ہوتی ہے کہ اُن روزمرہ زندگی میں وقت کی پابندی اور مستقل مزاجی لازمی پائی جاتی ہے۔ بالکل ایسے ہی مرشدِ گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی زندگی میں بھی ہمیں یہ وصف بہت نمایاں نظر آتا ہے۔آپ نے اپنی زندگی ایک ایسے ڈسپلن اور اعتدال کے ساتھ گزاری ہے کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔صبح عبادت و ریاضت کے بعد معمول کے ساتھ چائے کا ایک کپ، نمازِ فجر کی ادائیگی، قرآن مجید ترجمہ وتفسیر کے ساتھ پڑھنا، اپنے والد گرامی حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے مزار مبارک پر حاضری، صبح 6 بجے سے 7 بجے تک ریڈیو پروگرام ”حی علی الفلاح“ اور ریڈیو خبرنامہ سُننے کے بعد ریڈیو بند کرنا آپ کا معمول تھا۔

پھر دن بھر مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔کوئی دعا کے لئے آتا تو کوئی دوا کے لئے۔کسی کو دم کی حاجت ہوتی اور کوئی اپنے گھریلو معاملات کے لئے مشورہ کا خواہش مند ہوتا۔کسی کی شادی کا معاملہ ہوتا اور کسی کا گھریلو ناچاکی کا۔حتیٰ کہ آپ رات گئے تک مخلوقِ خدا کے لیے بلا ناغہ موجود ہوتے تھے۔اور اگر کوئی مریض رات کو آپ کے آرام کے وقت میں آتا تو بھی آپ نے کبھی اُس کو واپس نہ بھیجا بلکہ ہر آنے والے کی مراد پوری کی۔اکثر آپ کی راتیں ایسے جاگتے

گزرتیں کہ سانپ کے کاٹے کا دم کروانے والے ایک مریض کو فارغ کرتے تو دوسرا آجاتا اور وہ ابھی جا بھی نہ چکتا کہ تیسرا کوئی مریض آجاتا اور آپ کے آرام کا سارا وقت بھی اُن لوگوں کے علاج میں گزر جاتا اور ایسے آپ بنا آرام کیے اپنے دوسرے دن کے معاملات میں پھر سے مصروف ہو جاتے۔

کلیام شریف حاضری کی پابندی:

اپنے والد گرامی کے معمول کو جاری رکھتے ہوئے قبلہ باباجی حضور بھی کلیام شریف میں منعقدہ دونوں اعراس مبارکہ پر 8ویں ختم والے روز تشریف لے جاتے تھے۔ پھر عرس کے باقی تینوں دن آپ کلیام شریف میں ہی گزارتے اور عرس کی اختتامی دعا کے بعد آپ اگلے دن کلیام سے واپس مورت شریف کی طرف روانہ ہو جاتے۔ آپ کا یہ معمول تا عمر آخر جاری رہا۔

گیارہویں شریف کا اہتمام:

آپؒ نے ساری زندگی گیارہویں شریف کے ختم کا اہتمام باقاعدگی کے ساتھ جاری رکھا۔ قمری ماہ کی گیارہ تاریخ کے بعد جو جمعہ ہوتا اس میں نماز جمعہ کے فوراً بعد گیارہویں شریف کے ختم کا اہتمام کیا جاتا تھا تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس ختم شریف میں شامل ہو سکیں۔ موسم چاہے کیسا ہی ہو آپ نے کبھی اس معمول میں خلل نہیں آنے دیا۔ عمومی طور پر لنگر میں سپیشل کھیر تیار کروائی جاتی تھی۔ اہتمام کے ساتھ ختم شریف پڑھا جاتا اور لنگر تقسیم کیا جاتا تھا۔ آپؒ کا پیرانِ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؓ المعروف غوثِ اعظمؓ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ ہمیشہ اُن کا اسم مبارک انتہائی تعظیم سے لیتے۔ ایک روز گفتگو کرتے ہوئے آپ فرمانے لگے:

''میں نے آج تک حضور شیخ عبد القادر جیلانیؓ جیسا ولی نہیں دیکھا''

آپ کا یہ ارشاد مبارک جہاں شاہ جیلاں سے آپ کے قلبی تعلق کی غمازی کرتا ہے وہیں آپ کے روحانی مقام و مرتبہ پر بھی دلیل ہے۔ آپؒ کی زندگی میں ہمیں ایسے واقعات بہت خال

خال دکھائی دیتے ہیں جب آپ نے اپنے اس مقام و مرتبہ کو ظاہر ہونے دیا ہو۔

اس ذات سے شاہی کے قرینے کوئی سیکھے
وہ ذات کہ جو فقر کے سانچے میں ڈھلی ہے

بارگاہ غوث الثقلینؒ سے آپ کیلئے سلام:

پیر صاحب سدرہ شریف جناب پیر سید انور شاہ گیلانی آپ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد سے ہیں وہ بحریہ ٹاؤن میں ایک محفل کی صدارت فرمارہے تھے۔ محفل کا اہتمام آپ کے ایک مرید کی جانب سے تھا۔ جنہوں نے بحریہ ٹاؤن میں سدرہ اسٹیٹ کے نام سے 2013ء میں ایک آفس بنایا اور اُس کی افتتاحی تقریب میں آپ کو بطور صدرِ محفل دعوت دی۔ اُس محفل میں جناب رائے نوید رضوی وارثی صاحب بھی بطور ثناء خوان رسولؐ مدعو تھے۔ پیر صاحب نے محفل کے اختتام پر ایک نجی گفتگو میں یہ بات بیان کی کہ اس سال بغداد شریف سے دو شخصیات کے لئے سلام آیا ہے۔ ایک حافظ غلام رضا علوی شاذلیؒ، خطیب جامع مسجد مٹکال (محلہ شاہ چن چراغ)۔ جو کہ عالم با عمل اور ایک عظیم علمی و روحانی شخصیت ہیں، مدینہ منورہ اور جامع الازہر کے فاضل تھے۔ بہت سی علمی و روحانی شخصیات سے اکتسابِ فیض کیا۔ ایک اُن کے لئے سلام آیا ہے ۔ اور دوسرا جناب حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ (صابری آستانہ مورت شریف) کے لئے۔

رائے نوید رضوی وارثی صاحب کا صابری آستانہ کے ساتھ ایک محبت اور عقیدت کا تعلق ہے اور اکثر محافل کے موقع پر یا عام دنوں میں بھی آپ مورت شریف حاضر ہوتے تھے۔ ایک دن آپ تشریف لائے اور قبلہ باباجی محترمؒ کو یہ سلام پیش کیا۔ آپؒ نے اس پر خاموشی اختیار کی اور اپنے مخصوص انداز میں سر جھکا کر خاموش بیٹھے رہے۔

رائے نوید صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں دل ہی دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ بہت

بڑے اعزاز کی بات ہے ایک تو بغداد شریف سے سلام بھیجا جانا اور دوسرا اس اعزاز کے لئے صرف دو شخصیات کا انتخاب ہونا۔ میں بہت دیر سوچتا رہا کہ اگر یہ پیغام کسی عام انسان کے لئے آیا ہوتا یا کسی نام نہاد گدی نشین کو آیا ہوتا تو وہ اس کی تشہیر کرتا اس پر جشن کا اہتمام کرتا اور ہر مجلس میں بڑھا چڑھا کر اس کو بیان کرتا۔ لیکن قبلہ حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ نے اس کو کبھی کسی کے سامنے بیان نہ کیا۔

فقر کی سلطنت طرفہ سامان ہے رحمت ایوان ہے
جس کے زیرِ نگیں قلب انسان ہے عجز عنوان ہے
کس کا دست نظر کاسہ گردان ہے عقل حیران ہے
اک ولی زیب اورنگ عرفان ہے واہ کیا شان ہے
سر جھکے ہیں یہاں میر و سلطان کا مرحبا مرحبا

جمعرات کے ختم شریف کا اہتمام:

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ آستانہ شریف پر باقاعدگی کے ساتھ ہر جمعرات کو ختم شریف کا اہتمام کرتے تھے۔ ختم شریف کا انعقاد بالخصوص مشائخ چشتیاء، اہل خانہ و اہل نسبت مرحومین کی بلندیء درجات اور بالعموم جملہ امت محمدیہ کے ایصال ثواب کے لئے کیا جاتا ہے۔ ہر جمعرات بعد نماز عصر تمام حاضرین دربار حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ پر حاضر ہوتے ہیں دربار شریف پر قرآن خوانی کے بعد ختم شریف پڑھا جاتا ہے اور حسب استطاعت لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

آپ کے ان تمام معمولات کو آپ کے جانشین صاجزادہ پروفیسر راشد مسعود کلیامی مدظلہ العالی اسی تواتر کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

☆

ریاضت ومجاہدہ

تہجد:

تہجد کا معمول آپ کا بہت چھوٹی عمر سے تھا اور آپ نے اس میں کبھی سستی نہیں ہونے دی ۔موسم گرما میں جب سانپ کے ڈسے مریض رات بھر آتے رہتے اور آپ کو آرام کا موقع نہ ملتا تب بھی آپ نے اپنے معمولات کو متاثر نہ ہونے دیا اور جو وقت آپ کا نماز تہجد، تلاوت قرآن اور ذکر واذکار کے لئے مقرر تھا آپ نے اپنے معمولات اسی کے مطابق جاری رکھے ۔کئی بار ایسا بھی ہوا کہ آپ نے کئی کئی راتیں اپنی نیند پوری نہیں کی ۔

تلاوت قرآن:

تلاوت قرآن بھی آپ کے روزمرہ معمول کا حصہ تھی ۔اللہ کریم نے آپ کو عمر مبارک کے اخری ایام تک اس توفیق سے محروم نہیں کیا۔آپ کی نظر بالکل ٹھیک تھی اور آپ بنا عینک لگائے قرآن پاک کا مطالعہ کرتے تھے ۔تلاوت قرآن حکیم اس کے تراجم اور تفاسیر بھی آپ نے بہت تفصیل کے ساتھ پڑھیں اور اُن سے اپنے ذاتی نوٹس بھی تیار کیے ۔جس سے آپ لوگوں کے مسائل کا حل اُن نوٹس کی روشنی میں تجویز کرتے تھے ۔

باجماعت نماز:

باجماعت نماز کی ادائیگی آپ کا معمول تھا۔ ہمیشہ اپنے مریدین کو ادائیگی نماز کی تلقین کرتے اور بار بار کرتے تھے۔ خود ہمیشہ صف اول میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے۔ جب بڑھاپے کے باعث آپ کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے لگے تو ایک دن فرمانے لگے زمین پر سجدہ کرنے کی بڑی حسرت ہے

روزہ :

رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ بھی آپ اہتمام کے ساتھ نفلی روزے بھی رکھتے تھے۔ آپؒ نے ایک مرید کو جب نفلی روزے رکھتے ہوئے دیکھا تو اُسے فرمانے لگے کہ کیا تم ایام بیض کے روزے بھی رکھتے ہو تو اُس نے اپنی لا علمی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: ایام بیض ہر قمری ماہ کی 13، 14، 15 تاریخ کو کہتے ہیں اور ان دنوں میں روزے رکھنے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ پھر آپ نے یہ حدیث پاک پڑھی:

ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ

ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنا اور ایک رمضان کے بعد دوسرے رمضان کے روزے رکھنا یہ تمام عمر کے روزوں کے مترادف ہے۔

(صحیح المسلم، کتاب الصیام: 1162)

☆

اوصافِ عارفیہ

سب انسان اسی ایک دنیا میں رہتے ہیں لیکن ہمارے احوال ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ جب ہم اولیاء اللہ کے حالات زندگی پڑھتے ہیں تو یہ خیال غالب آتا ہے کہ یہ بندگانِ خدا شائد کسی اور دنیا سے آئے ہیں۔ جیسی زندگی انہوں نے گزاری ہے وہ ہمارے اس معاشرے میں گزارنا ممکن نہیں ہے۔

لیکن ......مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی مبارک حیات ہمارے سامنے ہے ہم نے اپنی آنکھوں سے اُن کے شب و روز کا مشاہدہ کیا اور دیکھا کہ کیسے ایک اللہ کا ولی اپنے رب کی رضا کے لئے دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بے نیاز ہوتا ہے۔ جب دنیا اُس کیلئے اپنے پوری رعنائیاں بکھیرے ہوئے ہوتی ہے اپنی تمام تر آسائشیں اُس پر نچھاور کیے ہوتی ہے اور وہ اللہ کے اُس ولی کو عزت و توقیر، مال و دولت، منصب و شہرت گویا ہر ہر طرح سے اُسے اپنی جانب راغب کرنے پر آمادہ ہوتی ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود ''اللہ کا بندہ'' اُس رب کریم کا دوست'' اور ''لذت آشنائی'' کی کیفیات سے لبریز شخص اِس فانی دنیا کو آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ مرشد کریم کے حالات زندگی تحریر کرتے ہوئے بھی یہ بات بار بار سامنے آئی کہ آپ کے ہر ہر عمل کا مقصود فقط رضائے خدا و مصطفیٰ ﷺ ہوا کرتا تھا۔ آپؒ کے چند اوصاف کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے۔

••

بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کا ادب:

حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ کا ادب اُنہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جو اُس کی عظمتوں اور شانوں کا ادراک رکھتے ہیں ۔آپؒ کے شریک سفر حضرات بتاتے ہیں کہ قبلہ مرشد گرامی جب مسجد نبوی شریف میں پہنچتے تو آپ کی کیفیت عجب ہو جاتی تھی ۔آپؒ اپنے ہر عمل کے بارے میں محتاط ہو جاتے تھے کہاں بیٹھنا ہے کیسے چلنا ہے کیسے بولنا ہے گویا کہ آپ کے ہر ہر عمل سے احتیاط ظاہر ہوتی تھی۔

سرکارِ دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کے لئے نماز فجر کے بعد حاضر ہوتے تھے ۔(آپؒ بار بار سلام کے لئے جانے سے منع فرماتے تھے)۔

آپؒ مدینہ شریف میں درود شریف کی کثرت کرتے اور اپنے ساتھ جانے والوں کو بھی زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے۔

حلم و بردباری:

حضور نبی کریم ﷺ کی اعلیٰ صفات میں سے ایک حلم و بردباری ہے ۔اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے

> ”(اے حبیبِ والا صفات!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم طبع ہیں، اور اگر آپ تُند خُو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے، سو آپ ان سے درگزر فرمایا کریں اور ان کے لئے بخشش مانگا کریں اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیا کریں، بیشک اللہ توکّل والوں سے محبت کرتا ہے“ (آل عمران:۱۵۹)

کریم آقا ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آپؒ انتہائی حلیم الطبع انسان

تھے۔آپ نے کبھی بھی کسی شخص کے ساتھ غصہ کے ساتھ بات نہیں کی۔کوئی چھوٹا ہو یا بڑا آپ نے انتہائی محبت کے ساتھ اُس سے بات کی۔انتہائی ناگواری کی حالت میں بھی کبھی کسی کو جھڑ کا اور نہ ہی بدزبانی کی۔جو بات آپ کو ناپسند ہوتی اُس کا اظہار فرماتے لیکن کبھی بھی کسی شخص کی عزت نفس کو مجروح نہ کیا۔

دربار شریف پر خدمت گاروں میں اگر کسی بات پر تکرار ہو جاتی تو وہ اپنا جھگڑا لے کر آپ کے پاس آتے آپ مُسکراتے ایک کو بھی صبر اور برداشت کی تلقین کرتے دوسرے کو بھی نرمی اختیار کرنے کا مشورہ دیتے اور یوں اُن کا جھگڑا نمٹا دیتے۔کسی بھی بڑے سے بڑے نقصان پر بھی کبھی سیخ پا نہیں ہوئے اور کبھی کسی کو شرمندہ نہ کیا۔

توکل علی اللہ:

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے عملی زندگی میں قدم رکھا ہے میں نے کبھی اپنی جیب میں رکھے پیسے نہیں گنے۔مجھے کبھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میری جیب میں کتنے پیسے ہیں۔مجھے اللہ کریم کی ذات پر اتنا بھروسہ ہے کہ وہ مجھے کبھی تنگدست نہیں ہونے دیتا۔

وطن سے محبت:

آپؒ کی وطن عزیز پاکستان سے محبت ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔قبلہ مرشد گرامی نے بارہا اپنی گفتگو میں اس بات کا اظہار فرمایا کہ آپ ہمیشہ ملک سلامتی اور اس کے استحکام کے لئے تہجد کے بعد خاص طور پر دعا کرتے ہیں۔اپنے دورۂ انڈیا کے دوران آپ نے اکثر لوگوں کو پاکستانی کرنسی بطور ہدیہ دی۔صاحبزادہ صاحب نے آپ سے اس بابت دریافت کیا کہ یہ تو یہاں نہیں چلتی پھر انہیں پاکستانی کرنسی کیوں دے رہے ہیں۔تو آپؒ نے فرمایا یہ کرنسی یہاں نہیں چلتی لیکن میں یہ اس لئے ان کو دے رہا ہوں کہ اس کرنسی کی مدد سے انہیں یہ پتہ چلے گا کہ یہ پاکستان سے آئے

مہمانوں نے انہیں ہدیہ کی ہے اور اس کرنسی کی بابت یہ پاکستان کے بارے میں بات چیت بھی کریں گے اور اسے تبدیل بھی کروائیں گے۔

ملکی وسائل کے نقصان پر آپ سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے۔ برقی آلات کو بلا ضرورت آن حالت میں چھوڑ دینا آپ ناپسند کرتے تھے۔فرماتے تھے بلا شبہ اِس کے پیسے اور بل ہم دیتے ہیں۔لیکن اس کا بوجھ قومی خزانے پر پڑتا ہے۔

ہمیشہ پاکستانی مصنوعات کی خریداری کے حوالے سے تلقین فرماتے تھے۔تا کہ ملکی مصنوعات کے استعمال اور خرید وفروخت کا رجحان ترقی پائے اور ہماری معیشت مضبوط ہو۔سرکاری ملازمین کو اپنی ڈیوٹی پوری کرنے کا حکم فرماتے اور سرکاری وسائل کے ذاتی استعمال کو انتہائی بُرا جانتے تھے۔

پردہ پوشی:

آپ فرماتے ہیں کہ:

> ’’بعض لوگ مجھے زیادہ پھٹے ہوئے یا پرانے نوٹ کھلے (چینج) کروانے کے بہانے دے جاتے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں یہ بابا سادہ سا ہے اسے پتہ نہیں ہے۔میں بھی خاموشی سے رکھ لیتا ہوں۔‘‘

فیاضی کا عالم یہ ہے کہ ایک بات جانتے ہوئے بھی کبھی اگلے بندے کو شرمندہ نہیں کیا۔ کسی کی دل آزاری نہیں کی بلکہ رضائے الٰہی کے لئے برداشت کیا۔

انصاف پسندی:

ایک قتل کے مقدمہ میں قاتل کے گرفتار ہونے کے بعد اس کے اہل خانہ ایک جرگہ کی صورت آپ کے پاس حاضر ہوئے۔آپؒ سے اس کی سفارش کے لئے کہنے لگے کہ مقتول کے ورثاء آپ کے مریدین اور عقیدت مند ہیں آپ ہماری سفارش کریں اور صلح کے لئے ہم ہر طرح

سے تعاون کرنے کے لئے راضی ہیں۔

قبلہ مرشد گرامیؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قتل کا بدلہ قتل ہے۔عدالت میں فیصلہ ہوگا۔میں کسی صورت بھی اُن لوگوں کو اس بات پر مجبور نہیں کروں گا۔جزا اور سزا کا قانون بنایا ہی اس لئے گیا ہے کہ لوگوں کے اندر دہشت اور خوف پیدا ہو اور لوگ جرائم سے دور رہیں۔

لہذا آپ نے انصاف کی عملداری کو یقینی بنایا اور اپنا اثر ورسوخ استعمال نہ کیا۔

مریدین کے ساتھ برتاؤ:

اپنے مریدین سے خصوصی شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ہر ایک کی عزت نفس کا خیال رکھتے۔کسی بڑی سے بڑی غلطی پر کبھی کسی کو نہ جھڑکتے تھے۔جو خدمتگار آستانہ شریف پر ڈیوٹی دیتے اُن کے آرام کا خیال رکھتے ہر ایک کو الگ الگ پوچھتے تھے۔اگر کسی کو اکیلے کوئی مشکل کام کرتے دیکھتے تو اُس کے ساتھ معاون بھیجتے۔کوئی بھی اپنا ذاتی معاملہ پیش کرتا تو آپ راز داری رکھتے اور قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق رہنمائی کرتے۔

دل جوئی:

آپ ہمیشہ اپنے ملنے والوں سے مسکرا کر ملتے تھے۔کبھی کسی سے بے تکلفانہ گفتگو نہ فرماتے۔جتنی بات کوئی کرتا آپ اُس کا جواب دیتے اور خود سے اُس کو کریدنے کی کوشش نہ فرماتے تھے۔البتہ آپ ہمیشہ اپنے ملنے جلنے والوں سے اُن کا حال احوال ضرور دریافت کرتے۔ہر کسی کے دُکھ درد کے بارے میں باخبر رہتے اور حسب استطاعت اُس کی مدد اور دل جوئی بھی فرماتے تھے۔

غریب پروری:

قبلہ مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی ایک خاص خوبی یہ بھی

تھی کہ جب تک آپؒ خود خریداری کرتے تھے آپ ایسے شخص سے خریداری کرتے جس کے پاس زیادہ سامان نہ ہوتا یا اُس کے مال کا کوئی خریدار نہ ہوتا یا ایسا کوئی چھابڑی یا ریڑھی والا جس کی حالت سے اُس کی بدحالی ظاہر ہو رہی ہو۔آپ ایسے شخص سے سارا سامان خرید لیتے اور نیت فقط اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ہوتا تھا۔

خوش لباسی:

دورانِ ملازمت آپ نے ہمیشہ اپنے لباس اور وضع قطع کا خاص خیال رکھا،آپ کے لباس کی سادگی آپ کی نفیس شخصیت کی آئینہ دار تھی ۔آپ نفیس لباس زیبِ تن فرماتے ، پاؤں میں بلیک شوز اور سر پر قراقُلی ٹوپی (جناح کیپ) پہنتے تھے۔

بچوں سے پیار:

بچوں سے خاص طور پر شفقت اور پیار سے پیش آتے تھے۔ہمیشہ اپنے پاس بچوں کی پسند کی چیزیں رکھتے۔جب بھی کوئی بچہ آتا تو اُسے پاس سے ٹافیاں اور جوس وغیرہ دیتے۔بچوں کیلئے خصوصی دعا فرماتے اور بڑے ہو کر اپنے دین دار انسان بننے کے ساتھ ساتھ ملک وقوم کے لئے ایک کارآمد شہری بننے کی دعا کرتے۔

بچوں سے پیار کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ بچے جب سکول سے واپس آتے تو گزرتے ہوئے آپ کے پاس آجاتے اور اپنے گھر میں والدہ یا کسی بڑے کی بیماری کا بہانہ بنا کر کہتے کے پھکی دے دیں۔آپ کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ اپنے کھانے کے لئے مانگ رہے ہیں لیکن پھر بھی کبھی اُن کو خالی ہاتھ واپس نہ بھیجتے اور تھوڑی سی پُڑیا بنا کر دے دیتے۔(بچے پھکی کو چورن کے طور پر کھاتے تھے)

☆

رضا بالقضاء

جوان بیٹے کی بیماری اور وصال:

10 اکتوبر 2011ء کا دن آپ کے لئے ایک ایسے عظیم امتحان اور آزمائش کا دن تھا کہ جب آپ کے جوان بیٹے صاجزادہ ساجد مسعود کلیامی طویل بیماری سے نبرد آزما رہنے کے بعد داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے رخصت ہوئے۔ یہ خبر ایک والد کے لئے کس قدر اندوہناک ہوتی ہے اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ اپنے جواں سال بیٹے کا جنازہ اپنے سامنے اُٹھتا دیکھ کر بڑے سے بڑا دل بھی آہ وفغاں کرتا دکھائی دیتا ہے۔ مگر اپنی جان و مال اور اولاد کو اپنے رب کے حضور پیش کر دینے والے امام عالی مقامؑ کے غلام ہمیشہ اُن کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور صبر و رضا کا دامن نہیں چھوڑتے۔ حضور خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ نے اس آزمائش پر رضائے خداوندی کو قبول کیا اور آہ وفغاں کی بجائے صبر و رضا کا پیکر بنے رہے۔

آپ کے اس مثالی صبر کو جناب اسد خان بیان کرتے ہیں کہ انہی دنوں میں وہ بھی ایسی ہی آزمائش سے گزرے۔ اُن کا نو عمر بیٹا کافی شدید بیمار ہو گیا۔ بیٹے کے علاج معالجہ کے سلسلہ میں انھوں نے بہت تگ و دو کی تمام بڑے ڈاکٹرز سے اُس کا چیک اپ کروایا گیا۔ لیکن حکم خداوندی کے آگے تمام کاوشیں بے سود ثابت ہوئیں اور وہ معصوم اپنے والدین کو اُداس چھوڑ کر اپنے رب کے حضور پیش ہو گیا۔

وہ بھائی بتاتے ہیں کہ معصوم بیٹے کی جدائی نے اُن کے دل پر اتنا گہرا اثر چھوڑا کہ وہ غم سے نڈھال ہو گئے اور اُن کی زندگی بالکل بے رنگ ہو چکی تھی۔ وہ ہر وقت بیٹے کی یاد میں رہتے کھانا پینا محدود ہوگیا اور شب و روز اپنے بیٹے کا ہی دھیان رہتا تھا۔ ایک دن پیغام ملا کہ آستانہ شریف پر صاحبزادہ ساجد مسعود کلیامی صاحب کے ایصال ثواب کے لئے ایک محفل کا اہتمام ہے۔ میں نے محفل میں شرکت کی اور محفل کے اختتام پر اپنے شیخ و مرشد حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

مرشد گرامی حسب معمول تمام مہمانوں کی آؤ بھگت میں مصروف تھے ہر ایک سے کھانے کا پوچھتے اور خدام سے مہمانوں کی تواضع کا کہتے۔ یہ سب دیکھ کر میری دلی کیفیت اور عجیب ہوگئی۔ میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ میں اپنے معصوم بیٹے کے لئے اسقدر اُداس ہوں اور حضرت صاحب کا تو جوان بیٹا رخصت ہوگیا ان کی کیفیت شائد مجھ سے بھی کئی گنا زیادہ اداسی والی ہوگی۔

جب سب لوگ چلے گئے تو مرشد گرامی کے لئے کھانا لایا گیا انہوں نے مجھے بھی اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔ لیکن میں اپنی سوچ میں الجھا ہوا تھا اور نوالہ میرے حلق سے نیچے نہیں اُتر رہا تھا۔ میں نے بصد ادب آپ سے اپنی دلی کیفیت کا اظہار کیا اور پوچھا کہ آپ کیسے یہ سب برداشت کر رہے ہیں جبکہ میرا تو کلیجہ پھٹا جا رہا ہے۔ آپ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا کہ

> بیٹے کی جدائی یقینا میرے لئے بھی اتنا ہی بڑا صدمہ ہے جتنا آپ کیلئے لیکن میں نے اپنے دل کو اس بات سے تسلی دی کہ آج سے 47 سال پہلے ایک شخص کا کوئی وجود نہیں تھا۔ پھر اللہ کریم نے ہمیں بیٹے کی شکل میں انعام دیا، ہم نے اُس کی پرورش کی اُس کو دیکھ کر ہم نے خوشی محسوس کی۔ اب

جب اللہ رب العزت کے حکم سے اُس کو واپس بُلا لیا گیا ہے تو ہم کیسے اُس پر آہ و فغاں کر سکتے ہیں لہذا ہمیں اللہ رب العزت کی رضا میں راضی رہنا چاہئے۔

آپ کی اس بات نے میرے دل کا سارا بوجھ ہلکا کر دیا۔ اور مجھے اللہ کریم نے صبر عطا فرمایا۔ جب میں آپ کی طرف حاضر ہو رہا تھا تو میرا دل بہت بوجھل تھا لیکن واپسی پر میں اطمینانِ قلب کے ساتھ لوٹ رہا تھا۔

قبلہ مرشد گرامیؒ کی یہ بات واضح طور پر آپ کے قرآن و حدیث کے عمیق مطالعہ اور سنت مصطفیٰ ﷺ کو ضابطہ حیات ماننے کی واضح دلیل ہے۔ کیوں کہ جب حضرت معاذ بن جبلؓ کے بیٹے کی وفات ہوئی تو آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے صحابی کو ایک خط لکھ کر اپنی تعزیت پیش کی اور صبر کی تلقین کی:

"(شروع) اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔

اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی جانب سے معاذ بن جبل کے نام۔

تم پر سلامتی ہو میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حمد و ثناء کے بعد اللہ تمہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے اور صبر کی توفیق دے اور ہمیں اور تمہیں شکر ادا کرنا نصیب فرمائے۔ اس لیے کہ بے شک ہماری جانیں، ہمارا مال، ہمارے اہل و عیال اور ہماری اولاد (سب) اللہ بزرگ و برتر کے خوشگوار عطیے اور عاریت (عارضی) کے طور پر سپرد کی ہوئی چیزیں ہیں جن سے ہمیں ایک معین مدت تک فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا ہے اور مقرر وقت پر ان کو اللہ تعالیٰ (واپس) لے لیتا ہے، پھر ہم پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ جب وہ دے تو ہم شکر ادا کریں، اور جب وہ آزمائش کرے (اور ان کو واپس لے) تو صبر کریں۔

تمہارا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کی ان ہی خوشگوار نعمتوں اور سپرد کی ہوئی عاریتوں میں سے (ایک عاریتی عطیہ) تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے قابل رشک اور لائق مسرت صورت میں نفع پہنچایا اور (اب) اجر عظیم، رحمت و مغفرت اور ہدایت کا عوض دے کر لے لیا بشرطیکہ تم صبر (وشکر) کرو۔ لہٰذا تم (صبر وشکر کے ساتھ رہو) دیکھو کہیں تمہارا رونا دھونا تمہارے اجر کو ضائع نہ کر دے کہ پھر تمہیں پشیمانی اٹھانی پڑے اور یاد رکھو کہ رونا دھونا کچھ نہیں لوٹا کر لاتا اور نہ ہی غم واندوہ کو دور کرتا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔

سلامتی ہو تم پر۔

(ترمذی، حصن حصین، معارف الحدیث)

زوجہ محترمہ کی بیماری اور وصال:-

3 مئی 2018ء بروز جمعۃ المبارک آپ کی رفیقہ حیات نے بقضائے الٰہی دار بقا کی جانب کوچ کیا۔ جوان بیٹے کی وفات کے بعد سے ماں جی نے شدید بیماری کا مقابلہ کیا۔ 8 سال تک بیماری کی حالت میں بستر پر گزارے ایسے میں آپ کے بیٹوں، بیٹیوں نے آپ کی خدمت کا فریضہ ادا کیا اور اپنی فرمانبرداری کا عملی ثبوت پیش کیا۔

پاک طینت، معاملہ فہم، سلیقہ مند، باوقار، وفا شعار، طاعت گزار، صابر وشاکر اور ایسی ان گنت صفات کی حامل شریکہ حیات کا رخصت ہو جانا یقیناً آپ کیلئے انتہائی گہرے دکھ اور تکلیف کی بات تھی۔ قبلہ باباجی حضورؒ اپنی شریکہ حیات کے وصال پر بھی صبر ورضا کا پیکر بنے دکھائی دیے اور ایسے میں بھی آپ الرضا بالقضا کی مجسم تصویر دکھائی دیتے تھے اور اپنے رب کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے اسی کے حضور سجدہ ریزی سے اپنے قلب وروح کے لئے سکون حاصل کرتے ہیں۔

باب رابع

سیر فی الارض

ہوا ہو ایسی کہ ہندوستاں سے اے اقبالؔ
اُڑا کے مجھ کو غبارِ رہِ حجاز کرے

☆

قافلہ ہو گیا آسودہ منزل میرا

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں ہمیں عبادت وریاضت اور خدمت خلق کے علاوہ تیسرا کوئی پہلو دکھائی نہیں دیتا۔ معاشرتی زندگی میں عام طور پر انسان باہمی میل جول اور راہ و رسم دنیا کے لئے ایک دوسرے سے میل ملاقات بھی کرتے ہیں اور بعض اوقات اسی مقصد کے لئے سفر بھی اختیار کیے جاتے ہیں۔ لیکن مرشد گرامی کی زندگی ایسی تمام عادات واطوار سے مبرا دکھائی دیتی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں اگر سفر کیا تو صرف اور صرف حرمین شریفین کا سفر کیا علاوہ ازیں آپ ایک بار خواجہ غریب نوازؒ کے دربارِ گوہر بار اجمیر شریف انڈیا تشریف لے گئے یا آپ نے پاکپتن شریف اور داتا کی نگری لاہور کا سفر کیا۔ کبھی کسی دنیاوی مقصد کے لئے آپ نے کبھی کوئی سفر اختیار نہیں کیا۔

سفرِ حج:

☆...... پہلا حج (1982ء)

☆...... دوسرا حج (16 جولائی 1987ء تا 22 اگست 1987ء) :

☆...... تیسرا حج (6 مئی 1992ء تا 19 جون 1992ء) :

☆...... چوتھا حج (1995ء) :

پہلا حج (1982ء) :

1982ء میں جب محکمہ لوکل گورنمنٹ میں حج کے لئے قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ آپ کے نام کا نکلا۔ دورانِ ملازمت آپ کا معمول تھا کہ بلا وجہ چھٹیوں سے اجتناب کرتے تھے۔ سرکاری طور پر جو چھٹیاں ملتی تھی وہ سال کے آخر دسمبر میں لے لیتے تھے۔ آپ حسب معمول دسمبر کی چھٹیاں گزار رہے تھے اور کھیری مورت میں قیام پذیر تھے۔ قرعہ اندازی کی اطلاع آپ کے بیٹے ،صاجنرادہ طارق مسعود صاحب کو دی گئی اور پیغام دیا گیا کہ صبح محمد افضل کھوٹ کمشنر کے پاس پہنچ جائیں۔

صاجنرادہ طارق صاحب دفتر سے چھٹی کر کے مورت تشریف لے گئے اور جا کر باباجی قبلہ کو صورت حال سے آگاہ کیا اور صبح اُن کے ساتھ ہی دفتر پہنچ گئے کمشنر صاحب سے ملاقات کے بعد فوری طور پر سرکاری پاسپورٹ بنوانے کے لئے دفتر سے لیٹر لیا۔ قبلہ باباجی حضورؒ کے رفقائے کار بھی آپ سے بے حد متاثر تھے اور آپ سے بے انتہاء پیار کرتے تھے۔ آپ نے جب پاسپورٹ کے لئے لیٹر بنوایا تو اس کا متن بھی مثالی تھا۔ ایک سرکاری لیٹر میں بھی انہوں نے آپ کی ایمانداری کی تعریف کی اور یوں لکھا کہ اگر کسی نے انسان کے روپ میں فرشتہ دیکھنا ہے تو وہ صاجنرادہ میاں محمد عارف صاحبؒ کو دیکھے۔ اور پاسپورٹ جاری کرنے کے لئے Strongly Recomanded جیسے الفاظ استعمال کیے۔

آپؒ نے فریضہ حج ادا کرنے کے لئے سفر کیا اور کتنا مبارک سفر تھا کہ آپ کو اس سفر کے لئے خصوصی طور پر چُنا گیا۔ یقیناً یہ حج بیت اللہ کے لئے خصوصی منظوری اور دعوت تھی۔

دوسرا حج (16 جولائی 1987ء تا 22 اگست 1987ء) :

1987ء میں جب آپ نے عمرہ کا ارادہ کیا ٹکٹ وغیرہ بھی خرید لیے لیکن آپ کے قافلہ میں ایک خاتون کا محرم نہ ہونے کی وجہ سے سب قافلہ والوں کا ویزہ نہ لگ سکا۔ جب ٹکٹ

واپس کرنے کے لئے صاحبزادہ طارق مسعود کلیامی صاحب نے اپنے ایک دوست سے ذکر کیا تو وہ اُن کو اپنے ساتھ سعودی سفارت خانے لے گیا اور وہاں سے حضور باباجیؒ اور گروپ کے دیگر تمام افراد کے پاسپورٹس پر ویزہ سٹیمپ کروایا جس کی بدولت آپؒ بغیر معلم اور بغیر ہوٹل کی بکنگ کے سعودی عرب کا سفر کر سکتے تھے اور وہاں جا کر ذاتی طور پر اپنے ہوٹل کا انتخاب اور معلم تلاش کر سکتے تھے۔

اُس ویزہ کی سب سے خاص بات یہ تھی کہ آپ پورے ایک سال تک سعودی عرب میں قیام کر سکتے تھے۔ یوں آپؒ نے اور آپ کے ہمراہ تمام قافلے والوں نے بھی عمرہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی۔

تیسرا حج (6 مئی 1992ء تا 21 جون 1992ء) :

1990ء میں جب محترمہ اماں جی نے سکول سے ریٹائرمنٹ لی تو حج کا ارادہ بنایا، قبلہ مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ نے بھی اُن کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا اور یوں 1992ء میں آپ نے حج کے لئے رختِ سفر باندھا اور لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے عازمِ سفر ہوئے۔ اس سفر کی یادداشت آپ کی ایک ڈائری میں یوں درج ہے:

روانگی بذریعہ سعودی ایئرلائن

تاریخ روانگی جدہ -	6 مئی 1992ء	صبح 6 بجے از اسلام آباد
روانگی برائے مدینہ منورہ-	7 مئی	رات 2 بجے از مکہ مکرمہ
روانگی برائے مکہ مکرمہ-	19 مئی	رات 8 بجے از مدینہ منورہ
تاریخ واپسی پاکستان -	21 جون 1992ء	شام 4:30 بجے از جدہ

چوتھا حج (1995ء) :

1995ء میں آپ کا سفرِ حج بھی اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت کا مظہر ہے۔ اس سال

رمضان شریف میں آپ نے عمراہ کا ارادہ بنایا تو خواجہ روحیل صادق اور قاری اکرم صاحب (راولپنڈی) بھی آپ کے شریک سفر بنے۔خواجہ روحیل صادق صاحب نے پاسپورٹ اور رقم ایک ٹریول ایجنٹ کے حوالے کی لیکن باوجوہ آپ کا ویزہ نہ لگ سکا۔

قاری اکرم صاحب کے ایک شاگرد نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ عمرہ کے لئے نہیں گئے تو اُنہوں نے وجہ بتائی جس پر اُس نوجوان نے کہا کہ کیا آپ حج پر جانا چاہتے ہیں؟ جس کے جواب میں قاری صاحب اور روحیل صاحب نے خوشی خوشی کہا ضرور جانا چاہتے ہیں۔تو اُس نے کہا کہ حج درخواستیں جمع ہوں تو میں آپ کے پاسپورٹ لے لوں گا۔

وقت گزر گیا اور اُس شخص کو یاد نہ رہا حج سے چند روز قبل اُس نے رابطہ کیا اور کہا کہ اپنے پاسپورٹ اور مطلوبہ رقم فوری طور پر مجھ تک پہنچائیں۔روحیل صاحب پاسپورٹ دے کر واپس گھر پہنچے تو ایمبیسی سے فون کال آئی کہ آپ کا ویزہ سٹیمپ ہوگیا ہے لہذا اپنے پاسپورٹ لے جائیں۔روحیل صاحب نے پاسپورٹ لئے اور ائرلائن سے رابطہ کیا تو اگلے روز کی 3 سیٹس میسر تھیں اس کے بعد کوئی سیٹ میسر نہ تھی آپ نے فوری طور پر سیٹس بُک کروائیں اور صاحبزادہ طارق صاحب سے باباجی قبلہ کو راولپنڈی لانے کے لئے روانہ کر دیا اور خود سفر کی ساری تیاری مکمل کی۔قبلہ باباجی حضور مورت شریف میں تھے آپ نے اپنا ضروری سامان رکھا اور اپنے والد گرامی حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ سے اجازت لے کر راولپنڈی پہنچے اور اگلے ہی روز آپؒ قاری اکرم صاحب اور روحیل صادق صاحب کے ہمراہ جدہ پہنچ گئے۔

اس سفر کے لئے آپ کا 4 ماہ کا خصوصی ویزہ سٹیمپ ہوا لیکن آپ نے اپنے والد گرامی کی طبیعت کے پیشِ نظر اپنا سفر مختصر کیا اور 1 ماہ 17 دن کے بعد واپس تشریف لے آئے۔اس سفر میں آپ نے 17 دن مدینہ شریف میں قیام فرمایا۔

سفر عمرہ:

☆...... 2009 میں عمرہ کا سفر

☆...... 2011 میں عمرہ کا سفر

☆...... 2016ء میں عمرہ کا سفر

2009 میں عمرہ کا سفر:

اس سفر کی یادشت کے طور پر درج آپ کی ڈائری سے ایک تحریر:

"16 مئی 2009ء کو بذریعہ غلام شبیر مرزا، عمرہ کے لئے ستر ہزار روپے میں 15 دن کیلئے پاسپورٹ اور شناختی کارڈ دیا گیا۔"

اس سفر میں آپ کے ہمسفر افراد میں آپ کے چھوٹے بیٹے صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی، بابا منصف خان اور بابا حیات خان شامل تھے۔

2011 میں عمرہ کا سفر:

جنوری 2011ء میں حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کے عرس مبارک کے موقع پر جب سید شیراز ظفر صاحب نے آپؒ سے دعا کی درخواست کی اور مدینہ شریف حاضری کے لئے دعا کرنے کا کہا تو آپ فرمانے لگے میں بھی جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ جس پر سید شیراز ظفر صاحب نے کہا کہ حضور اگر مجھے بھی ساتھ لے جائیں تو اس سے بڑی خوش بختی اور کیا ہوگی۔

قبلہ مرشد گرامی فرمانے لگے آپ حضور نبی کریم ﷺ کے مدح خواں ہیں آپ ساتھ ہوں تو کیا ہی بات ہے۔ وہاں تو ایسی سنگت کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔

اپریل 2011ء میں آپؒ نے شاہ صاحب کو اپنا پاسپورٹ دیا اور فرمایا کہ روحیل

صادق صاحب کے پاس پہنچا دیں۔ اس سفر میں قبلہ مرشد گرامی کے ہمراہ شاہ صاحب اور اُن کی والدہ محترمہ بھی شامل تھیں۔ تیاری کے تمام مراحل انتہائی آسانی سے تکمیل کو پہنچے اور 2 مئی 2011ء کو عازم سفر ہوئے۔

سراپا انکسار مرشد گرامی جو اپنے دیس میں کبھی خود کو کسی سے افضل ظاہر نہ ہونے دیتے تھے رب تعالیٰ کے اُس عظیم گھر میں بھلا کیسے اس بات کو گوارہ کر سکتے تھے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں حرم شریف میں جاتے ہوئے قبلہ مرشد گرامی کے جوتے میں نے اپنے بیگ میں ڈالے اور ایک جگہ پر رکھ دیے۔ جب ہم لوگ عمرہ مکمل کر کے واپس آنے لگے تو کیا دیکھتا ہوں کہ باباجی تیزی سے باہر تشریف لائے اور فوراً سے بیگ اُٹھا کر فرمانے لگے جاتے ہوئے آپ نے میرے جوتے اُٹھائے تھے لہٰذا اب میں آپ کے اُٹھا کر لے کر جاؤں گا۔

عاجزی کی یہ مثال ہمیں کریم آقا ﷺ کے اُن جانثار صحابی اور دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطابؓ کے اُس عظیم واقعہ کی یاد دلاتی ہے کہ جب آپ خلیفۃ المسلمین کی حیثیت سے بیت القدس کی کنجیاں لینے کی خاطر شہر میں داخل ہو رہے تھے اور آپ کا غلام اونٹنی پر سوار تھا۔ کیونکہ برابری کا تقاضہ یہ تھا کہ اُس وقت اونٹنی پر وہ سوار ہو اور آپؓ پیدل چلیں۔

2016ء میں عمرہ کا سفر:

اس سفر کی یاداشت قبلہ باباجی حضورؒ کے اپنے دست مبارک سے نوٹ کی گئی تحریر قارئین کی نظر:

''19 فروری 2016ء: گھر سے شام چار بجے روانگی۔

ایئر پورٹ پر 5 بجے سے رات 8 بجے تک ضروری کام کی تکمیل۔ جہاز روانگی 8:05 بذریعہ 'وِنڈ روز'' سرخ کلر چھوٹا جہاز۔

جدہ ایئر پورٹ لینڈنگ 12:15 مکہ کے لئے بذریعہ کوچ روانگی 2 بجے رات۔مکہ پاک آمد صبح 5 بجے۔

19 تا 21 فروری قیام مکہ مکرمہ۔ 22 فروری صبح روانگی برائے مدینہ منورہ۔ 22 شام سے 29 فروری قیام مدینہ پاک۔یکم مارچ تا 4 مارچ قیام مکہ شریف۔

5 مارچ صبح چار بجے جدہ کیلئے روانگی۔صبح کی نماز جدہ ایئر پورٹ پر۔جہاز اسلام آباد کیلئے 1:30 ایئر بلو کمپنی کے جہاز کے ذریعہ اسلام آباد ایئر پورٹ رات 8:30 پر“

19 فروری 2016ء کو آپ عمرہ شریف کے لئے عازم سفر ہوئے۔اسوقت آپ کی عمر مبارک 82 برس تھی۔بزرگی اور ضعف کے باوجود شوقِ درِ حضور اور جنونِ خدمت خلق کے علاوہ دل میں کوئی اور آرزو نہ تھی۔اس بار آپ کے شریک سفر خوش نصیب افراد میں آپ کی بڑی صاحبزادی اور کچھ دیگر خواتین کے علاوہ آپ کے دیرینہ خادم محمد نذیر (بھڑانہ)، محمود احمد (مورت)، محمد نعمان نصرت (راولپنڈی)، محمد عادل (جاوا)، محمد مبشر (کلیام شریف) شامل تھے۔

اس سفر کے آغاز سے قبل بھی آپ کی طبیعت مبارکہ کافی ناساز تھی اور تجویز کردہ ادویات آپ نے دوران سفر ساتھ رکھ لیں۔لیکن آپ نے وہ ادوایات استعمال نہیں کیں جس سے مکہ شریف میں آپ کی طبیعت بہت بگڑ گئی۔قافلہ میں موجود تمام افراد نے آپ کی دل و جان سے خدمت کی آپ کے لئے خوارک اور ادوایات کی دیکھ بھال کی تو آپ قدرے بہتر محسوس کرنے لگے۔

ہر مرض کے لئے دارالشفاء کا درجہ رکھنے والے شہر محبوب خدا ﷺ کی پُر کیف فضاؤں میں پہنچتے ہی آپ کی طبیعت میں شادابی آنے لگی۔قافلہ کے تمام افراد نے فوراً بارگاہِ خیر الانامؑ میں

جانے کاارادہ بنایا جب کہ آپ نے حسب معمول بعد از نماز فجر ہی جانے کا کہا اور آپ اکیلے ہوٹل میں آرام کرنے کے لئے رُک گئے۔

بھائی نعمان کہتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی اور پھر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں سلام پیش کیا اُس کے بعد ریاض الجنہ میں نوافل ادا کیے۔ مسجد شریف میں رش زیادہ ہونے کے باعث کافی وقت گزر گیا۔ جب میں نے وقت دیکھا تو میں پریشان ہو گیا کہ باباجی کے پاس جاؤں اور اُن کے لئے کھانا پہنچاؤں تو جب میں وہاں پہنچا تو قبلہ مرشد گرامی کے پاس بہت عمدہ قسم کے چاول رکھے ہوئے تھے۔ میں نے کھانے کا پوچھا تو فرمانے لگے پتہ نہیں کون شخص تھا آیا اور مجھے کھانا دے گیا کہ آپ کھالیں۔ یوں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مہمانوں کی مہمان نوازی فرماتے ہیں۔

23 فروری 2016ء کو صبح نماز فجر کے بعد جب آپ سلام کے لئے جانے لگے تو جناب ملک نعمان نصرت صاحب نے آپ کی ویل چیئر پکڑی تھی۔ آپ فرمانے لگے کے میں سلام کے لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں چل کر جانا چاہتا ہوں نعمان بھائی نے اصرار کیا کہ آپ کمزوری کے باعث چل نہ پائیں گے لہذا ویل چیئر پر ہی چلتے ہیں لیکن آپ نے اس کو خلافِ ادب سمجھتے ہوئے چل کر جانے کا حکم فرمایا۔ بھائی نعمان نے آپ کو سہارا دیا اور آپ کو تھام کر چلنے لگے۔ لیکن وہ بتاتے ہیں کہ ابتدا میں تو میں نے قبلہ باباجی محترم کا ہاتھ تھاما ہوا تھا لیکن جیسے جیسے وہ مواجہہ شریف کے قریب ہوتے گئے مجھے لگا کہ جیسے وہ مجھے تھام کے اپنے کریم آقا ﷺ کے حضور پیش کر رہے ہیں۔

24 فروری 2016ء کو صبح جب آپ باب السلام سے داخل ہوئے تو بھی بھائی نعمان نصرت نے آپ کی ویل چیئر تھامی ہوئی تھی۔ اُس دن آپ نے ویل چیئر سے اُٹھنے کا نہ کہا آپ کی ویل چیر آگے لے جائی جا رہی تھی جب ہم مواجہہ شریف کے سامنے پہنچے تو سامنے سے ایک

عربی وضع قطع کا شخص جو ہم سے دوستون آگے ایک تیسرے ستون کے پاس کھڑا تھا۔ باباجی کو دیکھتے ہی پاس آ گیا۔اس شخص نے ہلکے آسمانی رنگ کا عربی چوغہ پہنا تھا اور سر پر سرمئی رنگ کا رومال باندھا ہوا تھا۔آتے ہی اُس نے دونوں ہاتھ باباجی محترم کے ماتھے پر رکھے اور پھر اُن کو چوم لیا پھر اس عربی شخص نے اپنے دونوں ہاتھ باباجی محترم کے ہاتھوں پر رکھے اور پھر چوم لیے ۔قبلہ مرشد گرامی اور محترم بھائی نعمان نے آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور وہ عربی شخص باقی ویل چیئرز کو آگے چلاتا اور راستہ بناتا ہوا ہمیں باب بقیع پر چھوڑ کر واپس مسجد شریف کے اندر چلا گیا۔

بعد ازاں جناب ملک نعمان نصرت نے جب باباجی حضور سے اس واقعہ کی بابت استفسار کیا تو آپ نے مسکراتے ہوئے بس اتنا ارشاد فرمایا

''ہوسکتا ہے اُسے کہا گیا ہو کہ جا کر اِن سے ملو''

آپ کے اس مبارک سفر میں ایک اور اہم واقعہ یہ ہوا کہ ایک دن آپ نے اپنے خادم محمود صاحب (جو عرصہ دراز سے آپ کے خدمتگار تھے) کو مسجد نبوی شریف میں بیعت فرمایا جو یقیناً اُن کے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔

چونکہ سب لوگوں کے لئے کھانا وغیرہ بھائی نعمان کے ذمہ تھا اور باباجی قبلہ کا حکم تھا کہ سب کی پسند کا کھانا اُن کو لا کر دیا جائے ۔لیکن جب آپ سے پوچھا جاتا تو آپ ہمیشہ دال یا سبزی کی فرمائش کرتے اور اس کے علاوہ کچھ نہ کھاتے ۔مدینہ شریف سے واپسی پر جب مکہ پہنچے تو ایک دن باباجی نے کھیر کھانے کی خواہش کا اظہار کیا تو بھائی نعمان نصرت نے مارکیٹ میں کافی تلاش کی لیکن کہیں سے کھیر نہ مل سکی ۔اسی روز شام کو ایک ساتھی ملنے کے لئے آئے تو اپنے ساتھ کھانے کے لئے بھی کچھ لے آئے جب کھانے کا ڈبہ کھولا گیا تو اُس میں کھیر تھی یہ دیکھ کر سب گروپ کے ساتھی حیران بھی تھے اور خوش بھی۔

اگلے روز ایک اور صاحب جو وہاں پر خدام الحجاج کی ڈیوٹی پر معمور تھے انہوں نے ہمیں کھانے کی دعوت دی اور کہا کہ میں سب گروپ والوں کا کھانا لے کر آؤں گا۔ جب وہ کھانا لائے تو اس میں بھی میٹھے کے طور پر کھیر بنا کر لائے۔ اور اس کے بعد بھی ایک جگہ سے کھیر تحفہ کے طور پر آئی یوں سب نے دیکھا کہ کیسے اللہ پاک اپنے نیک بندوں کے لئے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور جو وہ فرما دیں وہ انہیں ضرور عطا کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ذکر کیا گیا کہ قبلہ مرشد گرامیؒ اپنے کریم آقا ﷺ کے در دولت کی حاضری کے لئے ہمہ وقت مضطرب اور بے قرار رہا کرتے ہیں۔ بیت اللہ شریف کی حاضری، ادائیگی عمرہ اور زیارت روضہ مطہرہ کے لئے آپ نے متعدد سفر کیے جن کی صحیح تعداد کا تعین کرنا ممکن نہیں ہو سکا اور تفصیلات کی عدم دستیابی کی وجہ سے اُن کا تفصیلی ذکر نہیں کیا جا سکا۔

از جبینت آشکارا نُورِ حق
گفتہ تو صُورتِ منشورِ حق

جنید نسیم سیٹھی

••

سفرِ عقیدت درگاہ عالیہ خواجہ غریب نوازؒ:

اجمیر شریف حاضری کے لئے ہر سال گورنمنٹ آف پاکستان کی وزارت مذہبی امور درخواستیں طلب کرتی ہے۔ 2008ء میں حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی سرپرستی میں آپ کے صاحبزادے اور کچھ مریدین نے بھی درخواستیں جمع کروائیں۔عرس شریف میں شرکت کے لئے خوش نصیب افراد میں آپ کے نام کے ساتھ گروپ کے باقی تمام افراد کا نام بھی آچکا تھا۔

وزارت مذہبی امور کے پروگرام کے مطابق مورخہ 3 جولائی 2008ء شام 4 بجے لاہور حاجی کیمپ میں پہنچنا تھا۔کلیام شریف سے قافلہ مرشد گرامی کی سرپرستی میں صاحبزادہ پروفیسر راشد مسعود کلیامی، محمد نذیر، محمد دلنواز صابری، صغیر احمد اور طاہر محمود کے ہمراہ روانہ ہوا۔راولپنڈی سے خواجہ روحیل صادق اور انکے تین اور ساتھی حاجی طارق، ارشد محمود اور عابد یاسین بھی آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔راولپنڈی سے لاہور پہنچے اور وہاں ہوٹل میں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد حاجی کیمپ پہنچ گئے جہاں تمام زائرین کو وزارت کی طرف سے انڈیا کے سفر اور وہاں رہنے کے حوالے سے کچھ ضروری معلومات، پاسپورٹ اور انڈین کرنسی دی جانی تھی۔لاہور اسٹیشن سے واہگہ بارڈر کیلئے آپ کا سفر شروع ہوا اور پھر سمجھوتہ ٹرین کے ذریعے دلی پہنچے۔

دلّی میں اولیاء اللہ کے مزارات کی حاضری:

سب سے پہلے حضرت عبدالرحمن طوسیؒ کے مزار پر حاضری دی جو کہ مٹکے والی سرکار کے نام سے مشہور ہیں۔اس کے بعد حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ اس کے بعد نئی دلّی میں نظام بستی پہنچے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اور حضرت امیر خسروؒ کے مزارات پر حاضری دی یہاں تمام زائرین بڑی محبت اور ادب کے ساتھ پھولوں کے ٹوکرے اور چادریں سروں پہ اُٹھا کر مزار شریف پر پیش کرنے کے لئے آرہے تھے۔وہاں سے

آپؒ مہرولی کے مقام پر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے جو کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے خلیفہ خاص اور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے مرشد گرامی ہیں، ان کے مزار پر ایک خاص روحانی ماحول اور کیفیات ہر آنے والے زائر کو ایک درویش خدا مست اور ایک ولی کامل کے آستانہ پر خوش آمدید کہتی محسوس ہوتی تھیں۔

قافلہ کے باقی شرکاء نے صاحبزادہ راشد مسعود صاحب کلیامی کی سرپرستی میں دلی کے چند دیگر تاریخی مقامات بھی دیکھے جن میں:

جامع مسجد دہلی: قدیم دلّی میں جامع مسجد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جامع مسجد کا شمار دنیا کی عظیم ترین مساجد میں ہوتا ہے۔ لال قلعہ اور جامع مسجد ایک دوسرے کے سامنے ہیں۔ جامع مسجد کی تعمیر کا کام 14 سال 1644 تا 1658 میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس مسجد کی تعمیر کا اعزاز مغل بادشاہ شاہجہاں کو حاصل ہے۔

مسجد فتح پوری: یہ مسجد شاہجہان کی بیوی فتح پوری بیگم نے 1650ء میں تعمیر کروائی۔

کوچہ بلّی ماراں: یہ مرزا غالب کا علاقہ ہے اور مرزا غالب کی حویلی اسی علاقہ میں واقع ہے۔ حویلی کے اندر مرزا غالب کے اشعار کی تختیاں لگی تھیں جن کو دیکھ کر مرزا غالب کے زمانے کی یاد آتی ہے۔

مزار حضرت باقی باللہؒ: آپ کا مزار ایک قبرستان کے اندر واقع ہے۔ حضرت باقی باللہؒ سلسلہ نقشبندیہ کے سرتاج حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے مرشد گرامی ہیں۔

قطب مینار اور حکیم اجمل خان کی حویلی بھی دلی میں واقع ہیں۔

دن بھر دلی میں قیام کے بعد رات کو اجمیر شریف کے لئے سفر کا آغاز ہوا اور آپؒ اپنے

قافلہ کے ہمراہ اگلی صبح اجمیر شریف پہنچے۔اجمیر شریف ریلوے اسٹیشن پہنچے پر پاکستانی وفد کا بھرپور استقبال کیا گیا وہاں پر صحافی، فوٹو گرافر اور ٹیلی ویژن کے نمائندے موجود تھے۔وفد کے شرکاء کے گلوں میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے اور پھر بسوں میں بٹھا کر رہائش گاہ تک پہنچا دیا گیا۔

بوسہ زن بر آستانِ کاملے:

رہائش گاہ پر پہنچتے ہی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ، سلطان الہندؒ کی درگاہ کی حاضری کیلئے نہ صرف تیار بلکہ بے قرار تھے آپ نے اپنے ساتھ چاچا محمد نذیر کو لیا اور درگاہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔

اگلی صبح آپؒ پھر محمد نذیر کے ساتھ فجر کی نماز سے پہلے دربار شریف حاضر ہوئے تو وہاں آپؒ کی ملاقات ایک آدمی سے ہوئی جس نے آپؒ کو دربار کی حاضری بھی کروائی اور چادریں اور رسالے بھی دیے۔

عرس کا اختتام چھٹی شریف کی محفل پر ہوتا ہے چونکہ خواجہ غریب نوازؒ کا وصال قمری مہینہ کی 6 تاریخ ہوا ہے اسلئے ہر قمری مہینہ کی 6 تاریخ درگاہ شریف میں فاتحہ خوانی ہوتی ہے۔

بقول پروفیسر راشد مسعود کلیامی:

> ’’ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ اگر آپ صبح 9 بجے تک درگاہ شریف جائیں تو آپ کو بیٹھنے کی جگہ مل جائے گی ورنہ درگاہ شریف کے اندر بیٹھنے کی جگہ ملنا ممکن نہیں ہوگا ہمیں اپنی رہائش گاہ سے نکلنے میں کچھ دیر ہوگئی مگر خواجہ صاحبؒ نے اپنے مہمانوں پر خصوصی توجہ فرمائی ہم درگاہ شریف میں داخل ہوئے اور نہ جانے گھومتے گھوماتے اس جگہ پر پہنچ گئے جو شاید ہمارے لئے ہی خالی پڑی تھی۔جگہ کی تلاش میں والد گرامی یہ چاہتے تھے کہ ایسی جگہ ملنی چاہئے جہاں سے براہ راست خواجہ صاحبؒ کے روضے کی زیارت کرنا بھی

ممکن ہو جبکہ میرے دل میں یہ تھا کہ اب ہمیں ایسی جگہ ملنا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہو چکا ہے اسلئے کہ درگاہ کا کوئی کونہ خالی نہ بچا تھا۔ مگر ہمیں نہ صرف بیٹھنے کی جگہ ملی بلکہ ایسی جگہ ملی جہاں سے خواجہ صاحبؒ کا روضہ واضح دکھائی دے رہا تھا۔‘‘

چھٹی شریف کی یہ محفل مبارک یوں تو خواجہ کے تمام دیوانوں کیلئے باعث صد برکات تھی مگر صاحبزادہ پروفیسر راشد مسعود کلیامی مدظلہ العالی کے لئے بیش بہا فیوض و انوار کا مرقع تھی۔ خواجہءخواجگانِ چشتؒ کے قدموں میں بیٹھ کر حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کے دستِ مبارک سے آپ کو اس سلسلہءفیض رساں کی خلافت عطا کی جا رہی تھی جو خواجہ غریب نوازؒ نے خواجہ قطبؒ کو، بابا فرید گنج شکرؒ نے حضور صابر پاکؒ کو، اور آپ کے جد حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے شہباز لامکاں باباجی کلیامیؒ کو عطا فرمائی تھی۔ اسی مقام پر آپ کی دستار بندی کی گئی اور قبلہ مرشد گرامیؒ نے آپ کے حق میں دعا بھی فرمائی۔

الوداعی حاضری:

اگلی صبح قبلہ مرشد گرامی نے تمام شرکاء قافلہ کے ہمراہ درگاہِ خواجہ غریب نوازؒ میں اپنی الوداعی حاضری پیش کی۔ درگاہ شریف کے خدام کی طرف سے تمام شرکاء کی دستار بندی کی گئی۔

اجمیر شریف سے دلّی اور وہاں کچھ وقت قیام کے بعد لاہور سے ہوتے ہوئے آپؒ 18 جولائی 2008ء کو واپس راولپنڈی تشریف لائے۔

اس سفر کو صاحبزادہ پروفیسر راشد مسعود کلیامی صاحب نے انتہائی دلچسپ انداز میں نذر قرطاس کیا ہے۔ ایک مختصر مگر جامع تحریر ’’سفر عقیدت‘‘ کے عنوان سے شائع کی جو عشاقِ خواجہ غریب نوازؒ کے دل کی تسکین کا باعث ہونے کے ساتھ ساتھ مسافر درگاہِ خواجہ کے لئے بھی رہنمائی کا باعث ہوگی۔ اللہ کریم ان کی اس کاوش کو اپنی جناب میں قبول فرمائے۔

درگاہ خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ:

گرچہ آپؒ کی صحت اجازت نہ دیتی تھی اور آپؒ خلق خدا کی خدمت میں کوتاہی نہ برتنے کے سبب بھی کسی لمبے سفر پر جانے سے گریز کرتے تھے۔ لیکن 2016ء میں مریدین کے اصرار پر آپ نے درگاہ زہد الانبیاء، قطب الاقطاب، شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ پر چلنے کی حامی بھر لی۔ طے یہ ہوا کہ ستمبر میں عرس شریف کی تقریبات سے فارغ ہو کر سفر کیا جائے گا۔

قبلہ مرشد گرامیؒ نے حکم یہ فرمایا کہ صبح ناشتہ کر کے نکلیں گے۔ آستانہ شریف پر حاضری دی جائے گی اور واپسی کے لئے سفر شروع کر دیا جائے گا۔ سفر کی تکلیف برداشت کر لیں گے لیکن کم سے کم وقت میں واپسی کو یقینی بنائیں گے۔

21 اکتوبر 2016ء کو صبح 7 بجے درگاہ خواجہ کیلئے روانہ ہونا تھا۔ حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی قیادت میں قافلہ کے دیگر شرکاء جن میں بابا حیات خان (مرحوم)، شکیل احمد، علی (بیٹا شکیل احمد)، محمود مغل، سید رضا علی، سید عمیر فاضل، سید شیراز ظفر، ملک نعمان نصرت، ملک ذیشان نصرت، ملک عادل، ملک ربنواز صابری اور راقم الحروف شامل تھے۔

چونکہ منزل پاکپتن شریف تھی لہذا بذریعہ موٹروے پنڈی بھٹیاں سے براستہ فیصل آباد پاکپتن شریف پہنچنے کا فیصلہ ہوا۔ جمعہ کا دن تھا اور تقریباً نماز جمعہ کے قریب ہی درگاہ شریف پر پہنچے۔ پاکپتن شریف میں اسوقت ہلکی بارش بھی ہوئی لیکن جلد ہی بارش تھم گئی۔ تمام شرکاء نے نماز جمعہ ادا کی۔

قبلہ مرشد گرامی کی سرپرستی میں زہد الانبیاء، قطب الاقطاب، شیخ الاسلام والمسلمین، شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے سلام پیش کیا۔ ادائیگی نماز اور سلام کے بعد کچھ وقت وہیں گزارا۔ آستانہ شریف پر لنگر جاری رہتا ہے اور عشاق اس لنگر سے

کھانے کو اعزاز جانتے ہیں اور حصول برکت کا باعث سمجھتے ہیں ۔تمام شرکاء قافلہ نے لنگر کھایا اور مرشد کی سنگت میں آستانہ شریف پر وقت گزارا۔

ان سعادت افروز گھڑیوں کو جناب سید عمیر فاضل صاحب نے غنیمت جانتے ہوئے قبلہ باباجی حضور حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ سے بیعت کرنے کی درخواست کی جس کو آپؒ نے قبول کیا اور حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے قدموں میں بیٹھ کر آپؒ نے جناب سید عمیر فاضل صاحب کو بیعت کیا۔

بندۂ ناچیز نے جو منظر وہاں دیکھا یہاں اس کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں ۔قبلہ مرشد گرامیؒ نے کبھی بھی ظاہری کروفر اختیار نہ کیا انتہائی سادگی ہی آپ کا طریق رہا ہے ۔اس سفر میں بھی آپ نے اسی سادگی کے ساتھ درگاہ بابا صاحبؒ پر حاضری دی لیکن اللہ کریم عشاق کے دلوں میں اپنے نیک بندے کی محبت اور پہچان پیدا فرماتا ہے ۔آپ جہاں تشریف فرما ہوتے وہاں آپ کے گرد لوگوں کا اک ہجوم بن جاتا تھا۔نوجوان آپ کے پاؤں دباتے اور مرد وخواتین آپ سے دعا کی درخواست کرتے رہے۔

آپؒ نے قیام کو مختصر کیا اور روانگی کے سفر کا حکم فرمایا۔ایسے طویل سفر کی تکلیف ایک نوجوان آدمی کیلئے برداشت کرنا بھی ایک مشکل کام ہے لیکن آپؒ نے فقط اس غرض سے کہ میری غیر حاضری میری اُمید پر آنے والوں کیلئے باعث تکلیف ہوگی، اس مشکل کو برداشت کیا اور جلد از جلد مورت شریف واپس پہنچنے کی کوشش کی ۔یوں یہ سعادت افروز سفر اختتام پذیر ہوا۔

باب خامس

تعلیمات

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم
از ابتدا تا انتہا یک دم برم

☆

کامل مرشد کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ناپاک زمین کے پاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ایک تو یہ کہ اتنی بارش برسے کہ گندگی کو بہا لے جائے اور دوسرا اتنا سورج چمکے کہ نجاست کو جلادے اور اس کا نام ونشان مٹادے۔

اسی طرح قلب کی زمین کے لئے دو چیزیں ہیں ایک ذکر الٰہی جس کی مثال بارش کی سی ہے دوسرا شیخ کامل، جس کی مثال سورج کی سی ہے۔

ذکر سے دل صاف ہوتا ہے اور شیخ کامل کی توجہات سے بھی دل صاف ہوتا ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں کامل مرشد ملتے ہیں اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں مرشد کو پانے کی امنگ آرزو اور تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

جب انسان طلب حق میں سرگرداں ہوتا ہے تو اسے عبادت میں لذت محسوس ہونا شروع ہوتی ہے۔انسان اللہ کے قرب کی تلاش میں گزارے گئے وقت میں لذت اور چاشنی محسوس کرنے لگتا ہے۔اس کو ہر اس عمل میں ایک مزہ محسوس ہونا شروع ہوتا ہے جس میں وہ شیطان کو پسپا کرتا ہے اور اپنے من کو اپنے پروردگار کی طرف راغب کیے رکھتا ہے۔اس جستجو میں انسان اپنے آپ کو مزید بہتر کرنے کی خاطر اپنے لیے کسی رہبرو رہنما کی تلاش بھی کرتا ہے اور یوں

وہ اپنا ہاتھ کسی ولیء کامل کے ہاتھ میں دے کر سلوک کی منازل طے کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اسے بیعت کہتے ہیں۔ بیعت ہونے کا مقصد اللہ کی اس برگزیدہ ہستی کے وسیلہ سے اپنے رب کے حضور پیش ہونا اور اُن کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھتے جانا ہے۔ مختلف سلاسل طریقت کے طریقہ کار مختلف ہیں کہیں وعظ و درس کو اہمیت دی جاتی ہے تو کہیں ذکر واذکار پر خاص توجہ ہے۔ کہیں لطائف کی بات ہوتی ہے تو کہیں سماع کو ہی ذریعہ تعلیم قرار دیا جاتا ہے۔ گویا ہر ایک سلسلہ کا اپنا طریقہ تعلیم ہے۔ درس وتدریس کے ان سب رائج طریقوں میں ایک ایسا موثر طریقہ بھی ہے جس میں نہ تو درس و وعظ ہے اور نہ ہی حلقاتِ ذکر بلکہ یہ طریقہ عمل کا ہے۔ ہمارے مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ نے اس طریقہ کو ہمیشہ اختیار کیا۔ آپ اپنے مرید کو بیعت کے وقت نماز کی تاکید کرتے اور بارہا اس کی تکرار بھی فرماتے۔ فرض نماز کے بعد تسبیح فاطمی (سبحان اللہ ۳۳، الحمد للہ ۳۳ اور اللہ اکبر ۳۴ بار) پڑھنے کا حکم دیتے اور اس کے ساتھ ۱۰ بار کلمہ طیبہ، ۱۰ بار استغفار اور ۱۰ بار درود شریف کا حکم فرماتے تھے۔ آپ درود شریف کی کثرت کا حکم ارشاد فرماتے لیکن اس کے لئے مخصوص تعداد کا پابند نہیں فرمایا۔ آپؒ نے اپنے عمل سے حسن اخلاق کی وہ تعلیم دی کہ جس درس کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔

چشم ماروشن دل ماشاد:

فارسی کی اس مشہور زمانہ مثل کی عملی شکل تب دکھائی دیتی جب آپؒ کسی مہمان کو دیکھتے تھے۔ میں ذاتی طور پر اور یقینا ہر مہمان مرید وغیر مرید اس بات کا شاہد ہے کہ مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ سے جب بھی ملاقات کے لیے حاضر ہوتے آپ انتہائی خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ اپنے دونوں بازو پھیلا دیتے اور کھلتے ہوئے چہرے کے ساتھ ''آؤ جی بسم اللہ'' کے جملوں سے آنے والے کا استقبال کرتے تھے۔ بے شک آپ روشن چشمان مبارک اور شاد دل کا عملی نمونہ ہوا کرتے تھے۔

مہمان نوازی:

مہمان نوازی کی اس سے بڑھ کر مثال کیا ہوگی کہ آپ اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام گزار رہے ہیں اور جو کوئی آپ کی عیادت کے لئے آرہا ہے آپ اُس کی خاطر تواضع کے لئے فکر مند ہیں۔آپ ہر آنے والے کے لئے اُس کی تواضع کرنے کا کہتے جب زبان نے ساتھ دینا چھوڑ دیا تو سرگوشی میں کہا کرتے، جب اُس کی بھی ہمت نہ رہی تو آپ ہاتھ سے اشارہ کرتے اور کہتے انہیں کچھ پیش کرو۔

یہ بات اگر بیان کی جائے تو شائد سننے والے اس کو مبالغہ آرائی کے زمرے میں شمار کریں لیکن قبلہ مرشد گرامی کی خدمت میں موجود ہر شخص اس بات کا گواہ ہے اور ہم نے دیکھا کہ جب آپ کی کمزوری اس حد تک پہنچی کہ آپ ہاتھ کا اشارہ نہ کرسکتے تو آپ اپنے ابرو کی جنبش سے اشارہ فرماتے کہ مہمانوں کو کچھ کھلاؤ۔

بندہ پروری:

وصال سے چند دن قبل محترم جناب دلنواز صابری اور احتشام خان آپ کے پاس تھے۔طبیعت میں بے چینی کے باعث آپ کو کچھ وقت بٹھایا جاتا اور آپ کے بدن کو کچھ سہلایا جاتا اور اُس کے بعد پھر آپ کو لٹا دیا جاتا۔سردیوں کا موسم تھا اور رات 3 بجے کے قریب آپ کو لٹائے ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔دلنواز صاحب نے دیکھا تو ایک صاحب نے باباجی حضورؒ سے ملنے کی اجازت چاہی پہلے بھائی دلنواز نے بتایا کہ وہ ابھی لیٹے ہیں لیکن اُس شخص نے اصرار کیا اور کہا کہ میں مُرشد کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔

بھائی دلنواز نے باباجی کے کان میں آہستہ سے کہا کہ کوئی شخص آپ سے ملنے کا خواہش مند ہے تو آپ نے اشارہ کیا کہ مجھے اُٹھا کے بٹھاؤ اور میرے سر پر ٹوپی پہناؤ۔آپ کو بٹھایا گیا اور پھر اُس شخص کو اندر بُلا لیا گیا۔اُس شخص نے باباجی کی دست بوسی کی آپ کی خیریت پوچھی اور دعا

کی درخواست کی۔ باباجی نے اشارہ کیا کہ اس کو لنگر پیش کرو۔ دلنواز صاحب نے ایک پلیٹ میں کچھ فروٹ اور بسکٹ وغیرہ لا کر دیا اُس شخص نے لنگر لیا اور کچھ حصہ اپنے کسی ساتھی کے لیے بھی لیا اور اجازت لے کر رخصت ہو گیا۔

عام انسان کو اگر سر میں درد ہو تو اُس کی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی اس کے ساتھ کلام نہ کرے اور وہ اپنے لئے کوئی گوشہءسکون و اطمینان چاہتا ہے۔ لیکن سردیوں کی رات، شدید بیماری کا عالم، رات کا پچھلا پہر، اُسی لمحے آرام کے لئے لٹایا گیا۔ لیکن مہمان نوازی ایسی کہ نہ وقت کی پرواہ نہ بیماری کا احساس، نہ موسم کی سختی کا خیال صرف اور صرف در پر آئے مہمان کی فکر اُس وقت میں بھی یہی کوشش کہ یہ خالی ہاتھ نہ لوٹے۔

خدمت کو عبادت سمجھتے:

زاہد ربانی صاحب ساکن میرا کلاں (انسپکٹر موٹر وے پولیس): آپ کی ڈیوٹی **M2** پر تھی اور آپ کا یہ معمول تھا کہ ڈیوٹی پر جانے کے لئے اپنا موٹر سائیکل آستانہ شریف پر کھڑا کرتے اور باباجی سے ملاقات کر کے اپنی ڈیوٹی پر روانے ہو جاتے اور واپسی پر بھی آ کر باباجی سے ملاقات ہوتی اور پھر گھر جاتے۔ آپ بتاتے ہیں کہ اکثر اوقات اور بالخصوص سردیوں میں جب میں رات کی ڈیوٹی سے واپس آتا تو قبلہ مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامی ؒ اپنے ہاتھ سے چائے بناتے اور ساتھ کچھ کھانے کے لئے بھی دیتے اور ناشتہ کرنے کے بعد میں کچھ دیر بیٹھتا تو آپ فرماتے ٹھیک ہے اب آپ جاؤ آپ نے رات کی ڈیوٹی کی ہے تو جا کر آرام کرو۔

میں اس بات میں شرمندگی بھی محسوس کرتا کہ میں اپنے کام سے آتا جاتا ہوں اور بابا جی محترم ضعف اور کمزوری کے باوجود مجھے چائے بنا کر دیتے ہیں۔ اپنی اسی شرمندگی کی وجہ سے میں اکثر اوقات کئی کئی دن نہ آتا اور پھر جب آنا ہوتا تو آپ پوچھتے تھے کہ تم اتنے دن کیوں نہیں آئے۔ میں نے ایسی بے لوث محبت اور شفقت کہیں اور نہیں دیکھی۔ یقینا آپ ؒ نے خدمت کو ہمیشہ

عبادت کا درجہ دیا ہے۔

عاجزی کی عظیم مثال:

2011ء میں بابا فضل الدین کلیامیؒ کے عرس مبارک کے موقع پر ہر سال کی طرح اس سال بھی 8 جنوری کو محفل کا اہتمام کیا گیا۔محفل شریف کے اختتام پر جب رخصت چاہی تو ہمارے پیر بھائی ملک نعمان صاحب نے باباجی حضور سے خصوصی دعاء کی درخواست کی تو آپ نے انتہائی عاجزی سے فرمایا

''میں اس قابل ناں جتنا تُساں ماہڑے اپر بھروسہ کیتا''

(میں اس قابل نہیں ہوں جتنا آپ میرے پر بھروسہ کرتے ہیں)

جناب سید شیراز ظفر صاحب پاس موجود تھے انہوں نے فرمایا، آپ یہ بات کیوں کہتے ہیں جبکہ آپ کے مرشد نے آپ کو اس قابل بنایا اور پھر سب سے بڑھ کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منظوری سے آپ کو مسند خلافت عطا کی گئی۔تو جواب میں آپ نے انتہائی عاجزی سے ارشاد فرمایا

یہ فلسفہ یہاں نہیں چلتا، ٹھیک ہے غیبی طور پر ایسا ہوگا لیکن اگر میں اپنے اندر جھانکوں تو مجھے اپنا پتا ہے۔ یہ صرف بزرگوں کی نظر کرم ہے۔میں اللہ سے ہمیشہ ایک ہی دعا کرتا ہوں جو حضرت سلیمانؑ کی دعا ہے

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ O

اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کیں ہیں اور ہمیشہ نیک کام کرتا رہوں

جس سے تو راضی ہو جائے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے
(سورۃ النمل:۱۹)

پھر آپ فرمانے لگے:

میں عشاء کے وتر صبح تہجد کے ساتھ ادا کرتا ہوں اور اس کے بعد جو دو نفل ادا کرتا ہوں ان میں ایک رکعت میں یہی دعا پڑھتا ہوں۔

اور پھر نماز کے بعد آخر میں یہ دعا کرتا ہوں کہ جیسے حضرت سلیمانؑ نے دعا کی کہ مجھے اپنی رحمت والے بندوں میں شامل فرما۔

میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے اپنی رحمت والے بندوں کی غلامی عطا کر۔

میں اُن کی ہمسری نہیں مانگتا ...... میں غلامی مانگتا ہوں۔

عاجزی وہ عظیم وصف ہے جس سے آپ کی پوری زندگی عبارت ہے۔عاجزی وانکساری کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے عاجزی اختیار کرنے اور تکبر سے بچنے کی تعلیم فرمائی اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''تکبر شیطانی فعل ہے۔جس نے بھی تکبر کیا،کسی بھی بات کا کیا، حسن کا،عزت،دولت کا،عہدے کا کسی بھی چیز کا تکبر کیا۔

تکبر تو مسلمان کے ساتھ جچتا ہی نہیں کسی صورت نہیں جچتا۔

اپنے آپ کو ہمیشہ عاجزی میں رکھیں کہ میرے سے کمتر تو کوئی بھی نہیں،جتنا میں سب سے کمتر ہوں،جتنا میں گناہ گار ہوں۔اگر دوسرے کو حقیر سمجھ کر خود کو بہتر سمجھیں گے تو یہ تکبر ہے۔

ایک اپنے نفس پر قابو رکھیں،دوسرا عاجزی کریں ان شاء اللہ آپ کو اللہ پاک کامیاب کریں گے۔

نفس خواہشات کو کہتے ہیں اور یہ نفس بیٹھے بیٹھے انسان کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتا ہے۔کبھی یہ خیالات آئیں تو ان کو جھٹک دینا چاہئے۔

نفس کُشی:

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کا یہ وصف آپ کی پوری زندگی پر چھایا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپؒ نے اپنی اس حیات مستعار کے لئے اس ایک صفت کا انتخاب کیا اور آپ نے اس نقطہ کو پا لیا تھا کہ یہ ایک وصف ہی اخروی کامیابی کی کنجی ہے۔لیکن اس کے حاملین کو اللہ کریم دنیا میں بھی بلند مقام سے نوازتا ہے۔

اس بارے میں ہمیشہ اپنے مریدین کی بھی تربیت فرماتے۔ ہر وہ چیز جس کی جو انسان طلب رکھتا ہے اُس سے رُکنے کو نفس کشی کہا جاتا ہے۔اس ضمن میں ایک بزرگ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں:

''میں نے ایک بزرگ کا واقعہ پڑھا۔اُن کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کوئی میٹھی چیز کھانی ہے سفر کرتے ہوئے اُنہیں ایک کنواں نظر آیا جس پر ایک رہٹ لگا تھا اور ایک اونٹ اُس کو چلا رہا ہے۔ وہ بزرگ اُس کنویں کے مالک کے پاس گئے اور فرمانے لگے کہ اونٹ تمہارا اپنا ہے یہ کرایہ پر لائے ہو اس نے جواب دیا کہ کرایہ پر لایا ہوں۔جواب میں اُس بزرگ نے کہا کل یہ نہیں لانا میں رہٹ چلاؤں گا۔وہ شخص مان گیا اگلے روز دن بھر رہٹ چلایا سارے دن کام کے بعد جو مزدوری ملی اس سے میٹھا تیار کیا اور جب کھانے لگے۔تو نفس کی طرف توجہ فرمائی کہ جس نفس کو کچلنے کے لئے اتنی تکلیف برداشت کی ہے پھر اُسی کی باتوں میں آکر اُس

کوخوش کرنے لگے ہو۔ یہ سوچ کر وہ کھاناوہیں چھوڑ دیا۔"

آپؒ فرماتے ہیں

خواہشات نفس کو مٹانا "صابری" بزرگوں کا ہی کام ہے۔قبلہ مرشد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے امام العشاق حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کی حیات مبارکہ کو بطور نمونہ اپنایا اور اپنی زندگی ایسے روزے دار کی حیثیت سے گزاری جس کا روزہ دنیاوی لذات سے دوری تھا۔اس ضمن میں باباجی کلیامیؒ کا ایک واقعہ جو گلزارِ فضل میں درج ہے وہ آپؒ سناتے اور اس کو بار بار پڑھنے کی تلقین کرتے۔ یہ ایک واقعہ آپؒ کی مبارک حیات میں نصابِ زیست کا درجہ رکھتا ہے۔بقول راجہ مولا بخش (مصنف گلزارِ فضل) :

وقت فجر دے اک عورت سی آئی روٹی لے کے
دہئیں والا ڈولا رکھیا کول حضرت دے بہہ کے
عرض کیتی یا حضرت ، منت منی میں تساڈی
کرم کرو تے کھاؤ اسنوں ایہ ہے خواہش ساڈی
حضرت نے فرمایا اسٹھیں ، کڈو اک پیالہ
مرچاں رتیاں پاؤ اس وچ ہوے لال اُجالا
حکم مطابق پیٹھیاں مرچاں وچہ پیالے پائیاں
اوہ برتن پکڑا فقراں خوب پسندہ آیاں
اوہ پیالہ دہئیں والا حضرت کھا مکایا
اتنی دیری ہور اک عورت نے نذرانہ لایا
کھنڈوا حلوہ بہت عجائب دودھ انگوں سی چٹا
روغن اس پر تردا پھردا عجب نعمت مٹھا

میدے دار پراٹھے آندے جیوں لُچیاں بازاری
جس نے کھاہدا یاد رہیا سی تاں وچہ عمراں ساری
ہے سی عورت عقلاں والی نالے شکلاں والی
عجب لباس عجائب زیور اول عمرا خوشحالی
امیر کسے دی بیوی ہے سی منہ پر برقعہ پایا
روٹی دھر کے پیریں لگی حضرت تھاپڑ لایا
یا حضرت ایہہ نذر تساڈی آندا ہے ایہہ کھاناں
اس کھانے تھیں نام خدا دے لقمہ اک اٹھاناں
تاں حضرت فرمایا اگوں ایہہ تے مول نہ کھاساں
میں تے روزہ رکھیاں ہویا مجلس وچہ ورتاساں
یا حضرت میں آپ دی خاطر منہ سر ساڑ پکایا
بیٹھی رہساں پاس تساڈے جب تک تساں نہ کھایا
آپ بھی کھاؤ تے ورتاؤ بھانڈے کردیو خالی
کھاسو تاں میں راضی ہوساں وڈیاں عیباں والی
سنگیاں کھاہدا تے میں کھاہدا ہوگیا منظوری
دل دو وچ وسواس نہ کرتوں پہنچ گئی مزدوری
بھن گراہ سائیں کالو صاحب نال کڑاہی لا کے
منہ صابر دے پاون لگے اپنا ہتھ اُٹھا کے
حضرت ہتھ پکڑ کے بولے منہ میرے نہ پانویں
مت روزہ بھج ونجے میرا پچھے ہتھ ہٹاویں

یہ حضرت اس عاجز بندی ایہہ تکلیف اُٹھائی
ایہہ ہک لقمہ کھاؤ خواجہ کھان ِکنوں بھلیائی
اگے اس تھیں اسے جھگہ کھا کے ڈِہتیں پیالہ
ہن ایویں کڈھ بیٹھے یارو بھمبس روزے والا
اٹکل بہانے کرنیوالی جیکر جس نہ آوے
مجلس اندر ایسا ویسا بہانہ نہ بناوے
اس گلاں نوں جیہڑا سُن سی ہاسہ اور بناسی
اک دیہاڑی اندر روزہ ، کھوجہ کنج سماسی
تاں فرمایا خواجہ صاحب روزہ ہور فقیراں
ساری عمراں اندر ہوندا روزہ عشق اسیراں
باراں گھنٹے روزہ ہوندا لوکاں دنیا داراں
شام ویلے افطار کریندے عیشاں کرن بہاراں
روزہ جو فقیراں ہوندا اوہ بس آکھ سناواں
خواہش نفسی دور کریندے ہور کے میں بتاواں
جو جو نفس کانا منگے اوہ کھانا نہیں کھاندے
جس کھانے تھیں نفرت کردا اسنوں ہتھ اُٹھاندے
جو کھانا میں اگے کھاہدا اوہ تے نفس نہ منگے
منہ ساڑے تے اندر جلاوے سنگوں مول نہ لنگھے
اس کھانے نوں چاہوے ایہہ پربھوراا ک نہ کھاساں
اس دشمن نوں ہر ویلے سیخاں چاہڑ جلا ساں

اتنی رمز نہ سمجھیں پیارے میں کے آکھ سناواں
دشمن نال محبت کر کے کیوں کر جھولی پاواں
اپنی گل حیاتی اندر دتی رج خرابی
سر نفسے دا ہیٹھ پیراں دے ملیا وانگ ترابی
نفسے نال سلوک نہیں کیتا پھر بھی مول نہ کرساں
چنگا کھاناں دیسا ناہیں مرچاں اگے دھر ساں
کھاوے توڑے نج نہ کھاوے چنگا مول نہ لگے
آتش برہون درگئی اندر رس گئی ہر ہر رگے
اس آتش نے کھانا پیناں نیندر عیش ہٹائی
سانگ سجن دی سینے لگی جس دی مرہم نہ کائی
ایسا عاشق ذات الٰہی دوجا ہور نہ تکیا
سر سجدے تھیں نہیں اُٹھایا دلبر اگے رکھیا
میں کم ذات کمینہ عاجز کوئی علم نہ رکھاں
مولا بخشا ذات فقر دی لکھ وی کردی لکھاں

اسراف سے نفرت:

فضول خرچی آپؒ کو انتہائی ناپسند تھی ۔ہمیشہ سادگی کی ترغیب دیتے ۔زندگی کے ہر شعبے میں آپ سادگی کو پسند کرتے تھے ۔آپ ایک وقت میں انواع واقسام کے کھانے ایک ساتھ تیار کرنا کبھی پسند نہ کرتے اور جب کبھی بھی ایسا موقع آتا ہمیشہ یہ تلقین فرماتے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس چیز کو ناپسند فرمایا ہے اور جب کریم آقا ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ دنیا کے عیش وعشرت اور اس کی لذتوں سے کنارہ کش رہتے تھے اور زہد وقناعت والی

زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے تھے تاکہ آخرت میں ان کا ثواب زیادہ ہو۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝

اور جس دن کافر لوگ آتشِ دوزخ کے سامنے پیش کئے جائیں گے (تو ان سے کہا جائے گا:) تم اپنی لذیذ و مرغوب چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں ہی حاصل کر چکے اور ان سے (خوب) نفع اندوز بھی ہو چکے۔ پس آج کے دن تمہیں ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس وجہ سے کہ تم زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے (بھی) کہ تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔ (سورۃ الاحقاف: ۲۰)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! ہمیں بھی زندگی کی لذتیں حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے اور ہم بھی یہ حکم دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے لئے چھوٹی بکری بھونی جائے، میدے کی روٹی اور مشکیزے میں نبیذ بنائی جائے، یہاں تک کہ جب گوشت، چکور کی طرح (نرم) ہو جائے تو اسے کھائیں اور نبیذ پئیں، لیکن (ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ) ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ پاکیزہ چیزوں کو آخرت کے لئے بچا لیں کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سن رکھا ہے:

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا

تم اپنی لذیذ و مرغوب چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں ہی حاصل کر چکے
اور ان سے (خوب) نفع اندوز بھی ہو چکے

☆

کرامات

اللہ کامیاب کرے:

سید عمران افگن صاحب گجرات سے تعلق رکھتے ہیں۔ سید شیراز ظفر صاحب کی معرفت جب انہیں پہلی بار انہیں جنوری 2010ء میں حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کے عرس مبارک پر دعوت دی گئی تو قبلہ مرشد گرامیؒ سے ملاقات ہوئی۔

ہر ملنے والے کی طرح آپ بھی باباجی محترم کے اخلاق اور اُن کی شفقت سے بے حد متاثر ہوئے اور اکثر و بیشتر ملاقات رہنے لگی۔ آپ فرماتے ہیں کہ 2019ء میں ایک دن حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے عرس مبارک کی پوسٹ دیکھی تو دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس بار ضرور حاضری ہوگی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ:

> دل میں یہ خیال پیدا ہی ہوا تو کچھ لمحے بعد جناب سید شیراز ظفر صاحب کی کال آتی ہے اور شاہ صاحب فرمانے لگے صاجزادہ راشد صاحب کی خواہش ہے کہ آپ محفل نعت میں شرکت فرمائیں۔ حالانکہ اشتہار چھپ چکے تھے اور ان میں میرا نام شامل نہیں تھا۔ میں چونکہ دل میں پہلے سے ارادہ کیے بیٹھا تھا تو میں نے دعوت قبول کی اور حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔
>
> 27 ستمبر 2019ء بروز جمعہ محفل شریف میں شرکت تھی۔ محفل

سے چند روز قبل میں یہ خواب دیکھتا ہوں کہ میں پانی کے کنارے ہوں اور
میرے ہاتھ میں درانتی کی طرز کا کوئی اوزار ہے اور مچھلیاں میرے پاس
ایسے آ رہی ہیں جیسے وہ کہہ رہی ہیں کہ ہمیں بھی نکالو اور میں اتنی مچھلی جمع کرتا
ہوں کہ مجھ سے اُٹھائی بھی نہیں جا رہی ، آدھی سمیٹتا ہوں اور آدھی چھوڑ دیتا
ہوں کہ دوبارہ آ کر لوں گا۔

جمعہ کے روز آستانہ شریف پر جناب سید عمران افگن شاہ صاحب تشریف لائے باباجی حضور سے ملاقات ہوئی میں اس وقت باباجی کے پاس بیٹھا تھا۔ جب شاہ صاحب نے محفل میں جانے کی اجازت چاہی تو باباجی نے تھپکی دی اور دونوں ہاتھوں سے رخصت کرتے ہوئے فرمایا

''جاؤ اللہ کامیاب کرے''

میرے دل میں ایک لمحے کو خیال گزرا کہ باباجی نے یہ دعا کیوں دی کہ اللہ کامیاب کرے جب کہ اس موقع پر ''اللہ قبول کرے'' یا ''اللہ راضی ہو'' ایسی کوئی دعا دی جا سکتی تھی۔ محفل شروع ہوئی شاہ جی کی بہت کمال حاضری ہوئی پوری محفل پر عشق سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیفیت چھائی ہوئی تھی۔ محفل کے اختتام پر جب عمرہ کے ٹکٹ کی قرعہ اندازی کی گئی تو اُس ''کامیابی'' کا مطلب واضح ہو چکا تھا۔ جناب سید عمران افگن شاہ صاحب کے نام عمرہ کا قرعہ نکل چکا تھا۔

جناب شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے عمرہ شریف کی قرعہ اندازی کا سُنا تھا میرے دل کو یقین سا تھا کہ جیسے یہ مجھے ہی ملے گا۔ اور بلا شبہ یہ بھی اُس خواب کی ایک تعبیر تھی جو میں نے یہاں حاضر ہونے سے قبل دیکھا تھا۔

7 سال بعد بھی بچہ آپکو یاد تھا:

آپؒ کے مریدوں میں سے چھان گاؤں کا ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میرا بچہ میرے ساتھ ایک شادی میں شرکت کے لئے مردان گیا تھا اور وہاں گُم ہوگیا۔آپ نے اُس شخص کو تسلی دلی اور فرمایا کہ فکر نہ کرو اُسے کچھ نہیں ہوگا اور وہ مل جائے گا۔آپؒ نے بچے کا نام لکھا اور چٹ اپنی جیب میں رکھ لی۔سات سال کا عرصہ گزر گیا۔اس دوران وہ شخص بھی آپ کے پاس آتا اور آپ اُس کو تسلی دیتے رہے۔

سات سال بعد ایک دن وہ بچہ اپنے والد کے ساتھ آپ سے ملاقات کے لئے آیا اور اُس کے والد نے بتایا کہ ہمارا بچہ مل گیا ہے۔باباجی نے وہ چٹ اپنی جیب سے نکالی اور اُس کو دی کہ یہ بچہ تھا جو گُم ہوا تھا۔

وہ شخص کہتا ہے کہ میں حیران تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ سات سال بعد بھی وہ چٹ آپ کی جیب میں ویسے ہی نکلے جیسے آپ نے لکھ کر رکھی تھی۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی اس بچے کو اپنی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا اور مسلسل اس کو اپنی دعاؤں اور اپنی یاد میں رکھا تا آنکہ وہ صحیح سلامت اپنے والدین تک پہنچ نہیں گیا۔

کوئی میرا مرید کیسے لے سکتا ہے؟

آپ کے مریدین میں سے دو بھائیوں (جن کے نام دانستہ طور پر تحریر نہیں کیے جا رہے) میں سے بڑے بھائی کا دوستانہ ایک آزاد خیال شخص سے ہوگیا جو خود کو قلندری سلسلہ کے کسی بزرگ کا خلیفہ بتاتا تھا۔چھوٹے بھائی کو یہ بات ناپسند تھی اور ویسے بھی وہ شخص اکثر اس چھوٹے بھائی کو کہتا کہ میں نے تمہارے پیر کا مرید (یعنی اس کا بڑا بھائی) چھین لیا ہے۔

وہ شخص انتہائی پریشان بھی ہوتا اور غصہ میں بھی آتا۔اکثر وہ باباجی حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو شکایت کرتا کہ حضور وہ شخص مجھے بہت تنگ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تمہارے

پیر کا مرید چھین لیا ہے۔ جس پر قبلہ مرشد گرامی نے اپنے مخصوص انداز میں تبسم فرمایا اور یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ

"اُسے کہو باقی بھی لے جائے"

پھر ہفتہ دو گزرنے کے بعد جب وہ دوبارہ حاضر ہوا تو اُس نے پھر اس معاملہ کی شکایت کی۔ باباجی تکیے سے ٹیک لگائے اپنی چارپائی پر بیٹھے تھے۔ جب اُس شخص نے دوبارہ یہ بات دہرائی تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور انتہائی پُر اعتماد لہجے میں گویا ہوئے

"اُسے بتاؤ کہ مجھ سے جو بندہ ایک بار دوائی لے کر جاتا ہے۔ دوبارہ وہ کہیں
اور نہیں جاتا تو وہ میرے مرید کیسے چھین سکتا ہے"

اُس واقعہ کے کچھ دن بعد اُس نے بتایا کہ وہ شخص کہیں چلا گیا ہے اور یوں اُس کے بھائی کو بھی بُری صحبت سے رہائی ملی اور اُس نے آئندہ کسی ایسی سنگت سے توبہ کر لی۔

دور اندیشی:

راجہ امیر خان مورت کے مقام رہائشی ہیں اور حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر صاحبؒ گولڑہ شریف سے نسبت رکھتے ہیں۔ جب سے قبلہ مرشد گرامیؒ سے تعلق استوار ہوا اس وقت سے آپؒ سے ایک خاص محبت اور عقیدت کا رشتہ قائم ہے۔ محکمہ پولیس میں ملازمت کی اور جب ریٹائرمنٹ لی تو باباجی سے روزانہ صبح ملاقات کو اپنا معمول بنالیا۔

وہ کہتے ہیں دوران ملازمت ہی ایک دن میں چھٹی آیا تو قبلہ میاں صاحب اور پی ٹی رشید صاحب صبح صبح ہمارے گھر تشریف لائے، دستک دی۔ جب میں باہر آیا تو آپ کو دیکھ کر حیران بھی ہوا اور خوش بھی میں نے آپ کو گھر کے اندر آنے کی دعوت دی لیکن آپ فرمانے لگے میرے ساتھ واپڈا کے ملازمین ہیں یہ آپ کی زمین میں بجلی کا کھمبا لگانا چاہتے ہیں۔ تو آپ ان کو اجازت دیں۔ امیر خان کہتے ہیں کہ میرے والد واپڈا والوں کو اجازت نہیں دیتے تھے لیکن جب میاں

صاحب نے حکم فرمایا تو میں نے بلا تاخیر آپ کا حکم تسلیم کیا اور عرض کی جیسے آپ حکم فرمائیں گے ایسے ہی ہو گا۔

چند دن گزرے میں آپؒ کی خدمت میں حاضر تھا تو آپؒ فرمانے لگے کہ اب تم سب بھائیوں کی شادیاں ہو چکی ہیں اور سب صاحب اولاد ہیں لہذا اب تم اپنا گھر بناؤ اور الگ ہو جاؤ۔ میں نے مالی حالات کے بہتر نہ ہونے کا ذکر کیا تو فرمانے لگے تم گھر بنانا شروع کرو اللہ پاک مدد فرمائیں گے۔ ابھی 2 ماہ بھی نہ گزرے ہوں گے کہ میرے والدین نے مجھے کہا کہ اب تمہیں اپنا الگ گھر بنا کر علیحدہ ہو جانا چاہئے۔ مجھے قبلہ باباجی حضورؒ کی بات بھی یاد آئی تو میں فوراً آپ کے پاس گیا اور عرض کی کہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق اپنا گھر بنانے کا ارادہ کیا ہے اب آپ میرے ساتھ چلیں اور میرے گھر کا سنگ بنیاد بھی رکھیں اور دعا بھی فرمائیں۔

بنیادوں کی کھدائی شروع ہوئی تو آپ فرمانے لگے کہ جن بنیادوں میں کھدائی کے دوران پانی بھر جائے (یعنی بارش ہو جائے) وہ بڑی برکت والی ہوتی ہیں۔ امر الٰہی سے رات بارش ہوئی اور تمام بنیادیں پانی سے بھر گئیں۔ میں نے جب عرض کی کہ بنیادیں پانی سے بھر گئی ہیں تو فرمانے لگے اللہ برکت دے گا۔ جب مکان تعمیر ہوئے تو میرے گھر کا کوئی معقول رستہ نہیں تھا۔ ایک جو پگڈنڈی تھی وہ بھی اکثر اس میں باڑ لگا کر بند کر دی جاتی تھی۔ میں ایک دن حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا تو کوئی باقاعدہ رستہ بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے کافی مشکلات ہیں۔ جواب میں آپ فرمانے لگے کہ آپ کو جو رستہ ملے گا سب گاؤں والے آپ پر رشک کریں گے۔ میں دل میں سوچ رہا تھا ایسا کیسے ممکن ہے وہاں تو دور دور تک کوئی ایسے آثار نہیں ہیں۔

چند ماہ بعد ہی ایک دن صبح صبح کچھ لوگ گھر کے سامنے نشاندی کر رہے تھے۔ میں نے جب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا یہاں ایک نیا روڈ تعمیر کیا جائے گا اور اس نشاندہی کے کچھ ہی دن میں وہ روڈ تیار ہو چکا تھا۔ آج سارا علاقہ حیران ہے کہ جہاں کسی ترقیاتی کام کا دور دور تک نام و

نشان نہ تھا۔لیکن آپ نے پہلے وہاں کھمبا لگانے اور پھر گھر کی تعمیر کا حکم دیا اور آج وہاں ایک وسیع اور پکا روڈ بھی بن چکا ہے۔ بظاہر دیکھنے میں یوں لگتا ہے کہ یہ سب ایک اچھی منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا ہے۔

دعا ہوگئی:

حاجی صداقت صاحب دربار شریف کا لنگر پکانے کی ڈیوٹی کرتے ہیں قبلہ مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ آپ سے بہت خوش تھے۔حاجی صاحب کہتے ہیں ایک روز میں نے کاروباری جگہ پر ایک جھگڑے کے بارے میں عرض کیا اور کہا کہ میرا پڑوسی بلا وجہ بہت تنگ کرتا ہے۔جس پر آپ نے فرمایا کہ تم کوئی اور جگہ تلاش کرو اور یہ جگہ چھوڑ دو۔

میں نے آپؒ کی بات کو من وعن تسلیم کیا اور فوراً نئی جگہ شفٹ ہوگیا۔ بظاہر تو یہ ایک مشکل فیصلہ تھا کہ ایک جگہ جہاں پر کاروبار ٹھیک چلتا ہو اُس کو چھوڑنے سے نقصان کا خطرہ ہوتا ہے۔لیکن آپؒ کی نگاہیں اُس خیر کو دیکھ رہیں تھیں جو اس ہجرت میں چھپا تھا۔

نئی جگہ پر میرے کام کو ایسے عروج عطا ہوا کہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی حاصل ہونے لگی۔اللہ پاک نے میرے کاروبار کو بہت وسعت عطا فرمائی۔

ایسے ہی ایک روز جب میری آپؒ سے آخری بار ملاقات ہوئی تو میں نے دعا کے لئے درخواست کی تو فرمانے لگے جاؤ دعا ہوگئی اور آپ نے تین بار یہی ارشاد فرمایا۔

جب میں گھر پہنچا تو میرا ایک پلاٹ جس کی ٹرانسفر کافی عرصہ سے رُکی تھی مالکان ٹرانسفر نہیں کروا رہے تھے وہ خود میرے گھر آئے اور کہا کے چلو پلاٹ ٹرانسفر کروانے جانا ہے۔ایسے ہی کچھ لوگوں نے میرے پیسے دینے تھے اور وہ پیسے ادا نہیں کر رہے تھے وہ بھی میرے پاس خود آئے، پیسے واپس کیے اور معافی بھی مانگی کہ ہم سے غلطی ہوئی۔

☆

وفا کے پیکر

چوہدری محمود صاحب:

کھیری مورت میں چوہدری فضل داد اور چوہدری گلاب خان کا خاندان آباد تھے۔ جب میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ نے مورت ہجرت کی تو چوہدری برادران (چوہدری محمود صاحب کے نانا اور دادا) سے ایک مسجد اور اُس کے ساتھ حجرہ تعمیر کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا تو جواب میں چوہدری گلاب خان نے کہا کہ یہ سب زمین آپ کی ہے آپ جہاں چاہیں مسجد تعمیر کر سکتے ہیں۔

جب چوہدری گلاب خان کی وفات ہوئی تو اہل خانہ نے تدفین کے لئے اپنے آبائی قبرستان کا انتخاب کیا لیکن میاں صاحبؒ نے چوہدری بوستان خان کو بُلا کر آستانہ شریف کے قبرستان میں قبر کرنے کا حکم فرمایا۔ شروع میں تو چوہدری بوستان نے پس و پیش سے کام لیا لیکن جب میاں صاحب نے حکم فرمایا تو سب نے اس کی تعمیل کی۔

اس خاندان کے ساتھ والہانہ محبت کا ذکر کرتے ہوئے چوہدری محمود صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1982ء میں جب میری شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں تو گاؤں میں رائج رسم و رواج کے مطابق دلہا کو ناراض ہو کر اپنے کسی رشتہ دار کے جانا ہوتا ہے۔ لہذا رائج طریق کار کے مطابق میں نے گروٹی (مورت کے نواح میں ایک ڈھوک) جانا تھا۔ جب محترم میاں صاحب کو

معلوم ہوا تو آپ نے انتہائی شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا

''میں اس کا نانا بھی ہوں اور میں ہی اس کا دادا بھی یہ اور کہیں کیوں جائے گا''

چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ میرے والد چوہدری بوستان خان نے قبلہ بڑے میاں صاحبؒ سے عرض کی کہ رسم و رواج کے مطابق شادی بیاہ کی تقاریب میں ڈھول باجا بھی ہوتا ہے تو میں نہیں چاہتا کہ آپ کے ہاں یہ سب کچھ ہو۔جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا بچہ ہے اور جیسے آپ کا پروگرام ہے اس کے مطابق آپ کو سب کچھ کرنے کی اجازت ہے لیکن یہ تقریب یہاں ہی ہوگی۔آپ کے اس حکم کے آگے میرے والد صاحب اور سب نے سر تسلیم خم کیا ۔محترم بڑے میاں صاحبؒ نے ایک عدد پگڑی منگوا کر اُس کو صابری رنگ میں رنگوایا۔

شام کو عزیز و اقارب جمع ہوئے چائے اور رس کے ساتھ اُن کی تواضع کی گئی۔اُس کے بعد جب میرے والد صاحب نے جانے کے لئے اجازت چاہی تو میاں صاحب نے فرمایا تم نے کہا تھا کہ کوئی ڈوم مراثی بھی ہوں گے تو وہ کہاں ہیں جس پر میرے والد صاحب نے کہا کہ وہ پروگرام ہم گھر میں ہی کریں گے۔لیکن میاں صاحب نے کہا انہیں یہاں پر ہی بلواؤ۔لہذا انہیں بلوایا گیا انہوں نے بھی پاس ادب بہت مختصر سا گانا گایا اور میاں صاحب نے انہیں کچھ پیسے بھی دیے۔پھر آپؒ نے وہ پگڑی منگوائی اور اپنے ہاتھوں سے مجھے پہنائی۔

چوہدری محمود صاحب نے بھی اپنی خاندانی شرافت اور وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے ہمیشہ اس خانوادے کے ساتھ اخلاص اور محبت کا تعلق قائم رکھا۔آپ نے آباؤ اجداد کے اس تعلق کی نہ صرف خود لاج نبھائی بلکہ اپنی اولاد کو بھی یہی درس دیا۔چوہدری صاحب نے تمام عمر حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی خدمت میں گزاری ہر خوشی غمی میں آپ نے ایک خاندان کے فرد کی طرح اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا اور کسی معاملہ میں پیچھے نہ ہٹے۔

دنیا اس بات کی شاہد ہے کہ چوہدری بوستان خان اپنے قلبی لگاؤ کی وجہ سے تادم مرگ

حضور میاں صاحبؒ کے مزار پر آتے اور قدموں میں بیٹھ کر آپ کی قبر پر ایسے ہاتھ لگاتے رہتے جسے آپ میاں صاحبؒ کی ظاہری حیات میں اُن کی ٹانگیں دباتے تھے۔

یہ اعزاز بھی اللہ کریم نے آپ کے نصیب میں رکھا کہ قبلہ مرشد گرامی نے صاجزادہ راشد مسعود صاحب کو جن وفادار ساتھیوں کا تحفہ دیا آپ بھی اُن میں سے ایک ہیں۔ یقیناً اعتماد کا یہ مقام ایک دن کی بات نہیں ہے۔آپ نے یہ مقام اپنی کئی نسلوں کی بےلوث وفاداری سے حاصل کیا ہے۔

محمود خان مغل صاحب:

محمود صاحب مورت کے رہائشی ہیں۔آپ کا تعلق مورت میں آباد مغل قوم سے ہے۔ آپ خاموش طبع انسان اور بے ضرر شخصیت کے مالک ہیں۔حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کے ساتھ آپ کی وفاداری روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ظاہری طور پر آپ نے قبلہ مرشد گرامی کی بیعت نہ کی تھی لیکن آپ ایک باادب مرید سے زیادہ آپؒ کی تعظیم کرتے تھے۔قبلہ مرشد گرامی آپ کو ہمیشہ ایک دوست کی نظر سے دیکھتے تھے۔لیکن کمال ادب دیکھئے کہ آپ نے ہمیشہ خود کو ایک وفاشعار خادم کے طور پر آپؒ کی خدمت میں مگن رکھا۔محمود صاحب کی زوجہ میاں صاحب کے کپڑے لے جاتیں، دھوتیں اور استری کر کے واپس چھوڑ جاتیں تھی اس طرح اپنے شوہر کے ساتھ ساتھ انہوں نے بھی اپنے شب و روز قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں گزارے۔

لالچ اور طمع انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔اس مشکل ترین کام کے لئے بھی قبلہ مرشد گرامیؒ نے جناب محمود صاحب کا انتخاب کیا اور اپنے تمام مالی معاملات کی نگرانی کے لئے محمود صاحب کی ذمہ داری لگائی۔جو آپ نے انتہائی امانتداری اور دیانتداری سے نبھائی۔

قبلہ باباجی حضورؒ نے جب عمرہ شریف کا سفر اختیار کیا تو جناب محمود صاحب بھی اُس سفر

میں آپ کے ہمراہ تھے۔وہاں بھی آپ نے باباجی حضور کی خدمت کی ڈیوٹی نبھائی۔مدینہ شریف میں حاضری کے دوران ایک ایسا واقع رونما ہوا جو نہ اس سے پہلے ہوا اور نہ اس کے بعد بارگاہ سیدالوریٰ میں حاضری کے دوران حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ نے جناب محمود صاحب کو بیعت ہونے کا حکم دیا۔آج جناب محمود صاحب کی خدمتوں کا صلہ دیا جانا تھا یہ اعزاز صرف جناب محمود صاحب کو حاصل ہے کہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں بیٹھ کر اپنے شیخ کے دست مبارک میں اپنا ہاتھ دیا اور شرف بیعت حاصل کیا۔اور آپ ہی وہ واحد شخص ہیں جنہیں جنابِ مرشد نے خود بیعت ہونے کی پیشکش کی۔

محمد نذیر صاحب:

بھڈانہ اسلام آباد سے تعلق رکھنے والا ایک نوجوان محمد نذیر حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے بارگاہ میں حاضر خدمت ہوتا ہے اور خدام آستانہ میں شامل ہو کر آپؒ اور آپ کی خانقاہ پر حاضر ہونے والے مہمانوں کی خدمت کا عزم کرتا ہے۔

501 ورکشاپ میں وہیکل مکینک یہ نوجوان انتہائی محنتی اور نیک نیت خدمت گار ثابت ہوا۔جب کبھی عرس کا موقع ہو یا آستانہ شریف پر کوئی تقریب ہو ہمیشہ ہمت و حوصلہ اور ایمانداری سے محنت کرتا یہ نوجوان آپ کی قربت حاصل کرتا ہے اور بہت جلد یہ محمد نذیر آپ کے خاندان کے ایک فرد کے طور پر دکھائی دیتا ہے۔

تمام عمر آپ کی خدمت میں گزاری اور آپؒ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزدے حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی خدمت میں مصروف رہے۔محمد نذیر نے اپنی زندگی میاں صاحبؒ کے خاندان کے لئے وقف کر دی ہے۔وہ نوجوان محمد نذیر آج چاچا نذیر بن کر آپؒ کے پوتے صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کے دست راست ہیں۔ ہاتھوں میں لرزہ

ہے بدن میں ضعف ہے لیکن وفا میں کمی نہیں ہے جذبہء خدمت ماند نہیں پڑا، اخلاص میں کھوٹ نہیں آیا، آرام طلبی نے بدن کو نہ جکڑا۔

وفا کی یہ مثالیں فقط انہی آستانوں پر دیکھی جا سکتی ہیں جہاں ان جیسے پیکر شرافت ہر طرح کے غرض و لالچ سے پاک ہو کر فقط رضائے الٰہی کے طالب ہوتے ہیں۔ چاہے بابا نذیر ہوں یا چوہدری محمود یا ان کا نام کوئی بھی ہو یہی بندگان خدا مجسم اخلاص بن کر ان آستانوں پر ستاروں کی مانند چمکتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور اولیائے کاملین آپ تمام احباب سے راضی ہوں۔

باب سادس

خراجِ عقیدت

عاشقی سے کیا مطلب دوستی کا دعویٰ کیا
ہم تیرے فقیروں میں ہم تیرے غلاموں میں

☆

شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی

کا صاجزادہ راشد مسعود کلیامی مدظلہ العالی کو ٹیلیفونک پیغام

مجھے مرکز سے اطلاع ملی ہے کہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ وصال فرما گئے ہیں ’’انا للہ و انا الیہ راجعون‘‘ اللہ تعالیٰ اُن کی بخشش و مغفرت فرمائے، اُن کے درجات بلند فرمائے اور انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت عطا فرمائے ۔اعلیٰ علیین میں بلند جگہ عطا فرمائے ۔اللہ رب العزت انہیں انبیاء صدیقین مقربین شہداء اولیاء اور صالحین کی معیت نصیب کرے اور ان کی قبر کو بھی جنت الفردوس کا باغ بنا دے اُن کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے ۔آخرت کے سفر میں ہر وقت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت اُن پر سایہ فگن رہے ۔

اس موقع پہ بیٹے میں آپ سے بھی تعزیت کرتا ہوں اور آپ کی پوری فیملی ممبران جو ہیں پسماندگان اور کلیام شریف جو دربار ہے، دربار عالیہ اُس کے وابستگان عقیدتمند، مریدین، متوسلین جو سلسلے کے سب کو میری طرف سے تعزیت کر دیں میرا اسلام اور میری دعاء پہنچا دیں ۔

اللہ پاک آپ کو صبر جمیل عطاء کرے ہمت اور حوصلہ دے اور اپنے بزرگوں کی طرح نیکی، تقویٰ، پرہیزگاری، صالحیت اور صدق و صفا کی راہ پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

(آمین)

☆

سید زبیب مسعود شاہ بخاری

(تمغہءامتیاز - صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی)

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ سے میری بالمشافہ ملاقات تقریباً سنہ 2012 کے قریب ہوئی اس سے قبل آپ کا ذکر خیر عموماً اپنے شاگرد سید شیراز ظفر سے سنا کرتا تھا جو کہ آپؒ کے محب و مرید ہیں۔ جب بھی شاہ جی مجھے ملتے اپنے مرشد کے گن گاتے اور میرے دل میں ملاقات کا شوق بھی اجاگر کرتے۔ غالباً سن 2012 میں بالمشافہ ملاقات ہوئی تو میں نے آپؒ کو آپ کے ذکر سے کئی گنا بڑھ کر پایا۔

حضرت واصف علی واصف رح کا قول ہے کہ

"فقیری کا سفر بے ضرر ہونے سے شروع ہوتا ہے اور نفع بخش ہونے پر کامل"

میں نے حضرت میاں صاحبؒ کو اس قول کے عین مصداق پایا۔ جن کا ہر لمحہ مخلوق کی خدمت و دادرسی میں گزرتا دیکھا۔ اگر میں یوں کہوں کہ آپؒ سراپا عجز و نیاز تو تھے ہی مگر سراپا خیر خواہ بھی تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔

آپؒ عشق الہی کی سرشاری کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذات سے والہانہ محبت کا عملی نمونہ تھے۔ اور اپنے نبی کی اُمت کی خیر خواہی ہر دم آپکا نصب العین تھا۔ آپؒ نعت سے خاص شغف رکھتے اور اساتذہ کے کلام کو سننے کو ہمیشہ ترجیح دیتے۔ مجھے اپنی زندگی میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نعت کے صدقے دنیا بھر میں الحمدللہ بہت سے اولیاء کاملین سے شرف ملاقات نصیب ہوا اور حضرت میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ ان ہستیوں میں سے ایک ناقابل فراموش ہستی ہیں جن سے ملاقات میری زیست کا سرمایا رہا۔

آپؒ کے بعد آپکے تربیت یافتہ میرے دل کے بہت قریب صاحبزادے و جانشین پروفیسر ڈاکٹر راشد مسعود کلیامی مدظلہ خواجگان چشتیہ صابریہ کے اس عظیم جادہ پر مسند نشیں ہیں اللہ کریم انہیں قدم قدم حضرت میاں صاحبؒ کے فیوض و برکات کو مزید عام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین

☆

محمد اشفاق ہاشمی

(سیکریٹری جنرل الکرم فرینڈز، پاکستان)

سر نامہء ورق پر درج شدہ سُنہری حروف اور مقدس کلمات ''اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید'' کے بعد مندرج عبارت میں جو القابات جلیلہ ہیں، احقر یہ سمجھتا ہے کہ حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامی ؒ ان کا مصداقِ اتم تھے۔ آپ کی ذاتِ گرامی قدر کی اگر تشریح کی جائے تو آپ پیکرِ عجز و انکسار تھے، للہیت، اخلاص، غناء، توکل، تقویٰ کیساتھ ساتھ خدمتِ خلق وہ نمایاں اوصاف فاضلہ ہیں جو آپ کا طرہء امتیاز تھے اور یہی وصف ولایت کے عناصر اور اولیاء کے خواص میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ کا شمار اِس دور کے ان برگزیدہ مشائخ اور چنیدہ شخصیات میں ہوتا ہے جنہیں دیکھتے ہی خدا یاد آجاتا ہے۔

دعا ہے اللہ کریم انکی رحلت کا صدمہ برداشت کرنے، صبر و ہمت سے ان صبر آزما لمحات میں تسکین پانے اور کلماتِ شکر سے بارگاہِ صمدیت میں سپاس گزاری کی دائمی توفیقات عطا فرمائے۔ (آمین)

☆

علامہ جمیل احمد زاہد

(مرکزی ناظم دعوت منہاج القرآن انٹرنیشنل)

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ اللہ رسول کی محبت وعشق میں فنا تھے۔ سراپا عجز وانکسار تھے۔آپ مجمع البحرین کے مصداق تھے۔ ایک طرف تصوف وسلوک کی یاد کو زندہ رکھے ہوئے تھے تو دوسری طرف اصحاب صُفہ کی یادوں کا گلدستہ (تحفیظ القرآن مدرسہ کی شکل میں) سجائے بیٹھے تھے۔

میری اُن سے بارہا ملاقات کا سلسلہ تھا مگر ہر ملاقات میں پیار پہلے کی نسبت بڑھ جاتا۔ 2020 میلاد پاک کے پروگرام میں آپ سپیشل اپنے حجرے سے نکل کر پنڈال میں رونق افروز ہوئے۔بندہ ناچیز کے ٹوٹے پھوٹے کلمات سُن کر داد بھی دی اور فرمایا کہ میرا دل تھا کہ آپ آج معجزات پر گفتگو کرتے۔میں نے اگلی مرتبہ کا وعدہ کیا مگر اس سے پہلے آپ اپنے مالک کے پاس بسیرا کر چکے۔۔۔!

اللہ کریم اُنکو حضرات حسنین کریمین کے قدمین شریفین میں جگہ عطاء فرمائے اور صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کو ان کا مشن استقامت کے ساتھ آگے بڑھانے کی ہمت اور توفیق عطاء فرمائے۔(آمین بجاہ سید المرسلین)

••

☆

علامہ خلیق شہزاد صابر فریدی

(پی ایچ ڈی سکالر،نمل)

انچارج بزمِ ادب مدرسہ صابریہ ستاریہ اینڈ نورالہدیٰ کالج آف شریعہ،مورت

انوکھی وضع ہے،سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے،یارب! رہنے والے ہیں

یہ انوکھی وضع کے مالک لوگ واقعی ساری دنیا کے سارے انسانوں سے مختلف ہوا کرتے ہیں، جب انسان بے تاب ہو کر یہ کہتا پھرتا ہے کہ سلطنت کا تاج چاہیے،اور یہ خاص وضع کا بندہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ کہتا پھرتا ہے کہ مولا بن تاج کے ہی راج چاہیے۔

جب ایک عام بندہ سیم وزر کا ہار چاہتا ہے تو یہ انوکھی وضع کا حامل بندہ اک کوچہء یار چاہتا ہے۔

جب دھرتی کا ایک عام انسان دعائیں کرتا ہے کہ پروردگار مجھے مالا مال کر دے تو یہ انوکھی وضع کا مالک انسان اس سوچ میں ہوتا ہے کہ دنیا کو پائمال کر دے۔

جب دنیا کا طالب شہرت کے لیے مرا جا رہا ہوتا ہے تو یہ درویش؛ گمنامی کے لبادہ میں صرف رب کے حضور مٹا جا رہا ہوتا ہے۔

مجھے خاک میں ملا کر،میری خاک بھی اُڑا دے
تیرے نام پہ مِٹا ہوں، مجھے کیا غرض نشاں سے

آج کے اِس مادیت پسند اور پُرفتن دور میں جہاں ہر طرف تحصیل منصب اور جاہ پرستی نے اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ وہاں اس چشمِ فلک نے ایسے مردِ قلندر کی زیارت بھی کی ہے کہ جس کے دن؛ اللہ عزّوجلّ کے بندوں اور اُس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غلاموں کی خدمت کرتے گزر جاتے تھے اور راتیں رب کے حضور اس امت کی بھلائی کے لیے دعائیں مانگتے گزر جاتی تھیں۔ انہوں نے اپنے اجدادِ امجاد کی قبروں کو کاروبار کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ وہاں لنگر خانہ قائم کر کے مفلوک الحال مخلوق کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔

دنیا اس ہستی کو حضرت میاں محمد عارف چشتی کلیامی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے، جنہوں نے اپنے جدّ امجد بانیءِ سلسلہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی وعلمی فیضان کو معتقدین تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ علمی میدان کے اس بے تاج بادشاہ نے خود تو گمنامی اور عاجزی سے زندگی گزار دی لیکن اللہ، رسول کے دین کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کے لیے صابری آستانہ کھیری مورت میں مدرسہ کا قیام عمل میں لایا۔ آپ یادگارِ اسلاف بھی تھے اور جدید دنیا کے شہسواروں کے تاجوَر بھی، وہ محبت کا استعارہ بھی تھے اور خدمت خلق کا مرقّع بھی، وہ حق کے علمبردار بھی تھے اور باطل سے پنجہ آزما بھی، وہ حلقہءِ یاراں میں ریشم کی طرح نرم تھے تو رزمِ حق و باطل میں فولاد بھی، جو اندر اور باہر سے ایک جیسے تھے، منافقت جن کے قریب سے بھی نہیں گزری۔ جن کے ذہن میں خشیتِ الٰہی اور دل میں عشقِ مصطفٰی رچا بسا تھا۔ جو خلفائے راشدین کی صداقت، عدالت، سخاوت اور شجاعت کے امین تھے۔ جو صحابہ کرام کی اقتداء میں اہلِ بیت کی مودّت لے کر میدانِ عمل میں مردِ حُر کا کردار بے لوث ہو کر ادا کرتے رہے۔

عاجزی اور انکساری کا یہ عالم کہ آج کی رنگین دنیا میں بھی باوجود مُحبّین کے اصرار کے ایک عام اور سادہ سے کمرہ میں اپنی عارضی زندگی گزار کر قبر وحشر کی دائمی نعمتوں کا سودا کر گئے۔

یہی وہ لوگ ہیں کہ جن سے عداوت رکھنے والوں کے ساتھ اللہ کریم نے اعلانِ جنگ کر رکھا ہے۔
13 فروری 2021، بروز ہفتہ کو یہ مردِ درویش اپنے خالق حقیقی کے حضور پیش ہوگیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کا مزارِ پُر انوار صابری آستانہ کھیری مورت (ٹھلیاں انٹر چینج) نزد نیو انٹرنیشنل ایئر پورٹ اسلام آباد مرجعِ خلائق ہے۔
اللہ کریم قبلہ باباجی کے درجات رفیعہ کو مزید بلندیاں عطا فرمائے اور آپ کے فیضان سے چہار دانگِ عالم کو فیضیاب فرمائے، آمین

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نُوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

☆

صاحبزادہ شمس العارفین

(کلیام شریف)

قبلہ میاں محمد عارف صاحبؒ رشتے کے لحاظ سے میرے تایازاد بھائی تھے جبکہ والدہ کی طرف سے خالہ زاد تھے۔آپؒ کی بڑی صاحبزادی میری زوجہ ہیں۔

میں اور دیگر ساتھی ایک بار باقاعدہ بیعت ہونے کے ارادے سے مورت آئے اور حضرت میاں ولایت حسین کلیامیؒ کی غلامی کا شرف حاصل کیا۔واپس جا کر میں نے میاں عارف صاحبؒ کو بتایا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے بہت اچھا کیا ہے۔اپنے آباء کے سلسلہ صابریہ میں شامل ہو گئے ہو۔جب میں نے اور میری زوجہ نے حج کا ارادہ کیا تو پہلے دن مورت گئے اور میاں عارف صاحبؒ سے دعاء کی درخواست کی۔آپؒ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ان شاءاللہ آپ لوگ ضرور جائیں گے۔مجھے کہنے لگے جس دن درخواست دینی ہے اُس روز خواجہ حافظ صاحب کلیامیؒ کے مزار پر جا کر انہیں بتانا ہے۔آپ اس قدر خوش ہوئے کہ ہر قریبی آدمی کو بتاتے کہ ہم لوگ حج کیلئے جارہے ہیں۔اسی طرح نیکی کا کام چاہے کوئی بھی کرے آپؒ خوش ہوا کرتے تھے۔آپ کی مجھ پر خصوصی شفقت تھی جب بھی کلیام کے متعلق کوئی معاملہ ہوتا تو میرا نام لے کر فرماتے" شمی (شمس العارفین) کو کہیں گے وہ کام کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔

☆

قدرت حسین (ساگری)

(رفیق کار۔کمشنر آفس راولپنڈی)

جب محترم میاں محمد عارف صاحبؒ کی ریٹائرمنٹ ہوئی تو ہم سب دفتر والوں نے آپ کے اعزاز میں ایک الوداعی پارٹی کا اہتمام کیا اور آپ کو تمام ساتھیوں نے نیک خواہشات کے ساتھ رخصت کیا۔آپ کی جدائی کا وقت میرے لئے انتہائی تکلیف کا باعث بھی تھا۔تقریب کے اختتام پر میاں صاحب نے اکاؤنٹنٹ صاحب جن کا نام آصف تھا مخاطب کر کے فرمایا کہ

”میری ریٹائرمنٹ کے کاغذات تیار کرنے اور میرا کیس پاس کروانے کے لئے کسی کو کوئی رقم ادا نہیں کرنی میں ہرگز ایسا نہیں چاہتا کہ روز محشر میرا نام اِن لین دین (رشوت) والے لوگوں میں ہو۔“

ایک واقعہ جس کا میں بطور خاص ذکر کرنا چاہوں گا۔ باباجی کلیامیؒ کے عرس کہ موقع پر میں کلیام شریف حاضر ہوا۔کافی وقت میاں صاحبؒ کے پاس گزارا۔جب اجازت چاہی کہ گھر کی ذمہ داریاں ہیں مال مویشی کی دیکھ بھال ہے۔تو آپ فرمانے لگے کہ آج رُک جاؤ۔میں نے پھر عرض کی کہ دربار شریف سلام بھی کرلیا اور آپ کی زیارت اور ملاقات بھی ہوگئی،میرے لئے یہی کافی ہے۔اپنی بے تکلفی کی وجہ سے اُن سے کہا کہ ویسے بھی آپ نے میرے لئے دعا تو کرنی نہیں اس لئے اب جاتا ہوں۔آپ دعا فرمائیں تو بات بنے۔

••

آپؒ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور فرمانے لگے

''اچھا جاؤ! اللہ کرے تمہارے نہ ہونے والے سب کام بھی ہو جائیں۔''

جب گھر پہنچا تو گھر والوں نے بتایا کہ ایک آدمی آپ سے ملنے آیا تھا۔ وہ آدمی گاؤں کا تھا لیکن ہمارے ساتھ اچھے مراسم نہ تھے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ کوئی کچہری سے متعلقہ کام ہوگا۔ دوسرے دن پھر جب میں دفتر سے آیا تو معلوم ہوا کہ وہ آج پھر آیا تھا۔ جب تیسرے روز وہ آیا تو میری اُس سے ملاقات ہوگئی۔ ملاقات پر معلوم ہوا کہ میرا جو زمین کا تنازعہ بہت عرصہ سے چل رہا تھا اور اب مجھے اُس کے حل ہونے کی کوئی اُمید بھی نہ تھی کہ وہ حل ہو جائے گا۔ اُس شخص نے کہا کہ میں وہ حل کروا سکتا ہوں، چنانچہ اُسی وقت اُس کے ساتھ بیٹھے بیٹھے وہ مسئلہ حل ہوگیا اور مجھے فوراً سے حضور میاں صاحبؒ کی اُس دعا کا خیال آیا کہ یہ صرف اُس دعا کا اثر ہے۔

اللہ کریم اُن کے درجات بلند فرمائے اور اُن کے آستانے کو قائم و دائم رکھے۔ آمین

(قدرت حسین صاحب کی یہ تحریر صاحبزادہ شمس العارفین مرزا صاحب کی وساطت سے پہنچی جنہوں نے ذاتی طور پر قدرت حسین صاحب کا نمبر تلاش کیا اور اُن سے رابطہ کیا۔ قبلہ مرشد گرامی کی یادوں کو جمع کرنے میں میری مدد فرمائی)

☆

قاری غلام محمد چشتی

(خطیب مرکزی جامع مسجد بکرا منڈی چوک)

پیکر صدق و اخلاص، سراپا نیاز، خادمِ مخلوقِ خدا میرے شفیق و مہربان حضور قبلہ خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کا وصال اہلِ دل کا ناقابل تلافی نقصان ہے اسلاف کی عظیم نشانی ساری زندگی سادگی و عاجزی کے ساتھ اپنی ولایت کو چھپاتے ہوئے حقیقت حال کی چادرِ معرفت اوڑھ کر انتہائی خاموشی اختیار کرتے ہوئے اپنے پیشواؤں کے حضور سرخرو ہوئے۔ میں اکثر آستانہ عالیہ کھیری مورت حاضری کا شرف حاصل کرتا رہا، ہمیشہ مجھے مہربانیوں سے نوازا۔

جب میں 1988ء میں آستانہ عالیہ کلیام شریف کی مسجد میں خطیب تھا تو جو شخصیات شفقت و مہربانی کے حوالے سے میرے دل و دماغ میں نقش ہیں ان میں سے ایک شہنشاہِ ولایت حضور قبلہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ اور میاں محمد یوسفؒ، حضرت قبلہ میاں محمد عارف چشتی صابریؒ ان کی محبتیں میرا سرمایہ ہے۔ حضرت قبلہ میاں محمد عارف چشتی صابریؒ میرے ساتھ حضور قبلہ بابو جی سرکار گولڑہ شریف کی وجہ سے بھی محبت فرماتے اور آپ فرماتے میں قبلہ بابو جی سرکار کے آخری مریدوں میں سے ہوں آپ سراپا شفقت و کرم تھے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل خواجگانِ چشت آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور آپکے جانشین صاجزادہ طارق مسعود فریدی، صاجزادہ راشد مسعود کلیامی و جملہ خاندان کو سدا بہار رکھے۔

☆

پیر طریقت فقیر عاجز شفیق اعظم

(سالک آباد شریف)

حضرت قبلہ خواجہ میاں محمد عارف چشتی کلیامیؒ کے حوالے سے سُنا کہ عارف باللہ اسم با مسمیٰ تھے آج یہاں تعزیت کے لئے آ کر جناب پیر راشد مسعود کلیامی سے ملاقات کے بعد یہ حقیقت بالکل روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ جس صوفی کے خانوادے ایسے ہیں اُنکی اپنی ذات کا عالم کیا ہوگا۔

التماسِ رب لم یزل اللہ کریم اُنکے درجات بلند فرمائے اور جانشین صاحبان کو اُن کے مشن فقیری پر استقامت نصیب فرمائے۔(آمین)

☆

پروفیسر ڈاکٹر ارشد مصطفوی

(صدر منہاج القرآن علماء کونسل)

حضرت حکیم میاں محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے نابغہء روزگار حکیم درویش اور صوفی باصفا مجاہد انسان تھے۔ اپنے اسلاف اور بزرگوں کا نشانِ راہ تھے۔ آپکی خدمات خراج تحسین کے لائق ہیں۔ خصوصاً آپ نے اپنے صاجزادے پرفیسر راشد مسعود چشتی کلیامی صاحب کو منہاج القرآن کی مادرِ علمی میں پہنچا کر اور فاضل بنا کر راہ انقلاب مصطفوی کے نیر تاباں حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ساتھ اپنی نسبت اور تعلق کی بنیادیں واضح کیں۔ اللہ پاک آپ کو حضور کی معیت وشفاعت سے بحرہ مند فرمائے۔

☆

علامہ قاری محمد یونس قادری

(میرا کلاں)

قادر مطلق حکیم برحق نے خلق کو جفت جفت پیدا فرمایا اور اپنی ذات کو لا شریک کیا۔ پھر بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرما کر سب کو سائل اور خود کو غنی کیا۔ اس قادر مطلق نے ملائک سے جبریل، دنوں سے یوم الجمعہ، لیالی سے لیلۃ القدر کتابوں سے قرآن مجید اور انبیاء سے صاحب قرآن محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے لیے خاص فرمایا۔ اور آپ کی امت میں سے فقراء کو منتخب فرمایا جس پر آپ نے فرمایا الفقر وفخری والفقر منی۔

ان ہی میں سے جناب محترم میاں محمد عارف صاحب کی شخصیت بھی تھے۔ جو ہم کو داغ مفارقت عطا فرما گئے مگر اچھی یادیں اور بہترین آثار ہمارے لیے چھوڑ گئے اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

☆

قاری عبدالوحید قادری

(صدر مدرس مدرسہ صابریہ ستاریہ تحفیظ القرآن، مورت)

1994ء میں چک فتو میں ایک جنازہ کے دوران میری ملاقات حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ سے ہوئی اس جنازہ میں وہ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ آپؒ نے نماز جنازہ کی امامت کروائی اور مجھے حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز جنازہ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس مختصر سی ملاقات کے دوران ہی بڑے میاں صاحب نے مجھ پر خصوصی نگاہ فرمائی اور مجھے اپنی جانب مائل کر لیا۔ علاقہ کی عظیم روحانی شخصیت ہونے کی وجہ سے ہر خوشی غمی میں آپؒ کی شرکت ہوتی تو اس طرح ان سے ملاقات رہنے لگی۔

1998ء میں جب آستانہ شریف پر مدرسہ صابریہ ستاریہ تحفیظ القرآن کی بنیاد رکھی گئی تو محترم میاں صاحبؒ نے مجھے اس میں بطور استاد ڈیوٹی کیلئے حکم فرمایا۔ ان دنوں میں اپنے گاؤں کی مسجد میں امامت اور وہاں کے بچوں کے لیے تدریس کی ذمہ داری ادا کر رہا تھا۔ لہٰذا میں نے معذرت کر لی۔

سن 2000ء میں میں تلہ گنگ چلا گیا اور وہاں ایک مدرسہ میں تدریس و امامت کے فرائض سر انجام دینے لگا۔ میری اس ڈیوٹی کے دوران ہی میاں صاحبؒ نے ثاقب شبیر مرزا

صاحب اور راجہ رشید صاحب کے ذریعے مجھے پیغام بھیجا اور مجھے اپنے مدرسہ میں بطور مدرس فرائض سرانجام دینے کا حکم فرمایا۔اس بار میں انکار نہ کرسکا اور آپؒ کے حکم پر مدرسہ صابریہ ستاریہ تحفیظ القرآن میں تدریس کی ذمہ داریاں ادا کرنے کیلئے حاضر ہوگیا۔اس زمانے میں مدرسہ میں تقریباً 6 طالب علم موجود تھے۔میرے یہاں آنے اور کلاس کے باقاعدہ آغاز کے بعد بچوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا جو بعدازاں 25 سے 30 بچوں تک پہنچ گیا۔تعداد میں اضافہ کے پیشِ نظر 2004ء میں مدرسہ میں بچوں کیلئے مستقل رہائش کیلئے انتظام کرلیا گیا۔

میرے اس 22 سالہ سفر میں میں نے باباجی حضرت قبلہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کو زندگی کے ہر معاملہ میں بہت کھرا اور سچا پایا، وہ سادگی، عاجزی اور شرافت کا پیکر تھے۔ ان کے اندر نمود و نمائش کا ذرہ تک نہ تھا۔وہ بے نظیر شخصیت، ہمدرد، مخلص اور مہمان نواز تھے۔

میرے پاس آپ کی زندگی کی حسین یادیں اور بہت سی ناقابل فراموش باتیں موجود ہیں۔جن میں سے چند ہدیہء قارئین ہیں:

☆...... ایک مرتبہ شام کے وقت میں نے قبلہ باباجیؒ سے گھر جانے کی اجازت طلب کی تو باباجیؒ نے فرمایا کل چلے جانا۔میں نے عرض کی حضور کسی ضروری کام کے سلسلہ میں جانا ہے۔تو آپؒ نے پھر منع فرمادیا اور کہا کہ کام کل کرلینا۔میں نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا چلو پھر جیسے آپ کی مرضی ۔میں نے روانگی کا ارادہ کیا لیکن کوئی گاڑی یا موٹر سائیکل نہ ملا اور میں مغرب تک راستے پر بیٹھا رہا کہ شائد کوئی گاڑی آئے اور مجھے منزل تک لے جائے لیکن کوئی انتظام نہ ہوا اور میں مغرب کے بعد واپس آگیا۔باباجیؒ نے دیکھا اور مسکرا کر فرمایا: ''میں نے جو کہا تھا کہ آج نہ جائیں'' پھر دوسرے دن آپؒ نے خود انتظام فرمایا اور مجھے کہا کہ قاری صاحب اب آپ چلے جائیں۔

☆...... ایک مرتبہ تنخواہ کے معاملہ میں کچھ اختلاف کے باعث مجھے عدم اطمینان ہوگیا۔اسی دوران صاحبزادہ بشارت صاحب نے مدرسہ کے لئے ایک اور مدرس کا انتظام کیا لیکن مجھے

پڑھانے سے منع نہیں کیا گیا۔ میرا یہ معمول تھا کہ ہر جمعہ کی شام صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کے ہمراہ راولپنڈی (اپنے گھر) جایا کرتا تھا۔ اس بار بھی میں اپنے معمول کے مطابق ان کے ہمراہ راولپنڈی گیا۔ ابھی میں صاحبزادہ صاحب کے گھر میں بیٹھا ہی تھا اور دل ہی دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب میری جگہ دوسرا مدرس اپنی ڈیوٹی پر آ گیا ہے لہذا میری کوئی ضرورت نہیں رہی اور اب میں واپس نہیں جاؤں گا۔

بس اس خیال کا آنا تھا کہ میرے موبائل کی گھنٹی بجنا شروع ہوگئی، کیا دیکھتا ہوں کہ حضور میاں عارف صاحبؒ کا فون ہے میں نے کال ریسیو کی تو آپ نے اپنی مخصوص شفقت بھری آواز میں فرمایا:

''قاری صاحب آپ نے جانا نہیں ہے ...... طوفان آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں''

☆

جاوید اقبال

(پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول میرا کلاں)

آج یہاں پر میاں محمد عارف ولی کاملؒ کی تعزیت کے لیے حاضری کا موقع ملا۔ یہاں آ کر دیکھا کہ ایک عارف کامل کے آستانہ عالیہ کا پُر رونق ماحول اور رحمت خداوندی کی علامات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ وطن عزیز کے درخشاں ہیرے موتی اور روشن چراغ ہیں جن کی وجہ سے آج محبتوں اور مودتوں کا ایک عظیم سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ آج جب کہ میاں صاحب اس دنیا میں موجود نہیں ہیں لیکن جو روش اور سلسلہ محبت شروع کر کے گئے ہیں اس کو دیکھ کر اطمینان ملا اور روحانی تسکین کا باعث بنا۔ میں یہاں آ کر اپنی سعادت مندی کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اور دل ہے کہ اس جگہ پر انس و محبت کو دیکھ کر مچل گیا: شکریہ میاں محمد عارف صاحب۔

آپ نے روشن قندیل جو صاحبزادہ راشد مسعود صاحب کی شکل میں پیچھے روشن کر دی ہے وہ اس روشنی کو چار چاند لگانے کا عزم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس منزل شوق وسلوک کا خوبصورت شہسوار بنائے۔ (آمین)

☆

جاوید اختر

(ٹیچر چہان)

آج مورخہ 18 فروری 2021ء کو بروز جمعرات میاں جی صاحب کی درگاہ پر جناب حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صاحبؒ کے ایصال ثواب کے غرض سے حاضری کا موقع ملا۔ اس سے قبل ولی کامل جناب میاں ولایت حسین صاحبؒ کے نماز جنازہ اورر پروفیسر جناب راشد مسعود کلیامی صاحب کی والدہ اور جناب محمد عارف چشتی صاحبؒ کے نماز جنازہ میں حاضری نصیب ہوئی۔روح پرور مناظر سکونِ قلب اور اس گھرانہ کی محبت، شفقت اخلاص کے پیکر اور دین اسلام کا حقیقی عکس نظر آیا۔اللہ تعالیٰ تمام افراد کو اعلیٰ مقام اور جنت فردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ اس خاندان نے ہمیشہ دین اسلام کی اشاعت اور خلق خدا سے محبت کا درس دیا اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ دکھایا۔میری بچپن سے ہی میاں ولایت کلیامیؒ سے بھی کئی بار ملاقات رہی۔اللہ تعالیٰ اس درگاہ پر اپنا خصوصی کرم فرمائے۔(آمین)

••

☆

ضیاء الرحمن راجہ

(پرنسپل (ر) گورنمنٹ ڈگری کالج دولتالہ)

جناب حضرت محمد عارف کلیامیؒ بڑی خوبیوں کی مالک تھے۔ ان کی شفقت و محبت اور ملنساری مجھے ہمیشہ یاد رہے گی۔انکساری و مہمان نوازی میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان اور جناب پروفیسر راشد مسعود کلیامی صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

ان کی دینی اور مذہبی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

☆

صاحبزادہ فہد محمد فرید

(نواسہ - کلیام شریف)

میں فوجی فاؤنڈیشن سکول میں تعلیم حاصل کرتا تھا جب میں نے پانچویں جماعت پاس کی تو میرے ماموں (صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی) نے میری والدہ محترمہ سے بات کی کہ میں اپنے بیٹے اویس مسعود کو مورت حفظ کے لیے بھیج رہا ہوں آپ فہد کو بھی حفظ قرآن کے لئے مورت شریف بھیج دیں۔ میرے والدین کی تو پہلے سے یہ خواہش تھی کہ اُن کا بیٹا حافظ بنے، انہوں نے فوراً رضامندی کا اظہار کیا اور یوں میں مورت شریف مدرسہ میں حفظ کرنے کے لئے چلا گیا۔

مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ والد کی طرف سے میرے تایا اور والدہ کی طرف سے نانا لگتے تھے۔ آپؒ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے اور میرا بہت خیال رکھتے تھے۔ مورت شریف مدرسہ میں قیام کے دوران آپ ہمیشہ مجھے اور اویس کو اپنے پاس بُلا کر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ اس دوران جب ہم اُن کے پاس بیٹھتے تو ہمیں نصیحت آموز باتیں بتاتے۔ آپؒ کی ان باتوں سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔

مدرسہ میں قیام کے دوران مجھے اعتکاف کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اس دوران بھی قبلہ میاں صاحبؒ نے میرا بہت خیال رکھا۔ روزانہ میرے لئے خاص طور پر دودھ بھجواتے اور ضروریات کا پوچھتے رہتے۔ ایک بار آپ میرا حال احوال پوچھنے خود تشریف لائے تو میں نے

رومال کی فرمائش کر دی۔آپ نے مجھے کافی زیادہ رومال بھجوا دیے کہ جو پسند ہے رکھ لو۔ بہت سے نئے رومالوں میں مجھے ایک استعمال شدہ رومال بھی نظر آیا میں نے وہ اُٹھایا تو اُس سے اُن کی خوشبو آرہی تھی۔میں نے وہ رومال رکھ لیا اور باقی سب واپس کر دیے۔

مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ جب میرا حفظ قرآن مکمل ہوا تو دستار فضیلت کی تقریب جو حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے عرس مبارک کے موقع پر منعقد کی جاتی ہے، اُس میں میری دستار بندی کی گئی جو قبلہ مرشد گرامیؒ کے دست مبارک سے ہوئی۔انہوں نے میرے سر پر دستار سجائی اور محبت کے ساتھ مجھے بہت سی دعائیں دیں۔

آپؒ مدرسہ کے دیگر طلباء کا بھی ذاتی طور پر خیال رکھا کرتے تھے۔ ہر کسی کی ضرورت پوچھتے اور اُن کا خیال رکھتے۔

میری زندگی کے وہ یادگار لمحات تھے جو میں نے مورت میں گزارے۔اسی دوران ماموں راشد نے مجھ سے فرمایا کہ تم حفظ مکمل کرلو تو تمہیں لاہور میں پڑھنے کے لئے بھیج دیں گے۔ یہ اُن کی میرے ساتھ محبت ہے کہ آج میں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن، لاہور-پاکستان میں زیر تعلیم ہوں۔

☆

علامہ حافظ عامر سہیل

(میرا کلاں)

حضور حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کے ساتھ جو محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے اسکو بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ کا ذخیرہ نہیں کہ آپکی کتنی عنایات تھی۔ آپؒ کی محبت کا اظہار آپ کا ہمارے ساتھ تعلق اس قدر مضبوط تھا جس کا ثبوت آپؒ نے مجھ احقر کو خواب کے ذریعے عنایت فرمایا۔ جو درج ذیل ہے:

رمضان المبارک 2021ء سے پہلے شعبان المعظم کے ماہ مبارک میں خواجہ صاحبؒ سرزمین گولڑہ شریف دربار عالیہ کے وسیع صحن میں تشریف فرماہیں اور خلق خدا کا جم غفیر موجود ہے اور آپؒ اس محفل پاک کو درس حدیث فرمارہے ہیں اور میں بھی موجود ہوں اس درس حدیث میں اور باباجیؒ مکمل سند اور متن کے ساتھ عربی میں عوام سے کلام فرمارہے ہیں۔

رب کریم سے دعا ہے کہ خواجہ کلیامی اور صابری آستانہ مورت شریف کا فیض صبح قیامت تک جاری وساری فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

☆

لطف اللہ

(دربارشریف حامدآباد (کنیال)

قبلہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامی علیہ الرحمہ انتہائی ملنسار اور عجزو انکساری کے اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔جب بھی آپ کے پاس آنا ہوتا تو آپ اپنی محبتوں سے نوازتے۔آپ جب بھی اپنے مریدین کے پاس کسانہ گاؤں میں جاتے تو آپ لازماً دربار شریف پر تشریف لاتے اور اپنی محبتوں سے نوازتے۔آپ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے آپ نے اپنی ساری زندگی مخلوقِ خدا کی خدمت میں صرف فرمادی۔

حافظ کامران

(کلیام شریف)

الحمد للہ حضرت خواجہ میاں محمد عارف علیہ الرحمہ سے میرا اور تمام خطہء کلیام کے احباب کا عقیدت اور محبت کا تعلق اس لیے بھی ہے کہ خواجگانِ کلیام بالخصوص خواجہ حافظ صاحبؒ کے اصل مشن کے وارث یہ بزرگان دین ہیں اتنا اخلاق اور علم اللہ پاک نے انکو عطا کیا یہ حقیقی دین کی خدمت ہے۔میری دعا ہے اللہ پاک اس خانقاہ کو مزید برکتیں عطا کرے۔(آمین)

آصف علی ملک

(ایڈووکیٹ)

میاں صاحب نے اپنی زندگی اور تعلیمات خداوند کریم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وقف کر دی۔اللہ پاک اُن کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔

قاری امانت علی حیدری

الحمد للہ تعالیٰ! حضور میاں صاحب سے بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوا عاجزی و انکساری کا پیکر پایا حضور کی سُنت پر مکمل کاربند پایا اور صفات اولیاء اللہ سے مکمل طور پر متصف پایا ۔اللہ تعالیٰ آپکے درجات میں مزید بلندیاں عطاء فرمائے۔

امیر افضل خان المعروف بابو خان

(موضع رتوال، فتح جنگ)

باباجی نے سانپ کے کاٹے کا دم مجھے عطا کیا اور ابھی تک وہ فیض مخلوق خدا کے لیے عام تقسیم ہو رہا ہے۔الحمد للہ۔اللہ کریم باباجی کے درجات بلند فرمائے اور فیضان جاری رکھے۔

آمین

☆

شجرہ نسب

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ

از گلزارِ فضل (مصنف: راجہ مولیٰ بخش)

حضرت خواجہ محمد شریف خان صاحب چشتی عالی شان تے عالی دربار بھائی
زندی قبر کلیام شریف دے اندر نام نامی ہے مُلک پٹھوار بھائی
فضل شاہ نوں فیض عطا کر کے کیتے کُل ولایت سردار بھائی
آئے دلّی شریف تھیں حکم لے کے شجرہ نسب دا کراں اظہار بھائی
قوم مغل چوغطہ تے رہن دلّی بادشاہ کیتے کردگار بھائی
ہندوستان دے خان نوائیکیتے مانن تخت وچہ دلّی دربار بھائی
نسل نیک تے اصل نصیب چنگے رعیت خوش جے عدل دی کار بھائی
بادشاہ امیر تیمور پہلا خاندان اصیل تاتار بھائی
مغل بادشاہ گوت چوغطیاں دی کیتے رب نے مُلک سردار بھائی
جند بادشاہیاں دلّی وچہ آیا اسے قوم نوں شرف سردار بھائی
بیٹا محمد سلطان دا ابو سعید مرزا دین دنیا اندر خبردار بھائی
شاہ ابو سعید دا پُتر ہویا عمر شیخ مرزا جو سرکار بھائی

بابر بادشاہ بیٹا شاہ عمر دا سی اُسی تخت ماݨیا کرے بہار بھائی
بیٹا بابر دا شاہ ہمایوں ہے سی کیتی دین پر جان نثار بھائی
اکبر بادشاہ پسر ہمایوں ہے سی جو سلطان سی ہفت دیار بھائی
شاہ اکبر دا شاہ جہانگیر ہویا جو شاہ دے رہے روضہ مزار بھائی
جہانگیر دا بیٹا شاہجہان ہویا خادم پاک لطیف شمار بھائی
شاہجہان دا اورنگزیب ہویا دتا رب نے زیب دربار بھائی
شاہ اورنگزیب دا بہادر شاہ بیٹا عارف زاہد سی لیل و نہار بھائی
بہادر شاہ دا رحیم بیگ ہے سی کرے رحیم دی کار ہزار بھائی
رحیم بیگ دا روح اللہ ہے سی حافظ صاحب دے والد سرکار بھائی
مرزا صاحب روح اللہ دا پاک بیٹا مرزا محمد شریف رسالدار بھائی
ہو کے قطب ولایت جلال آبادوں آئے وجہ ولایت پٹھوار بھائی
حافظ صاحب دے دو فرزند ہوئے ارجمند تے دولتمدار بھائی
وڈے صاحب غلام مصطفیٰ ہوئے اونہاندے پُتر سن چار بھائی
الف دین وڈے ، وڈے علم والے تقویدار وڈے ، دیندار بھائی
نام میاں امام الدین دوجے عجز انہاں وچہ بے شمار بھائی
تیجے میاں کرم بخش ہے نام انہاں، کیتی مرض وچہ عمر گزار بھائی
چوتھے اسم میاں محمد ہر صاحب ، صاحب بین تے وڈے ہوشیار بھائی
میاں امام الدین صاحب فوت ہوگئے وڈے نیک پیارے کردگار بھائی
نکڑے صاحب غلام مرتضیٰ آئے صابر شاکر تے عاشق غفار بھائی
انہاں ترے فرزند اقبال والے خاص ہوئے منظور دربار بھائی

دادا صاحب دی رہن نگاہ اندرِ حصے اپنے پر کرن پیار بھائی
صاجزادہ میاں نور حسین صاحب وڈے پُتر حضور انوار بھائی
عالم علم اندر فاضل فقر اندر طبع عاجزی ایڈ بکار بھائی
دوجے صاجزادے کریم الدین صاحب ایہہ بھی فوت ہوئے با اقرار بھائی
تیجے صاجزادے فتح دین صاحب حکمت کار دے وچہ سردار بھائی
فانی چھوڑ کے گئے بقا اندر بخشے آپ اوہ پروردگار بھائی
خوش خو طبیعت حلیم رکھن اجے روندے پیئے سنگی یار بھائی
نہ کوئی جمیا تے نہ کوئی جمسی جی دنیا والڑے ایس بازار بھائی
خاندان اصیل اولاد صابر مولا شادرکھے لیل و نہار بھائی
اج کل وچہ کلیام آباد رہندے حافظ صاحب دے پھل انار بھائی
رہندے مشفق شفیق ہر دم عاجز، آندے نال دکھیاں دے پاون پیار بھائی
مولا بخش خطایا تھیں منگ معافی عقل علم دا نہیں چمکار بھائی
اک روز جو یاد خدائی اندر ککڑ دیوندا بانگ سنوار بھائی
حضرت وحدت دے وچہ مشغول آئے اُس آواز تھیں ہو کر بیزار بھائی
اس تھیں بعد نہیں دیونی بانگ ایتھے مرغے بیٹھ مکان و پکار بھائی
ساری عمر اوہ مرغا نہ بولیا سی منع کیتا جاں سوہنے سرکار بھائی
ایہہ گل مشہور کلیام اندر سارے جاندے مرد تے نار بھائی

☆

شجرہ طریقت

چشتیہ صابریہ کلیام شریف

اے خداوندا تُو ذات کبریا کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفی ﷺ کے واسطے
میں ہوا ہوں بہت عاجز بند غفلت میں اسیر
کھول دے مشکل علی المرتضیٰؓ کے واسطے
خواجہء بصری حسن کا نام لاتا ہوں شفیع
شیخ عبدالواحد اہل بقا کے واسطے
فضل کر مجھ پر طفیل خواجہء ابن عیاض
شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے
حضرت خواجہ حذیفہ کے لئے ٹک رحم کر
اور ہبیر البصری صاحب رضا کے واسطے
خواجہء ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر
شیخ ابو اسحاق قطب چشتیاء کے واسطے

خواجۂ ابدال احمد بو محمد مقتدائے
خواجۂ بو یوسف صاحب سخا کے واسطے
خواجۂ مودود حق اور خواجۂ حاجی شریف
خواجۂ عثمان اہل اقتداء کے واسطے
والیِ ہندوستاں خواجہ معین الدین حسن
خواجہ قطب الدین قطب الاتقیاء کے واسطے
رحم کر شیریں طفیل خواجۂ گنجِ شکر
حضرت احمد علی صابر غذا کے واسطے
شمس الدیں اہل ہدایت رہبرِ دنیا ودیں
اورجلال الدین پانی پتوی صاحب پیشوا کے واسطے
حضرت احمد کہ عبدالحق ہے ، ان کا لقب
شیخ عارف ابن احمد ذوعطا کے واسطے
حضرت خواجہ محمد ابن عارف ذوالکرم
حنفی عبدُ القدّوس پارسا کے واسطے
حضرت خواجہ جلال الدین تھانیسر محترم
اور نظام الدین بلخی بادشاہ کے واسطے
حاکمِ گنگوہ خواجہ ابو سعید راہنما
شیخ محمد صادق صاحب سخا کے واسطے
حضرت شیخِ محمد ساکن گنگوہ شریف
حامیِ دین محمد مجتبیٰ کے واسطے

مہرباں بر ہر غریب و شاہ غریب اللہ سخی
اور محمد اعظم سالک ہدا کے واسطے

دے جمال اپنا مجھے حضرت محمد ﷺ کے طفیل
شاہ حیات اللہ ولیِ خوش لقا کے واسطے

حضرت میراں مظفر صاحب عز و شرف
خواجہ سید جمال علی اہلِ صفا کے واسطے

رحم کر مجھ پر طفیل خواجہء مظہر علی
خواجہ شریف خان صاحبؒ حیا کے واسطے

شہبازِ لامکانی پیر خواجہ فضل الدینؒ
گوہر دریائے حقانی بے بہا کے واسطے

مظہر ذات و صفاتِ لاَیَزَال ولَم یَزَلْ
شیخِ کلیامی اور شیخِ اتقیاء کے واسطے

عبدالستار گرامی باجمال و باجلال
موجِ دریائے فنا بحرِ لقاء کے واسطے

سائل فضل و عطا ہوں میں طفیل خواجگاں
اورخواجہ ولایت حسین دلربا کے واسطے

پیکرِ عجز و نیاز بندہء رب کریم
عارفِ راہِ ہدایت پیشوا کے واسطے

☆

درمدحِ
حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ

از جبینت آشکارا نورِ حق
گُفتہِ تو صورتِ منشورِ حق

تھا عیاں تیری جبیں سے نُورِ حق
تھا تِری گُفتار میں منشورِ حق

فیضیابِ کلیر و کلیام و چشت
ارضِ مُورت از تو مانندِ بہشت

چشت کا فیضان تجھ کو کیا ملا
تُو نے مُورت کو بھی جنت کر دیا

یاوری کردی بہ ہر آوازِ خَلق
تا دمِ آخر بود دم سازِ خَلق

تُو نے کی خلق خدا کی یاوری
چاہی مخلوقِ خُدا کی بہتری

بندۂ اخلاص و مردِ بے ریا
عارفِ چشتی ز اہلِ اصفیا

جنید نسیم سیٹھی (راولپنڈی)

☆

میرے پیر دی شان دا کی کہنا
بس اللہ اللہ ہے اپنی زبان اُتے
کسے اپنے پرائے نوں ویکھنا نیں
دست شفقت اے ہر انسان اُتے

ڈسیا سپ دا ہووے یا ہووے پاگل
ملے ہر دوا اس دوکان اُتے
پیر عارف صاحب دی شان ورگا
کوئی ولی نیں تکیا اس جہان اُتے

ہویا اللہ دا کرم اس بستی تے
وچ مورت دے ایسا مہربان آیا
انج چھاں کیتی ساڈے سراں اُتے
جیویں مصر اچ پیر کنعان آیا

خندہ رو مہربان غریب پرور
سادہ طبع تے مٹھی زبان آیا
چھوڑ کے وطن تے دیس قبیلہ سارا
ساڈے سُتے لیکھ جگان آیا

ہر سوالی دا کیتا سوال پورا
جیہڑا خاص و عام انسان آیا
غلام اساں دے دکھ ونڈان پارو
پیر چشتی صابری سلطان آیا

راجہ غلام مجتبیٰ (مورت)

باب سابع

آپ کی ڈائری

(22 فروری 1997)

ماخوذ

تفسیر: ضیاء القرآن از پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ (بھیرہ شریف)

حاشیہ: کنز الایمان از امام احمد رضا خانؒ

ہر مومن کامل اور عاشق الٰہی کی زندگی قرآن کے ساتھ منسلک ہوتی ہے اور وہ اپنے مولا کی آیاتِ بینات کو پڑھ کر، دیکھ کر، سمجھ کر اور اُن پر عمل کر کے اپنی زندگی کو منور کرتا ہے اور پھر اُن انوار و تجلیاتِ قرآنیہ سے مخلوقِ خدا کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ کی زندگی کا لمحہ لمحہ قرآن خوانی، قرآن بینی اور قرآن فہمی سے ہم آہنگ تھا۔ آپ کی زندگی میں دنیا اور اُسکی کسی بات سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ مطالعہ قرآن و تفسیر قرآن سے انوار خداوندی کو اپنی روح میں سموتے رہتے۔

مطالعہ قرآن میں آپ کی دلچسپی اور لگن کو آپ کی اس ڈائری سے سمجھا جاسکتا ہے کہ آپ نہایت غور و فکر اور توجہ کے ساتھ قرآن کی آیات کی تفہیم پر محنت کرتے اور خود قرآن اس کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں؟ (النساء: ۸۲)

آپؒ نے بظاہر علوم اسلامیہ و دینیہ کسی مدرسہ سے حاصل نہیں کیے تھے مگر آپ کی علوم دین اور قرآن وسنت میں اسقدر دلچسپی تھی کہ دورانِ گفتگو کوئی انسان آپ میں کسی طرح سے کوئی کمی محسوس نہ کرتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ مسلسل گھنٹوں مطالعہ قرآن بمعہ تفسیر کرتے تھے۔ آپ کے زیر مطالعہ تفسیر ضیاء القرآن و ترجمہ کنزالایمان رہتا تھا۔

آپ کی اس ڈائری کے اوراق سے قرآنی الفاظ و آیات اور منتخب احکام کو پڑھ کر ایک انسان آپکے ذریعہ قرآن مجید کے بالاختصار مطالعہ سے مشرف ہوسکتا ہے۔

☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے بہت مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

ہر کام شروع کرتے وقت اللہ کا نام لینے سے اُس میں برکت آجائیگی۔

فرمان رسول ﷺ کے مطابق، جسم کے درد کیلئے:

تین (3) بار بسم اللہ شریف

سات (7) بار اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ

پڑھ کر دم کرنے سے جسم کا درد ختم ہوگا۔ (ان شاءاللہ)

(تفسیر: ضیاء القرآن، ص ۲۱)

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مراد انبیاء صدیقین شہدا صالحین

الضَّالِّيْن سے مراد عیسائی،

مَغْضُوْب سے یہودی مراد ہیں

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آمین کہنا سُنت ہے۔

غیب پر ایمان لانے سے مراد، فرموداتِ نبی ﷺ پر یقین محکم ہے جیسے حضور نبی کریم ﷺ نے جنت، دوزخ، فرشتے، وحی، قیامت اور خود اللہ کی ذات کی خبر دی ہے جن کو ہم ظاہری حواس و عقل سمجھ سے جاننے سے قاصر ہیں۔

مُتَّقِیْن	ایسا گروہ جو رسول خدا ﷺ کے بتائے ہوئے اوامر و نواہی کے مطابق زندگی بسر کرے اور قرآن پاک کے احکامات پر سختی سے عمل پیرا رہے۔
فٰسِقِیْن	نافرمان، جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اسکی بندگی سے روگردانی کرے
نُقَدِّسُ	تقدیس، پاکی بیان کرنا
سجدہ	پیشانی کو عجز و انکساری سے زمین پر رکھنا
اَنْبَاء	خبر دینا
عَلَّمَ	سکھانا
غیب	چھپی ہوئی، پوشیدہ
خٰشِعِیْن	عاجزی کرنے والا
تَنْسَوْنَ	نسیان، بھول جانا (بھلا دیتے ہو)
بنی اسرائیل	اولادِ یعقوب علیہ السلام
نَجَّیْنٰکُمْ	تم کو نجات دی
بَلَآءٌ	مصیبت، آزمائش
غُمَامَہ	بادل
حِطَّةٌ	بخش دے
رِجْزًا	عذاب
اِسْتَسْقٰی	پانی کے لئے دعا
صابی	ایک دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنے والا
یوم سبت	ہفتے کا دن
ھُزُوًا	ٹھٹھہ مذاق

صَفۡرَآء	زرد رنگ، گہرا پیلا
تَكۡتُمُوۡنَ	تم چھپا رہے ہو
کتمان شہادت	شہادت کو چھپانا
اُمِّیٌّ	ان پڑھ
اَقِیۡمُو الصَّلٰاۃَ	صحیح طریقے سے نماز ادا کرو

تم جس طرف بھی رُخ کرو تو اسی طرف اللہ ہے۔ سورۃ البقرہ ۱۱۵

اللہ کا ارادہ: اور جب وہ کسی چیز (کام) کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اسے حُکم دیتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔

سورۃ البقرہ: ۱۱۷

بیت اللہ شریف کی صفائی کے متعلق اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں تفصیل:

اور یاد کرو جب بنایا ہم نے اس گھر (خانہ کعبہ) کو مرکز لوگوں کے لئے۔

سورۃ البقرہ: ۱۲۵

ہر کوئی اپنے اعمال کا جوابدہ ہے:

تِلۡكَ اُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَلَكُم مَّا كَسَبۡتُمۡ وَلَا تُسۡأَلُونَ عَمَّا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ۝

وہ ایک اُمت تھی جو گزر گئی اُنکے لئے وہی کچھ ہوگا جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے وہ ہوگا جو تم نے کمایا (کماؤ گے) اور تم سے انکے اعمال کی باز پُرس نہ ہوگی۔

سورۃ البقرہ: ۱۳۴

نیکی کی اصل: نیکی صرف اپنا منہ مشرق یا مغرب کیطرف کرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت فرشتوں کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں اپنے مال قرابت داروں یتیموں محتاجوں مسافروں مانگنے والوں غلاموں کو آزاد کرنے پر خرچ کرے۔ نماز قائم کرے، زکوۃ دے، وعدہ پورا کرے تنگدستی بیماری جہاد کے وقت صبر کرنے والے ان صفات کے حامل لوگ ہی سچے اور پرہیز گار ہیں۔

سورۃ البقر:۱۷۷

قصاص: قصاص کی فرضیت اور خون ناحق کا بدلہ۔ سورۃ البقرہ:۱۷۸

ماہ صیام کی فرضیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ O أَيَّاماً مَّعْدُودَاتٍ ط فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ O شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُواْ الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُواْ اللّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ O

اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ (یہ) گنتی کے چند

(دن) ہیں، پس اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں (کے روزوں) سے گنتی پوری کر لے، اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو ان کے ذمے ایک مسکین کے کھانے کا بدلہ ہے، پھر جو کوئی اپنی خوشی سے (زیادہ) نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے، اور تمہارا روزہ رکھ لینا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں سمجھ ہو۔ رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں، پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں (کے روزوں) سے گنتی پوری کرے، اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا، اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کر سکو اور اس لئے کہ اس نے تمہیں جو ہدایت فرمائی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس لئے کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

سورۃ البقرہ: ۱۸۵-۱۸۳

خرچ سے متعلق: اپنے مال والدین، غریب رشتہ دار، یتیم اور مساکین پر بالترتیب خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔

سورۃ البقرہ: ۲۱۵

جنگ/فتنہ فساد ماہ رجب میں جنگ نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور فتنہ و فساد، قتل سے بڑا گناہ ہے۔

سورۃ البقرہ: ۲۱۷

جوا و شراب: جوئے اور شراب کے بارے میں حکم فرمایا کہ کبیرہ گناہوں سے ہیں۔
سورۃ البقرہ:۲۱۹

مشرک عورت: مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرنے کا حکم، تاوقتیکہ ایمان نہ لے آئیں۔
سورۃ البقرہ:۲۲۱

حیض کی حالت میں عورتوں کے قریب جانے سے منع کیا گیا ہے جب تک پاک نہ ہوں۔
سورۃ:البقرہ ۲۲۲

عورتوں کی مثال کھیتی کی سی ہے تا کہ اُن سے فائدہ حاصل کیا جائے نہ کہ لذت حاصل کرنا۔
سورۃ البقرہ: ۲۲۳

قسم: جو دلی ارادہ سے کھائی جائے اسکا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا تین دن روزہ رکھنا۔

سورۃ البقرہ:۲۲۵-۲۲۴

مسئلہ طلاق: عورتوں کے نکاح اور طلاق کے مسائل بیوہ سے متعلق ہدایت نان نفقہ وغیرہ
سورۃ البقرہ:۲۳۷تا۲۲۶

پیاری چیز خرچ کرو: اللہ کی راہ میں سب سے عمدہ چیز دینے کا حکم ہے جو تمہارے پاس ہو۔
سورۃ البقرہ:۲۴۵

تابوتِ سکینہ : ایک صندوق جس میں حضرت موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کے تبرکات یعنی موسیٰ علیہ السلام کا عصا، کپڑے اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ تھا۔

سورۃ البقرۃ:۲۴۸

حکمت: اللہ جسے چاہے حکمت عطاء کرتا ہے اور جسے حکمت دی گئی اسے بہت بھلائی سے نواز دیا گیا۔
سورۃ البقرہ:۲۶۹

صدقات کا ظاہر اور چھپا کر دینا: صدقات کو ظاہری طور پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے یہ اچھی بات ہے لیکن اگر پوشیدہ رکھو اور فقراء میں تقسیم کر دے تو بہت بہتر ہے اس سے تمہارے گناہ مٹا دیے جائیں گے۔

سورۃ البقرہ:۲۷۱

ہدایت دینا اللہ کی صوابدید ہے: نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری نہیں کہ کسی کو راہ ہدایت پر چلائیں یہ اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے جسے چاہے ہدایت عطا فرمائے۔

سورۃ البقرہ:۲۷۲

سود: سود کی حرمت جو سود لے وہ جہنمی ہے جو سود لینا ترک نہ کرے اسکے ساتھ اللہ اور اسکے رسول کا اعلان جنگ۔

سورۃ البقرہ:۲۷۹-۲۷۵

قرض حسنہ: قرض دیتے وقت لکھ لیا کرو اس پر دو مرد گواہ ہونے چاہئیں۔اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہونی چاہئیں۔صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرض حسنہ کا ثواب 18 گنا ہے۔

سورۃ البقرہ:۲۸۲

ادائیگی قرض: قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَ تُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ O

(اے حبیب ﷺ! یوں) عرض کیجئے: اے اللہ، سلطنت کے مالک! تو جسے چاہے سلطنت عطا فرما دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت عطا فرما دے اور جسے چاہے ذلت دے، ساری بھلائی

تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے بیشک تو ہر چیز پر بڑی قدرت والا ہے۔

سورۃ آل عمران:۲۶

اللہ تعالیٰ سے محبت کیلئے پیروی رسول ﷺ: قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ

اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو حضور ﷺ کی اتباع کرو

سورۃ آل عمران:۳۱

عیسیٰؑ کی پیدائش: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور انکے معجزات اور اہل کتاب کے باطل عقیدہ کا رد۔

سورۃ آل عمران: ۴۴-۴۱

عہد شکنی کی سزا: (۱) آخرت کی نعمتوں سے محرومی۔(۲) اللہ تعالیٰ اُس سے کلام نہ فرمائے گا۔(۳) روز قیامت باری تعالیٰ اُس کی طرف نہیں دیکھے گا یعنی اُس پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔(۴) اسے گناہوں سے پاک نہیں کیا جائے گا۔(۵) اُس کے لئے دردناک عذاب ہو گا

منافق کی نشانی: جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

اور جب وعدہ کرے تو ایفاء نہ کرے۔

اور اگر اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

سورۃ آل عمران:۷۷ (تفسیر: ضیاء القرآن، ص:۲۴۶)

انبیاء پر ایمان لانا: پروردگار نے انبیاء سے پکا وعدہ کیا کہ میں جو کچھ تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں گا پھر تمہارے پاس آئے وہ رسول جو تصدیق کرنے والے ہوں ان کی اُس پر ضرور ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا۔

سورۃ آل عمران:۸۱

خانہ خدا کی تعمیر: دنیا میں سب سے پہلا عبادت خانہ مسجد الحرام خانہ کعبہ اور اسکے چالیس سال بعد مسجد اقصیٰ تعمیر کی گئی۔ پہلے خانہ کعبہ حضرت آدم علیہ السلام اور طوفان نوح کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کرایا جبکہ مسجد اقصیٰ کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام کے کسی بیٹے نے کرائی اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر دوبارہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کرائی۔

سورۃ آل عمران:۹۶

حج کی فرضیت: سب سے پہلا گھر جو بنایا گیا لوگوں کی عبادت کے لئے وہ مکہ میں ہے جو بہت برکت والا ہے اور لوگوں کی ہدایت کے لئے مرکز کی طرح ہے اس میں کھلی نشانیاں ہیں جو اس میں داخل ہوا امان پا گیا وہاں مقام ابراہیم بھی ہے اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے حج فرض ہے جو اسکی استطاعت رکھے اور جو اسکا منکر ہو تو اللہ سب جہانوں سے بے نیاز ہے۔

سورۃ آل عمران:۹۷-۹۶

تبلیغ کے سلسلہ میں: تم میں ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے اور برائی سے روکے اور ایسے لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

سورۃ آل عمران:۱۰۴

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کی ہدایت کے لئے پیدا کی گئی ہو

سورۃ آل عمران:۱۱۰

غیروں کو اپنا راز دار بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ بِطَانَةً کپڑے کا اندرونی حصہ یعنی جانی دوست یکجان، راز دار، قابل اعتماد دوست يَأْلُوْنَكُمْ نہ کسر اُٹھا رکھیں گے خَبَالًا خرابی پہنچانا، نقصان دینا، فساد برپا کرنا۔ سورۃ آل عمران:۱۱۸

جنگ بدر و اُحد کا ذکر جو ہجرت کے دوسرے اور تیسرے سال لڑی گئیں۔

سورۃ آل عمران:۱۲۹-۱۲۱

جنت کی چوڑائی: جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔

سورۃ آل عمران:۱۳۳

متقین اور محسنین کی صفات: اپنا مال خوشی اور تنگدستی میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

كَٰظِمِينَ غصے کو ضبط کرنے والا

الۡعَافِينَ عَنِ النَّاسِ لوگوں کی زیادتیوں پر درگزر کرنا بلکہ انہیں معاف کر دینا

فَاحِشَةً سے مراد ایسی برائی جسکا اثر دوسروں پر پڑے

ظَلَمُوٓا ایسا گناہ جسکا اثر اپنی ذات تک محدود ہو

مغفرت طلب کرنا چونکہ انسان خطا اور نسیان کا پتلا ہے جب جرم کا مرتکب ہو جائے تو فوراً ندامت اور شرمندگی کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے معافی کی درخواست کرے۔

سورۃ آل عمران:۱۳۵-۱۳۴

کامیابی کی نوید نہ ہمت ہارو نہ غم کرو تو ہی کامیاب ہو گے اگر تم سچے مومن ہو۔

سورۃ آل عمران:۱۳۹

واقعہ احد: سورۃ آل عمران:۱۶۱-۱۵۲

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ حضور ﷺ کی بعثت مومنین پر احسان عظیم ہے جو انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

سورۃ آل عمران:۱۶۴

شہداء سے متعلق: پہلے آیت میں شہداء کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے اور اسکے بعد شہداء کو مردہ خیال کرنے، دل میں ایسا گمان کرنے سے روک دیا ہے۔

سورۃ آل عمران:۱۶۹

علم غیب: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ حضور کا فرمانا کہ میری اُمت مجھ پر پیش کی گئی جسے میں پہچانتا ہوں اس پر منافقین نے آپس میں مذاق اُڑایا کہ ہم ہر وقت انکے پاس رہتے ہیں ہم کو تو نہیں پہچان سکتے قیامت تک آنے والی اُمت کو کس طرح جانیں گے۔

سورۃ آل عمران:۱۷۹

مُخْتَالًا فَخُوْرًا: متکبر خود بیں، جو رشتہ داروں اور ہمسایوں کو حقیر جانے۔

سورۃ النساء:۳۶

سب اُمتوں پر گواہ: کیا منظر ہوگا جب ہر امت پر نبی گواہ ہونگے اور آپ ﷺ اُن سب پر

سورۃ النساء:۴۱

حضور ﷺ کے وسیلہ سے بخشش طلب کرنا: وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا۔

اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے، اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو

وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔

سورۃ النساء:۶۴

جو حضور ﷺ کو اپنے جھگڑوں میں حاکم تسلیم نہ کریں وہ مومن نہیں۔ سورۃ النساء:۶۵

مومن کا قتل بے گناہ: ایک مسلمان کا مسلمان کے ہاتھوں نادانستہ خطاءً قتل، اسکی سزا غلام آزاد کرنا اور وارثوں کو خون بہا ادا کرنا ہے۔لیکن بے گناہ قتل کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

سورۃ النساء:۹۳-۹۲

ہجرت: اللہ کی راہ میں ہجرت کی فضیلت اسے زمین میں کشائش نصیب ہوگی اللہ پاک اُسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

سورۃ النساء:۱۰۰

گنہگار کیلئے معافی: گناہ سے اور اپنی جان پر ظلم سے توبہ کرنے پر معافی مل جاتی ہے۔

سورۃ النساء:۱۰۶

حضور ﷺ کو تمام علوم سکھا دیے گئے: اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب و حکمت نازل فرمائی اور آپکو سب کچھ بتا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے

سورۃ النساء:۱۱۳

دین کا مذاق اُڑانے کا گناہ: جب تم دیکھو کہ مجلس میں دین کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے یا جس مجلس میں تمہارے عقیدہ کے خلاف باتیں ہوں اُس میں شرکت نہیں کرنی چاہیئے اس لئے کہ صحبت کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہتا ورنہ تم بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہو گے۔ سورۃ النساء:۱۴۰

پہلا قتل: ہابیل کا قتل بھائی قابیل کے ہاتھوں۔ اسکی جزا۔

سورۃ المائدہ: ۲۹-۲۷

وسیلہ: وَابۡتَغُوۡٓا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ ۝
وسیلہ کی تشریح اور بیعت سے متعلق حضرت شاہ ولی اللہؒ تصریح فرمائی ہے کہ اُس وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔ ایمان، نیک اعمال، عبادات، پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا سب اللہ کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ ہیں۔ مرشد کامل جو اپنی توجہ سے دل کی کایا پلٹ دے۔

سورۃ المائدہ: ۳۵ (تفسیر: ضیاء القرآن، ص: ۴۶۶)

کافر، ظالم، فاسق: جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ (حکم) نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ (حکم) نہ کرے وہی لوگ ظالم ہیں۔ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ (حکم) نہ کرے وہی لوگ فاسق ہیں۔

سورۃ المائدہ: ۴۷، ۴۵، ۴۴

حرام کی ممانعت: جس میں روحانی درویشوں اور علماء کو اپنے پیروکاروں سے برائیوں کے ترک کرنے اور حرام کھانے سے منع نہ کرنے پر وعید سنائی ہے۔

سورۃ المائدہ: ۶۳-۶۲

یہود و نصاریٰ کے عقائد خلافِ توحید پر مکمل احکاماتِ خداوندی: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں جو ان کو دوست بنائے گا وہ انہی میں سے ہو جائے گا۔

سورۃ المائدہ: ۸۲-۵۱

جھوٹی قسم: جھوٹی قسم کا کفارہ 10 مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو ہم روزمرہ اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہیں۔ یا تین دن کے روزے یا کپڑے پہنائے جائیں یا غلام آزاد کیا جائے۔

سورۃ المائدہ:۸۹

ہر مصیبت میں اللہ کو پکارنا: آپ فرما دیں کون نجات دیتا ہے تمہیں انتہائی کرب و مصیبت کے وقت جب تم دیکھتے ہو عذاب کو آتا اپنی طرف طوفان، دریا ،آگ کے باعث اور اُسی کو پکارتے ہو خالصتاً آہ وزاری کرتے ہوئے۔

سورۃ الانعام:۶۳

خلافِ دین مجلس سے دوری کا حکم: اور جب آپ دیکھیں کہ دین کا استہزاء ہو رہا ہے تو اس مجلس سے چلے جائیں ہاں اگر اس سے باز رکھنے کیلئے کوشش کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر آپ ایسا نہ کر سکیں تو اس مجلس سے دور رہیں۔

سورۃ الانعام:۶۹-۶۸

عین الیقین: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پروردگار نے تمام جہانوں (آسمانوں اور زمین) کی بادشاہی کا مشاہدہ کرایا تا کہ انہیں عین الیقین ہو جائے۔

سورۃ الانعام:۷۶

ظالم کا ساتھ دینا: فرمان نبوی ﷺ ہے : جو ظالم کا ساتھ دے اللہ تعالیٰ اُسی ظالم کو اُن پر مسلط کر دیتا ہے۔

سورۃ الانعام:۱۳۰

حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت اور ابلیس۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات کا تفصیلی ذکر آیا ہے اور دیگر پیغمبروں کا ذکر اس سے پہلے ہے۔ سورۃ الاعراف

آدم علیہ السلام: حضرت آدمؑ کی نجات کا باعث بننے والی چیزیں: ۱) اپنی غلطی کا اعتراف ۲) اس پر ندامت ۳) اپنے آپ کو اس پر ملامت کرنا ۴) توبہ کرنا ۵) اور رحمت الٰہی پر آس

شیطان کی ہٹ دھرمی: ۱) اپنے جرم کو تسلیم نہ کرنا ۲) نادم نہ ہونا ۳) ارتکاب جرم پر اپنے آپ کو ملامت نہ کرنا بلکہ اُس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا ۴) توبہ نہ کرنا ۵) رحمت الٰہی سے مایوس ہونا۔

سورۃ الاعراف: ۲۳ (تفسیر: ضیاء القرآن، ص: ۶۹۳)

دل میں دعا کرنا: حضرت حسنؓ کے قول کے مطابق اعلانیہ دعا کرنے سے آہستہ (اخفاء) دعا کرنا ستر درجہ افضل ہے۔

سورۃ الاعراف: ۵۵ (حاشیہ: کنزالایمان، ص: ۲۲۸)

موسیٰ و فرعون کا مکالمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے مکالمہ اور معجزات کا ذکر جادوگروں سے مقابلہ انکا اقرار توحید۔

سورۃ الاعراف: ۱۲۱-۱۰۶

تلاوت قرآن کے آداب: آخری آیات جن میں قرآن پاک کی تلاوت سننے کیلئے آداب سکھائے گئے ہیں۔ غور سے سننے اور اس پر غور تدبر کرنے کی ہدایت ہے تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اگر کسی عبادت میں خلل واقع ہو تو خفی ورنہ جہرا افضل ہے۔

سورۃ الاعراف

جنگ بدر کا واقعہ: حضور ﷺ کی دعا سے فرشتوں کے ذریعہ اللہ کی مدد مجاہدین پر نیند کا غلبہ اور تسکین قلب / میدانِ جنگ سے فرار یعنی پیٹھ پھیرنا گناہ کبیرہ اور حضور ﷺ کا کفار پر مشت خاک پھینکنا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف

منسوب فرمایا

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

(اے حبیب محتشم!) جب آپ نے (اُن پر سنگ ریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے۔

سورۃ الانفال:۱۷

پرہیزگاروں کا انعام: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جن انعامات سے سرفراز فرماتا ہے اس آیت میں اُن کا بیان ہے:

نعمت فرقان: حق و باطل میں تمیز کرنے کی قوت

ستر عیوب: اُن کے گناہوں عیبوں کو چھپا دیا جاتا ہے

آمرزش گناہ یعنی انکے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

عارفین کاملین کا ارشاد ہے کہ ذکر الٰہی سے ایک نور پیدا ہوتا ہے جس سے حقائق اشیاء منکشف ہو جاتی ہیں اور غلط و صحیح میں فرق محسوس ہونے لگتا ہے صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اسے کشف کہتے ہیں۔

سورۃ الانفال:۲۹ (تفسیر: ضیاء القرآن، ص:۸۱۶-۸۱۵)

مال جمع کرنا: مال زکوٰۃ ادا کرنے سے پاک ہو جاتا ہے لیکن صحابہ کرام کا استفسار پھر کیا چیز جمع کرنی چاہیے حضور کا فرمان: ذکر کرنے والی زبان، شُکر کرنے والا دل اور نیک بی بی جو ایماندار کی اسکے ایمان پر مددگار ہو۔

سورۃ التوبہ:۳۴ (حاشیہ: کنزالایمان، ص:۲۷۸)

حرمت والے مہینے چار ہیں: ذیقعد، ذوالحجہ، محرم، رجب ان میں جدال وقتال کی ممانعت ہے۔

سورۃ التوبہ:۳۶ (حاشیہ: کنزالایمان، ص:۲۷۹)

غارِثور: ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْهُمَا فِي الْغَارِ إِذْيَقُولُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔ وہ دو (ہجرت کرنے والوں) میں سے دوسرے تھے جبکہ دونوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غار (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیقؓ) سے فرما رہے تھے: غمزدہ نہ ہو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ سورۃ التوبہ:۴۰

حضور ﷺ کا اپنی امت کے اعمال کا مشاہدہ:

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
اور اب (آئندہ) تمہارا عمل (دنیا میں بھی) اللہ دیکھے گا اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (دیکھے گا) پھر تم (آخرت میں بھی) ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے (رب) کی طرف لوٹائے جاؤ گے تو وہ تمہیں ان تمام (اعمال) سے خبردار فرما دے گا جو تم کیا کرتے تھے

سورۃ التوبہ:۹۴

رسول اللہؐ کی عظمت: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کیلئے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں سورۃ التوبہ:۱۲۸

سورج اور چاند کا ذکر: اس میں سورج اور چاند سے متعلق 28 منزلیں اور 12 برجوں کا ذکر ہے (مقاصد کی تفصیل درج ہے)۔

سورۃ یونس:۶-۵ (حاشیہ: کنزالایمان، ص ۳۰۱)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے انکا رب اُنکے ایمان کے باعث ہدایت کے راستے پر گامزن کرے گا اور انہیں نعمت والے باغوں میں لے جائے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور اس میں انکی دعا یہ ہوگی۔

دَعْوٰهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ

سورۃ یونس:۱۰-۹

اولیاء اللہ: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
(خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے۔)

سورۃ یونس:۶۲

نَاقَةُ اللّٰهِ: حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو پتھر سے برآمد ہوئی۔

سورۃ ہود:۶۸-۶۱

بدنصیب وخوش نصیب: جب وہ دن آئے گا تو (اُس کی ہیبت سے) کوئی شخص نہیں بول سکے گا بجز اُس کی اجازت کے، بعض ان میں سے بدنصیب ہوں گے اور بعض خوش نصیب۔

حضرت شفیق بلخی فرماتے ہیں: سعادت کی پانچ علامتیں ہیں

۱) دل کی نرمی ۲) کثرت گریہ وزاری ۳) دنیا سے نفرت

۴) امیدوں کو نہ بڑھانا ۵) حیا

شقاوت (بدبختی) کی بھی پانچ علامتیں:

۱) دل کی سختی ۲) آنکھوں کی خشکی ۳) دنیا کی رغبت

۴) دراز امیدیں ۵) بے حیائی

سورۃ ہود:۱۰۵ (حاشیہ: کنزالایمان، ص:۳۳۷)

اطمینان قلب: جو لوگ ایمان لائے اُنکے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔خبردار اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انکے لئے عیش و مسرت ہے اور عمدہ ٹھکانا ہے۔

سورۃ الرعد:۲۸-۲۹

قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری۔ سورۃ الحجر:۹

تخلیق آدم علیہ السلام اور شیطان کا سجدہ سے انکار۔ سورۃ الحجر:۳۱-۲۸

مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے: اس سورۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی آمد اور بڑھاپے میں اولاد کی خوشخبری اور لوطؑ کی قوم پر عذاب کا نزول ذکر کیا گیا ہے اور مومن کی فراست کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک صحابی حضرت انس کو غیر محرم عورت کو دیکھ کر آنے پر مطلع فرمایا۔ مومن کی فراست سے بچو وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

سورۃ الحجر:۷۵ (تفسیر: ضیاء القرآن، ص:۱۲۱۹)

الْأَيْكَةِ: حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی کا نام ہے۔ایک گھنے درختوں کی جگہ کو کہتے ہیں۔

سورۃ الحجر:۷۸

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ: سات آیتیں سورۃ فاتحہ سورۃ الحجر:۸۷

نعمتوں کا شمار: اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو ہر گز شمار نہ کرسکو گے۔

سورۃالنحل:۱۸

فرشتوں کا سلام: وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ایک دوسرے سے آپس میں یہ کہتے ہوئے کہ سلام ہو تم پر جنت میں داخل ہو جاؤ اسکے صلے میں جو نیک اعمال تم نے کیے تھے۔

سورۃالنحل:۳۲

اللہ تعالیٰ کا حکم: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں عدل، بھلائی اور اپنے قرابتداروں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کاموں اور سرکشی سے منع فرماتا ہے کہ ان باتوں پر عمل کرو۔

سورۃالنحل:۹۰

شیطان سے حفاظت: جو مومن مرد یا عورت نیک اعمال کرے اس پر شیطان غلبہ نہیں پا سکتا۔ جب قرآن پاک کی تلاوت کرو تو اللہ سے پناہ مانگا کرو تا کہ تم کو شیطان کے وسوسے سے نجات ملے۔

سورۃالنحل:۱۰۰-۹۷

اسلام کے پہلے شہید: حضرت عمار بن یاسر کے بارے میں انکی والدہ اسلام کی پہلی شہیدہ ہیں اور اُن کے والد دوسرے شہید ہیں۔ابو جہل نے اُن کی والدہ کو دو اونٹوں کی ٹانگوں سے باندھ کر اُن کو مخالف سمت ہانک کر چیر ڈالا۔

سورۃالنحل:۱۰۶(تفسیر: ضیاء القرآن،ص:۱۲۷۷)

والدین کی تعظیم: والدین سے حسن سلوک، ادب واحترام اور خدمت کے بارے میں۔

سورۃبنی اسرائیل:۲۴-۲۳

فضول خرچی کی ممانعت: اسراف کے مرتکب شخص کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔اسی رکوع میں اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل کرنے اور زنا کے قریب جانے سے منع کیا گیا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل:۲۷-۲۶

ہر بیماری کا علاج: وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ
آیت شریفہ کا یہ جملہ ہر ایک بیماری کے لئے عمل مجرب ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل:۱۰۵(حاشیہ:کنزالایمان،ص:۴۲۴)

اسمائے اصحاب کہف: حضرت ابن عباس سے اصحاب کہف کے مندرجہ ذیل نام منقول ہیں

میکسلمینا یملیخاہ مرطونس
سنونس سارینونس ذونواس
کعسططیونس (مظہری) اور قطمیر (کتے کا نام)

سورۃ کہف (تفسیر:ضیاءالقرآن،ص:۱۴۳۰)

دعوتِ توحید: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو دعوت توحید کے دوران مکالمہ میں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى (زمین کی) اسی (مٹی) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تمہیں دوسری مرتبہ (پھر) نکالیں گے۔

سورۃ طٰہٰ:۵۵

مومن کی صفات: مومن کی صفات جن کے باعث وہ جنت الفردوس کا وارث (سب سے اعلیٰ جنت جہاں ہر قسم کی نعمتوں، راحتوں اور قرب الٰہی کی لذتوں کی فراوانی ہوگی۔) ۱) جو نماز میں عاجزی اختیار کرتے ہیں۔ ۲) بُری

بیہودہ باتوں سے ہر وقت پرہیز کرتے ہیں۔ ۳) جو ہمیشہ زکوٰۃ ادا کر کے اپنی جان و مال پاک کرتے ہیں۔ ۴) جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ۵) جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی پاسداری کرتے ہیں۔

سورۃ المومنون: ۱۱-۱

وسوسوں سے پناہ: وَ قُلْ رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ○ وَ أَعُوذُ بِكَ رَبِّ اَن يَّحْضُرُوْنِ○ اور آپ (دعا) فرمائیے: اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور میرے رب! میں اس بات سے (بھی) تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

سورۃ المومنون: ۹۸-۹۷

دوستی کا معیار: سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھنا چاہئے کہ دوست کس کو بنا رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہم نشینی نہ کرو مگر ایماندار کے ساتھ اور کھانا نہ کھلاؤ مگر پرہیزگار کو۔

مسئلہ: بے دین اور بد مذہب کے ساتھ دوستی اور اسکے ساتھ صحبت اور اختلاط الفت احترام ممنوع ہے۔

سورۃ الفرقان: ۲۹ (حاشیہ: کنزالایمان، ص: ۵۲۴)

شرک باللہ (اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ماننا، قتل بے گناہ اور زنا بدکاری ایک ہی درجہ میں ہیں۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَن يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ○ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ

مُهَانًا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ
يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی پوجا نہیں کرتے اور رنہ (ہی) کسی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جسے بغیر حق مارنا اللہ نے حرام فرمایا ہے اور نہ (ہی) بدکاری کرتے ہیں، اور جو شخص یہ کام کرے گا وہ سزائے گناہ پائے گا۔ اس کے لئے قیامت کے دن عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس میں ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیا تو یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جن کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے

سورۃ الفرقان: ۷۰-۶۸

رجوع الی اللہ: نماز قائم کرو اور مشرکوں میں نہ ہو۔

سورۃ الروم: ۳۱

دین میں تفرقہ بازی: جن لوگوں نے دین میں تفرقہ ڈالا وہ پھر گئے۔

سورۃ الروم: ۳۲

آیت تطہیر: حضور علیہ الصواۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو خطاب جس میں انہیں اجر عظیم کی بشارت دی گئی ہے اور خطا پر دوگنا عذاب اور نیکی پر اُمت کی نسبت دوگنا ثواب دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے برائی کو دور اور پاک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔

سورۃ الاحزاب: ۳۴-۲۸

کسی مومن مرد اور عورت کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر اپنا کچھ اختیار رکھیں۔

(کچھ بھی اختیار نہیں بلا چون و چراں تعمیل کریں) اور جوان کا حکم نہ مانے صریح گمراہ ہے۔

سورہ الاحزاب:۳۶

ازواج مطہرات: حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کی کُل تعداد 9 تھی۔
5 قریشیہ: حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ، حفصہؓ بنت فاروقؓ، اُم حبیبہ بنت ابی سفیان، اُم سلمہ بنت ابی امیہ، سودہ بنت زمعہ
اور 4 غیر قریشیہ: زینب بنت جحش اسدیہ ، میمونہ بنت حارث ہلالیہ، صفیہ بنت حیی بن اخطب خیبریہ جویریہ بنت حارث مصطلقیہ

سورۃ الاحزاب:۲۸ (حاشیہ: کنزالایمان، ص:۶۱۰)

(حضرت داؤدؑ کی 100 بیبیاں تھیں، حضرت سلیمانؑ کی 300 تھیں)

جنت عدن: سدا بہار جنت یعنی باغات جن پر خزاں نہیں ہمیشہ سرسبز و شاداب تر و تازہ

سورۃ فاطر:۳۳

مومن کی موت پر زمین و آسمان کا رونا: مومن جب مرتا ہے تو اس پر زمین و آسمان چالیس دن تک روتے ہیں۔ترمذی کی حدیث ہے مومن کی موت پر آسمان و زمین روتے ہیں، مجاہد نے فرمایا کہ زمین کیوں نہ روئے کہ وہ اُسے رکوع اور سجود سے آباد رکھتا ہے اور آسمان اسلئے روتا ہے کہ اس بندے کی تسبیح و تکبیر آسمان پر پہنچتی تھی۔حسن کا قول بھی یہی ہے

سورۃ الدخان:۲۹ (حاشیہ: کنزالایمان، ص:۷۱۹)

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ

الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ O

آپ فرما دیجئے: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر لی! تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بے شک اللہ سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے، وہ یقیناً بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

سورۃ الزمر: ۵۳

لذات سے کنارہ کشی: اس آیت میں پروردگار نے دنیاوی لذت اور عیش اختیار کرنے پر کفار کی توبیخ فرمائی۔ اسی آیت کی روشنی میں حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے لذات سے کنارہ کشی اختیار فرمائی اور حضور ﷺ کی پیروی میں صالحین اُمت عمل پیرا رہے۔

سورۃ الاحقاف: ۲۰

حضور ﷺ منافقین کو پہچانتے: فرمان باری تعالیٰ ہے کہ ہم چاہیں تو تمہیں اُن کی صورتیں دکھائیں۔ حضور ﷺ منافقین کو اُن کی صورتوں سے پہچانتے ہیں اور ضرور آپ انہیں بات کے اسلوب سے بھی پہچان لیں گے۔

سورۃ محمد: ۳۰

حضرت اسحاقؑ کی پیدائش: اس میں حضرت ابراہیمؑ کو بڑھاپے میں بچے کی پیدائش کی خوشخبری دی گئی، اُن کی زوجہ کی عمر اس وقت ۹۰-۹۹ سال ہو چکی تھی۔

سورۃ الذاریات: ۲۹-۲۸

فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا: بے شک آپ (ہر وقت) ہماری آنکھوں کے سامنے (رہتے) ہیں۔

سورۃ الطور: ۴۸

جنت کیطرف بڑھو: بڑھ کر چلو (سبقت کرو) اپنے رب کی طرف مغفرت اور جنت کی جانب

جسکی چوڑائی آسمان اورزمین جیسی ہے تیار ہوئی ہے اللہ اوراُس کے رسول پرایمان لانے والوں کے لئے یہ اللہ کافضل ہے جسے چاہے دے اوراللہ بڑے فضل والا ہے۔

سورۃالحدید:۲۱

اللہ کافضل: وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ O اور یہ سارافضل اللہ ہی کے دستِ قدرت میں ہے وہ جسے چاہتاہےعطافرماتاہے،اوراللہ فضل والا عظمت والا ہے۔

سورۃالحدید:۲۹

اللہ کے دشمنوں سے دوستی: اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے دوستی اورمودت مومنین کی شان نہیں۔اگرچہ وہ انکے باپ بیٹے بھائی یا کنبے والے کیوں نہ ہوں۔

سورۃالمجادلہ:۲۲

خوفِ خدادنیاوی مصیبتوں سے چھٹکارااوررزق میں برکت کاذریعہ ہے:

وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا O وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ اورجواللہ سے ڈرتاہے وہ اس کے لئے (دنیاوآخرت کے رنج وغم سے) نکلنے کی راہ پیدافرمادیتاہے۔اوراسے ایسی جگہ سے رزق عطافرماتاہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

سورۃالطلاق:۳-۲

☆

قرآنی دعائیں

دعاءصبر واستقامت:

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ أَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ O

اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر میں وسعت ارزانی فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں پر غلبہ عطا فرما۔

سورۃ البقرا:۲۵۰

ہدایت اور اُس پر ثابت قدمی کی دعا:

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ

(اور عرض کرتے ہیں:) اے ہمارے رب! ہمارے دلوں میں کجی پیدا نہ کر اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے اور ہمیں خاص اپنی طرف سے رحمت عطا فرما، بیشک تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔

رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ
إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ

اے ہمارے رب! بیشک تو اس دن کہ جس میں کوئی شک نہیں سب لوگوں کو جمع فرمانے والا ہے، یقیناً اللہ (اپنے) وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

سورۃ آل عمران:۹-۸

گناہوں سے معافی اور عذاب سے نجات کی دعا:

رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب! ہم یقیناً ایمان لے آئے سو ہمارے گناہ معاف فرما دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔

سورۃ آل عمران:۱۶

اللہ رب العزت کی وحدانیت اور عظیم قدرت:

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(اے حبیب! یوں) عرض کیجئے: اے اللہ سلطنت کے مالک! تو جسے چاہے سلطنت عطا فرما دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت عطا فرما دے اور جسے چاہے ذلت دے، ساری بھلائی تیرے ہی دست قدرت میں ہے، بے شک تو ہر چیز پر بڑی قدرت والا ہے۔

سورۃ آل عمران:۲۶

حضرت زکریا کی دعا:

قَالَ رَبِّ هَبۡ لِيۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيۡعُ الدُّعَآءِ

عرض کیا: میرے مولا! مجھے اپنی جانب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بیشک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔

سورۃ آل عمران: ۳۸

جنگ میں ثابت قدمی اور کفار پر غلبہ کی دعا:

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ إِسۡرَافَنَا فِيۡٓ اَمۡرِنَا وَ ثَبِّتۡ أَقۡدَامَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝

اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کام میں ہم سے ہونے والی زیادتیوں سے درگزر فرما اور ہمیں (اپنی راہ میں) ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں پر غلبہ عطا فرما۔

سورۃ آل عمران: ۱۴۷

حضرت ابوبکرؓ کی دعا:

رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلاً ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اے ہمارے رب! تو نے یہ (سب کچھ) بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا تو (سب کوتاہیوں اور مجبوریوں سے) پاک ہے پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

رَبَّنَا إِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ أَخۡزَيۡتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ۝

اے ہمارے رب! بیشک تو جسے دوزخ میں ڈال دے تو تُو نے اسے

واقعتاً رسوا کر دیا، اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ کی دعا:

رَبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِي لِلْإِيْمَانِ
اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا

اے ہمارے رب! (ہم تجھے بھولے ہوئے تھے) سو ہم نے ایک ندا دینے والے کو سنا جو ایمان کی ندا دے رہا تھا کہ (لوگو!) اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔

حضرت عثمانؓ کی دعا:

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا
وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝

اے ہمارے رب !اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری خطاؤں کو ہمارے (توشہء اعمال) سے محو فرما دے اور ہمیں نیک لوگوں کی سنگت میں موت دے۔

حضرت علیؓ کی دعا:

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

اے ہمارے رب! اور ہمیں وہ سب کچھ عطا فرما جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

سورۃ آل عمران: ۱۹۴-۱۹۱

قربانی کی دعا:

قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکۡبَرۡ کے علاوہ مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت سنت رسول ﷺ ہے۔

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا۔

سورۃ الانعام:۱۶۲

دعاء نبی پاک ﷺ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ سُوۡءِ الۡقَضَآءِ وَ دَرۡکِ الشِّقَاءِ وَ شَمَاتَۃِ الۡاِعۡدَاءِ (بخاری)

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بری تقدیر سے، بدبختی سے اور ایسی بات سے جس سے دشمن خوش ہوں۔

سورۃ الاعراف:۱۵۰ (تفسیر: ضیاء القرآن، ص:۷۵۹)

حضرت موسیٰؑ کی دعا:

تُضِلُّ بِھَا مَنۡ تَشَآءُ وَ تَھۡدِیۡ مَنۡ تَشَآءُ اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَ ارۡحَمۡنَا وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡغٰفِرِیۡنَ ۝

اس کے ذریعے تو جسے چاہتا ہے گمراہ فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے، سو تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔

سورۃ الاعراف:۱۵۵

حضور ﷺ کی دعا:

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِی عَلٰی دِیْنِكَ

اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ

اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ

اے دلوں کے پھیرنے والے میرے خدا! ہمارے دلوں کو اپنی فرمانبرداری کی طرف پھیر دے

سورۃ الانفال: ۲۴ (تفسیر: ضیاء القرآن، ص: ۸۱۳)

حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا:

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا فرمانے والے! تو دنیا میں (بھی) میرا کارساز ہے اور آخرت میں (بھی)، مجھے حالت اسلام پر موت دینا اور مجھے صالح لوگوں کے ساتھ ملا دے۔

سورۃ یوسف: ۱۰۱

زکریاؑ کی یحییٰؑ کیلئے دعا:

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ

اے میرے رب! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر وارث ہے۔

سورۃ الانبیاء: ۸۹

عذاب جہنم سے نجات کی دعا:

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا O

اے ہمارے رب! تو ہم سے دوزخ کا عذاب ہٹالے، بے شک اس کا عذاب بڑا مہلک (اور دائمی) ہے۔ سورۃ الفرقان:۶۵

نیک بیویاں نیک اولاد اور پرہیزگاری کی دعا:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا O

اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو (حضور باری تعالیٰ میں) عرض کیا کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور رہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطافرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنادے۔

سورۃ الفرقان:۷۴

حضرت سلیمانؑ کی دعا:

جوانہوں نے چیونٹی کی آواز کو سنا جو باقی چیونٹیوں کو اپنے بلوں میں داخلے کیلئے کہہ رہی تھی

رَبِّ أَوْزِعْنِيْٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَ أَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ O

اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکرادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی ہیں اور ہمیشہ نیک کام کرتا رہوں جس سے تو راضی ہوجائے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل کرلے۔

سورۃ النمل:۱۹

موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

قَالَ رَبِّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ O

عرض کرنے لگے: اے میرے رب! بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا سو تو مجھے معاف فرما دے پس اس نے انہیں معاف فرما دیا، بے شک وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

سورۃ القصص:۱۶

شہر سے ہجرت کے وقت موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ O

عرض کیا: اے رب مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرما۔

سورۃ القصص:۲۱

دعاؤں کی قبولیت:

ابن مسیب سے منقول ہے کہ یہ آیت پڑھ کر جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ O

آپ عرض کیجئے: اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود میں لانے والے! غیب اور ظاہر کا علم رکھنے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اُن (امور) کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

سورۃ الزمر:۴۶ (حاشیہ: کنز الایمان، ص:۶۷۱)

حضرت صدیق اکبرؓ کی دعا پر قبولیت کی سند:

تَرْضٰهُ وَأَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ إِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝

اور میرے لئے میری اولاد میں نیکی اور خیر رکھ دے بیشک میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں یقیناً فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں ہم جن کے نیک اعمال کو قبول کرتے ہیں اور ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرماتے ہیں (یہی) اہل جنت ہیں یہ سچا وعدہ ہے جو اُن سے کیا جا رہا ہے۔

سورۃ الاحقاف: ۱۶-۱۵ (حاشیہ: کنزالایمان، ص: ۷۲۹)

حضرت نوحؑ کی دعا:

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝

سو انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں (اپنی قوم کے مظالم سے) عاجز ہوں پس تو انتقام لے۔ سورۃ القمر: ۱۰

حضرت ابراہیم اور آپ کے ساتھیوں کی اپنی قوم سے علیحدگی کے بعد دعا:

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝

اے ہمارے رب ہم نے تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور ہم نے تیری طرف ہی رجوع کیا اور (سب کو) تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

سورۃ الممتحنہ: ۴

☆

قیمتی موتی

اللہ کے نزدیک چار پسندیدہ کلمات:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اَللہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ اللہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

تذکیہء نفس: نفس کی کیفیت معلوم کرنے کیلئے مراقبہ ضروری ہے۔
نفس کو قابو میں لانے کیلئے مجاہدہ ضروری ہے۔
نفس کے ساتھ جہاد نفس کی خواہشات کی مخالفت سے ہوتا ہے۔
جو آدمی اپنے آپ کو دوسروں سے حقیر سمجھے اُسکا نفس قدرے مطیع ہوا کرتا ہے۔

تین قسم کے لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ فرمائے گا، نہ بخشے گا، عذاب دیا جائے گا۔

☆...... ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا

☆...... احسان جتانے والا

☆...... تجارتی مال کو جھوٹی قسم کھا کر بیچنے والا

بُخل — یہ ہے کہ خود کھائے دوسروں کو نہ دے

شح — یہ ہے نہ کھائے نہ کھلائے

سخا — یہ ہے خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے

جود — یہ ہے کہ خود نہ کھائے اور دوسروں کو کھلائے۔

ملاوٹ: جو ملاوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں (فرمان رسول ﷺ)

الحرم: حرم : اس مقام کو کہتے ہیں جہاں ہر قسم کی برائی فسق، لڑائی جھگڑا کرنے کی اجازت نہیں۔ مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ

باجماعت نماز: جس نے چالیس روز تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی اللہ تعالیٰ اسے نفاق اور گمراہی سے محفوظ فرما دیتا ہے۔

فرمان حضرت علیؓ: لمبی امیدیں آخرت کو بُھلاتی ہیں اور خواہشات کا اتباع حق سے روکتا ہے

مومن اللہ کے نزدیک ملائکہ سے زیادہ کرامت رکھتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ: فرشتے اطاعت و بندگی پر مجبور ہیں انکی سرشت ہے نیکی کرنا۔ ان میں عقل ہے شہوت نہیں، اور بہائم (حیوان) میں شہوت ہے عقل نہیں اور آدمی عقل اور شہوت دونوں کا حامل ہے جامع ہے۔ تو جس نے عقل کو شہوت پر غالب کیا وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس نے شہوت کو عقل پر غالب کیا وہ حیوان سے بدتر ہے۔

خلافت 30 سال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:
میرے بعد خلافت 30 سال رہے گی

خلیفہء اول کی خلافت	2 سال 3 ماہ
خلیفہء دوم کی خلافت	10 سال 6 ماہ
خلیفہء سوم کی خلافت	12 سال
خلیفہء چہارم کی خلافت	4 سال 9 ماہ
اور حضرت حسن کی خلافت	6 ماہ

پیغمبروں کی نافرمانی پر قوموں کی تباہی: ☆ فرشتوں نے حضرت لوطؑ کی قوم کی تباہی کیلئے نشان کیے ہوئے پتھر برسائے۔ ☆ حضرت موسیٰؑ کو جادوگر، دیوانہ کہا گیا انکی تباہی دریا میں غرق کرنے سے ہوئی۔ ☆ حضرت عاد کی قوم خشک آندھی سے ہلاک ہوئی۔ ☆ حضرت ثمود کی قوم خوفناک کڑک سے تباہ ہوئی۔ ☆ اسے سے پہلے حضرت نوحؑ کی قوم سیلاب کے طوفان سے مٹادی گئی۔

گناہوں کی اقسام:

فاحشہ:	وہ برائی جسکا ضرر دوسروں تک پہنچے
ظلموا:	وہ گناہ جس کا اثر اپنی ذات تک محدود ہو
تہنوا:	عمل اور رائے کی کمزوری کو وہن کہتے ہیں۔
تحزنوں:	اپنی پیاری چیز اور عزیز کے زیاں کو حزن کہتے ہیں

☆

آپ کے پسندیدہ نعتیہ کلام

مولانا عبدالرحمن جامیؒ کے یہ اشعار
آپؒ نے 6 اگست 1980ء میں اپنی ڈائری میں درج کیے

نہ آخر رحمۃ اللعالمینی
زمحروماں چرا فارغ نشینی
بروں آور سر از برد یمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی

کیا آپ ﷺ سارے عالم کیلئے رحمت نہیں ہیں؟
پھر محروموں سے یہ فراغت کیوں ہے؟
یمنی چادر سر سے ہٹا کر اپنا جمال دکھائیے
کیونکہ آپ ﷺ کا چہرہ ہی زندگانی کی صبح ہے
(نبی اکرم ﷺ کا کفن یمنی چادروں پر مشتمل ہے)

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

خالد محمود خالد

......

لے چل کدی خدا یا سرکار دے بوہے تے
میں وی سناواں دکھڑا غمخوار دے بوہے تے

......

دل میں ہو یاد تیری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

حسن رضا خان بریلوی

......

میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے
تیرے شہر میں میں آؤں تیری نعت پڑھتے پڑھتے

ناصر چشتی

......

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

امام احمد رضا خان بریلوی

تیرا کرم جو شاہ ذی وقار ہو جائے
اُتر کے چاند چراغ مزار ہو جائے
محمداعظم چشتی

......

کھولی نہیں آنکھ اُس نے اُجالا نہیں دیکھا
جس شخص نے دنیا میں مدینہ نہیں دیکھا
اختر شمار

......

میں کے بے وقعت و بے مایا ہوں
تیری محفل میں چلا آیا ہوں
احمد ندیم قاسمی

......

کوئی مثل مصطفیٰ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا
کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا
صبیح رحمانی

باب ثامن

تصاویر

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تُو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تُو


حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ


حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ

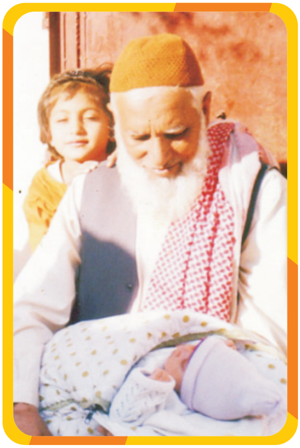




حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ اپنے والد گرامی
حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ کے ہمراہ



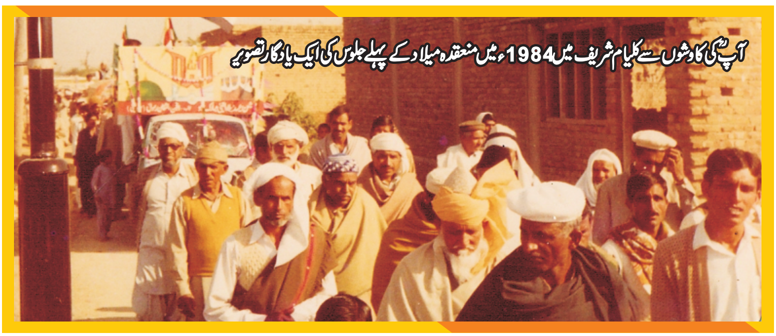
اپنے بھائی صاحبزادہ بشارت حسین کلیامی
اور اپنے بھانجے ثاقب شبیر صاحب کے ہمراہ



اپنی پوتیوں کے ہمراہ پیار اور شفقت کا ایک انداز



صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کے ہمراہ



آپؒ کی کاوشوں سے کلیام شریف میں 1984ء میں منعقدہ میلاد کے پہلے جلوس کی ایک یادگار تصویر



حسن العنانی مسجد جدہ اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ



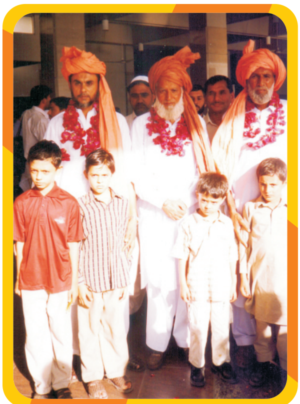
1992ء جدہ میں ساحلِ سمندر پر ایک یادگار تصویر



سفرِ عمرہ کے دوران راشد مسعود کلیامی صاحب کے ہمراہ



عمرہ کے لئے روانگی، اسلام آباد ایئرپورٹ سے ایک یادگار تصویر



عمرہ سے واپسی پر استقبال،
بابا حیات خان اور شکیل احمد کے ہمراہ



عمراہ کے لئے روانگی سے قبل ربنواز صابری، طارق مسعود کلیامی،
حضرت میاں محمد عارف کلیامیؒ، سہراب علی اور روحیل صادق کے ہمراہ



اجمیر حاضری کیلئے تصویر بنوائی (24 اکتوبر 2007ء)
سادات فوٹو سٹوڈیو



محمد نذیر (بھڈانہ)، محمد دلنواز صابری (پنڈ نوشہری) (24 اکتوبر 2007ء)



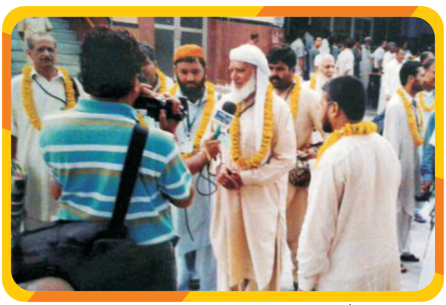
اجمیر شریف اسٹیشن پر آمد (جولائی 2008ء)



صاحبزادہ راشد مسعود کے ہمراہ (24 اکتوبر 2007ء)



بلند دروازہ، اجمیر شریف درگاہ کے سامنے گروپ فوٹو



اجمیر شریف اسٹیشن پر استقبال اور صحافیوں کے سوالات (جولائی 2008ء)



بیت اللہ شریف میں حاضری (مئی 2011ء)



جبل رحمت (مئی 2011ء)



روانگی برائے مدینہ طیبہ (مئی 2011ء)



صحن حرم میں تلاوت قرآن حکیم (مئی 2011ء)



صحن حرم میں سعادت افروز لمحات (مئی 2011ء)



سید شیراز ظفر صاحب کے ہمراہ زیاراتِ مکہ پاک (مئی 2011ء)



صاحبزادہ ساجد مسعود کی تدفین کے بعد دعا کرتے ہوئے (10 اکتوبر 2011ء)



اپنے برادر نسبتی عبدالمجید صاحب کے ہمراہ











حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان کلیامیؒ کا عرس مبارک،
کلیام شریف (5 جولائی 2013ء)



مورت شریف گاؤں میں دعا کے موقع پر
(7 نومبر 2013ء)





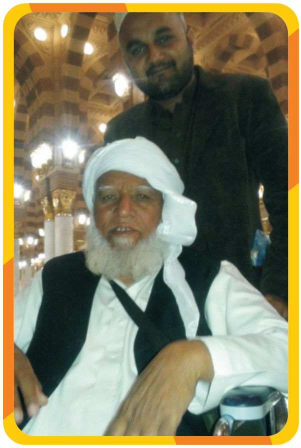
صابری آستانہ مورت شریف پر منعقدہ ایک سیمینار کا گروپ فوٹو (24 جولائی 2013ء)



حرم مکہ میں تلاوت قرآن کی سعادت (فروری 2016ء)



ملک عادل، ملک نعمان کے ہمراہ مکہ شریف (فروری 2016ء)



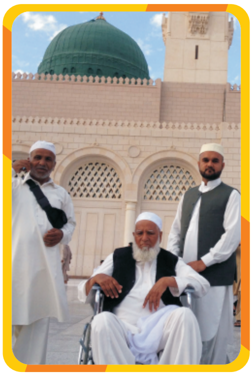
مدینہ طیبہ میں ملک نعمان نصرت کے ہمراہ (فروری 2016ء)



ملک عادل، ملک نعمان کے ہمراہ مدینہ پاک (فروری 2016ء)



صاحبزادہ طارق مسعود اور ربنواز صابری کے ساتھ
ایئرپورٹ سے باہر آتے ہوئے۔(5مارچ 2016ء)



گنبد خضریٰ کے سائے میں ملک نعمان نصرت
اور محمود مغل کے ہمراہ (مارچ 2016ء)



صحن مسجد نبوی میں سرفراز (خادم مسجد نبوی شریف)
اور محمد نذیر کے ہمراہ (مارچ 2016ء)



صاحبزادہ بشارت حسین کلیامیؒ کے ہمراہ (25 ستمبر 2016ء)



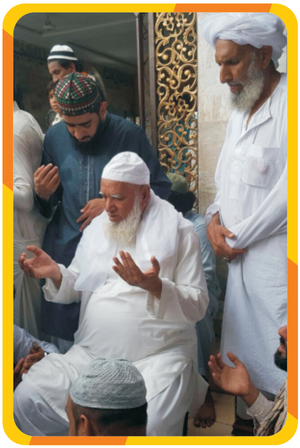
عشاق کے جھرمٹ میں پاکپتن شریف (اکتوبر 2016ء)



دربار پاکپتن شریف حاضری (اکتوبر 2016ء)



عرس حضرت خواجہ میاں ولایت حسین کلیامیؒ مورت (25 ستمبر 2016ء)



دعا کرتے ہوئے پاکپتن شریف (اکتوبر 2016ء)



دربار بابا فرید شکر گنجؒ میں بیٹھ کر سید عمر فاضل صاحب
کو بیعت کرتے ہوئے (اکتوبر 2016ء)



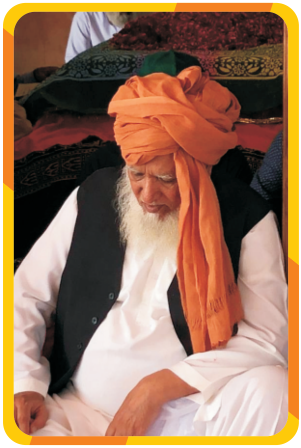
صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی
کی
دستار بندی واعلانِ خلافت
14 اپریل 2017ء
صابری آستانہ، مورت

(2008ء اجمیر شریف میں
خلافت سے نوازا تھا)

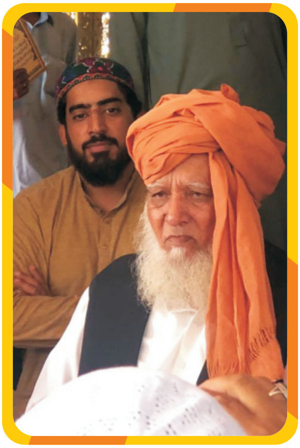




عرس حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ
صابری آستانہ مورت شریف (28 ستمبر 2019ء)













عرس حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ
صابری آستانہ مورت شریف (28 ستمبر 2020ء)



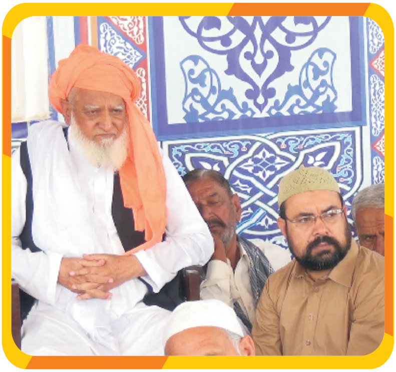
صاحبزادہ اویس مسعود کی دستار بندی



صاحبزادہ فہد فرید کی دستار بندی



محفل سماع صابری آستانہ ستمبر 2020ء



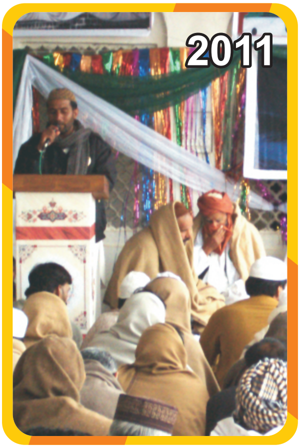
راقم الحروف مرشد گرامی کے ہمراہ ستمبر 2020ء



صاحبزادہ اویس مسعود کے ختم قرآن کی تقریب جامع مسجد صابری آستانہ مورت

صابری آستانہ کی محافل میلاد



















حضرت خواجہ میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامیؒ اپنے بیٹے اور جانشین صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صاحب کے ہمراہ



اپنے دونوں صاحبزادوں طارق مسعود اور راشد مسعود کے ہمراہ



اپنے مرید اور معروف نعت خوان سید شیراز ظفر کے ہمراہ



عقیدتمندوں کے جھرمٹ میں



اپنے رفیق کار افضل مغل صاحب کے ہمراہ





صابری آستانہ پر منعقدہ ایک تقریب کے موقع پر احاطہ دربار میں زائرین کے درمیان



جنابِ عمران علی ملک کی تالیفِ لطیف: **مَن نَیَم** کا نام نامی ہی اتنا عشق خیز، گداز انگیز اور ذوق بیز ہے کہ کسی کامل صاحبِ نسبت کی حضوری میں منعقد ہونے والی روح پرور مجلسِ سماع جتنا کیف و سرور عطا کر جاتا ہے۔ نفیِ انا ہی تو زینۂ وصال ہے۔ مَیں ہوں ہی نہیں، یہی تو معراجِ کمال ہے۔ جب مَیں نہیں ہوں تو پھر ظاہر و باہر ہے کہ تُو ہی تُو ہے، وہی تُو جو جانِ رنگ و بو ہے، کون و مکاں کی آبرو ہے اور دل کا منشورِ جستجو ہے۔ تُو ہی تُو ہے۔ تیرے سوا کچھ بھی تو نہیں ہے۔ ہو بھی کیسے سکتا ہے؟

یہ محبت اندوز اور عقیدت آموز کتاب **حضرت میاں محمد عارف چشتی صابری کلیامی** جیسے کامل شیخِ طریقت، ان کے سلسلۂ عالیہ اور خانوادۂ گرامی کا دل پذیر تذکرہ ہے جس کی جامعیت، سلاست اور اثر انگیزی قابلِ ستائش ہے۔ فاضل مولف نے اپنی اس کاوش کا پیرایۂ زبان و بیان بہت صاف اور سادہ رکھا ہے۔ موضوع کا اقتضا بھی یہی تھا۔ ایک اہلِ دل، اہلِ نظر، فیض بخش اور عشق پرور عارفِ ذات وصفات کا تذکرہ اسی خالص اور مؤثر اسلوب میں ہونا چاہیے تھا۔

کلیام شریف کا چشتی صابری مرکزِ فیض ہمارے خطّے میں محتاجِ تعارف نہیں۔ اس خانوادۂ عالی کے بیشتر اکابر ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے اگرچہ متأخر تھے لیکن اپنے روحانی مدارج، ذوقی کیفیات، کثرتِ فیضان اور جامعیتِ تاثیر کے لحاظ سے زمرۂ متقدمین کے رجال لگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو ہمیشہ پُرنور اور ان کے سرچشمۂ حضور و سرور کو ہمیشہ جاری و ساری رکھے۔

مجھے یقین ہے کہ عمران علی ملک صاحب کی یہ بابرکت علمی و عرفانی کاوش اپنی تاریخی، سوانحی اور فیضانی اہمیت کے ساتھ ساتھ اہلِ ذوق و شوق کے لیے ازدیادِ کشش اور ایزادِ گداز کا باعث بھی ہو گی۔ کسی درویش کے تذکار سے اگر یہ سب مرادیں بر آئیں تو اور چاہیے بھی کیا؟

والی اللہ ترجع الامور

پروفیسر معین نظامی
لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (LUMS)
۱۵ - فروری ۲۰۲۴ء